قیامِ تعظیمی و محفلِ میلاد کا جواز کتاب و سنت کی روشنی میں

حق الیقین

(فارسی، اُردو)

مصنف:

حافظِ بخاری علامہ سید عبد الصمد چشتی

(۱۲۷۴ھ/۱۳۳۲ھ)

مترجم:

مولانا مجاہد حسین رضوی

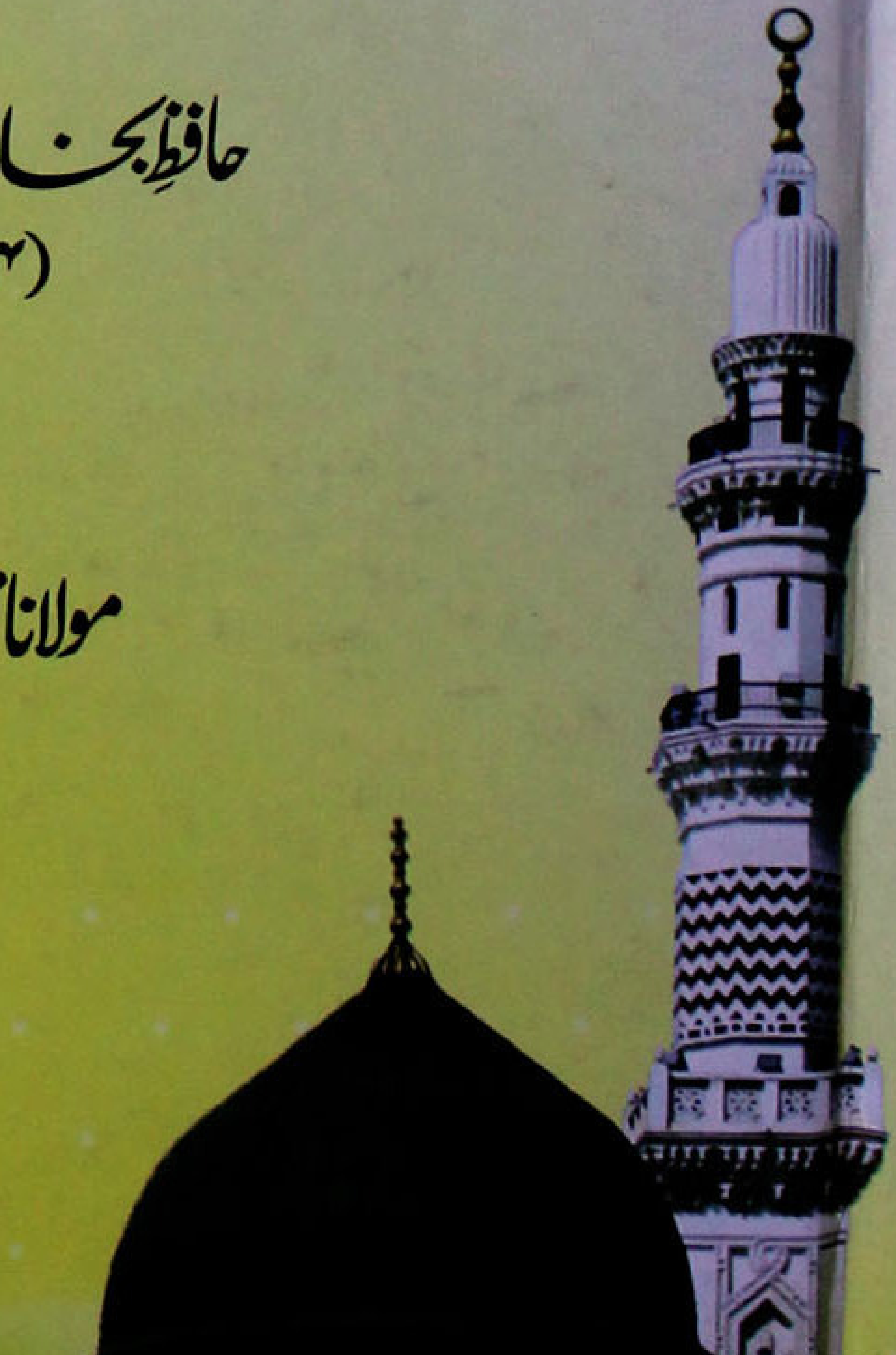

الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com

قیامِ تعظیمی و محفلِ میلاد کا جواز کتاب و سنت کی روشنی میں

حق الیقین

(فارسی / اردو)

مصنف:

حافظِ بخاری علامہ سید عبدالصمد چشتی

(۱۲۷۴ھ/۱۳۳۲ھ)

مترجم:

مولانا مجاہد حسین رضوی

الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com

زیر نگرانی: محمد کاشف رضا

مشیرِ قانونی

جسٹس (ر) امیر عالم خان

(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان)

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: حق الیقین فی مبحث مولد اعلیٰ العلیین (فارسی)

مصنف: علامہ سید عبد الصمد چشتی علیہ الرحمہ

مترجم: مولانا مجاہد حسین رضوی

صفحات: ۳۴۰

سن اشاعت: ۲۰۱۳

قیمت: -/۳۶۰

الحقائق فاؤنڈیشن

رضا پلازہ بالمقابل علم دین سنٹر ماتھر سٹریٹ اردو بازار لاہور

0333-7861895 -- 0321-4088628

Marfat.com

حافظِ بخاری ایک نظر میں

حافظ بخاری حضرت علامہ سید عبدالصمد چشتی قدس سرہٗ (پھپھوندشریف)

(۱۳۲۳ھ/۱۲۶۹ھ) اپنے زمانے کے عدیم المثال عالم، فاضل جلیل، اور روحانی طور پر عظیم المرتبت انسان کا نام ہے۔ جن کی علمی وفکری جدوجہد، قومی وملی خدمات نے ایک جہان کو حیرت میں مبتلا رکھا۔ حضرت حافظ بخاری کا زمانہ مسلمانانِ ہند کے لیے سیاسی و معاشی، بدعقیدگی، فرقہ واریت اور مصیبتوں سے بھرا پڑا تھا۔ تحریک ہجرت، تحریک ترک موالات، تحریک گاؤکشی، شدھی تحریک اور ''ندوہ'' کی پُراسرار تحریک مسلمانوں کو برباد کرنے کے ساتھ ان کی دولت ایمان لوٹنے کے لیے میدان عمل میں کھل کھیل رہی تھی۔ ایسے حالات میں حضرت حافظ بخاری نے علماء حق کے ساتھ کلمۂ حق کہنے کا فرض ادا کیا۔ بدعقیدگی کی کالی لمبی راتیں صبح نور میں بدل گئیں۔ گم گشتہ منزل، گم کردہ راہ بھی راہ ومنزل کی طرف گامزن ہونے لگے۔

زیر نظر کتاب ''حق الیقین'' کا لفظ لفظ حب رسول ﷺ کی شکل میں سینہ کتاب میں دھڑک رہا ہے۔ عظمت وتعظیم رسول ﷺ کے موضوع پر تحریر کردہ کتب میں یہ کتاب بلند پایہ حیثیت کی حامل ہے۔ میلاد وقیام تعظیمی کے جواز پر دلائل کے ساتھ پر اثر انداز تحریر نے جہالت کے پروردہ، اندھیروں کے گماشتوں کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ نواب صدیق حسن بھوپالی نے ''کلمۃ الحق'' نامی کتاب لکھ کر میلاد وقیام تعظیمی کو بدعت وگمراہی قرار دے کر مسلمانان ہند کے اندر انتشار وفرقہ واریت کی بنیاد رکھی۔ آج پاکستان و ہند میں اسی فکر کے ''مولوی'' زبان وقلم سے میلاد وقیام تعظیمی کے خلاف منظم سازشوں میں مصروف ہیں۔ دلوں سے تعظیم وعظمت رسول ﷺ نکالنے کے لیے قرآن وحدیث کا نام استعمال کر کے، اپنے عمل صالح کو بنیاد بنا کر، مسجد ومدرسہ کی عالی شان عمارتوں میں شیخ القرآن وشیخ الحدیث بن کر، وارثِ محراب ومنبر کی شکل میں گمراہ گر جگہ جگہ آپ کو نظر آئیں گے۔

حضرت حافظ بخاری علیہ الرحمۃ نے جہاں اولیں گمراہ گر نواب صدیق حسن بھوپالی

Marfat.com

کے خود ساختہ نظریات کا کتاب وسنت اور علماء محققین کے حوالہ جات کے ساتھ محاسبہ فرمایا ہے، وہاں مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچانے کے ساتھ ساتھ ادب وتعظیم رسول ﷺ کا درس دے کر اتحاد امت، فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے مسلمانوں پر عظیم احسان فرمایا ہے۔

حضرت حافظ بخاری کی کتاب فارسی زبان میں ہے۔ عوام الناس کے فائدے اور اصلاح فکر ونظر کے لیے حضرت مولانا مجاہد حسین رضوی مدظلہٗ نے اسے اردو زبان میں منتقل فرما کر ہمارے انتہائی شکریے کے مستحق قرار پائے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دین ودنیا میں کامیابیاں عطا فرمائے اور مزید خدمت دین کے لیے توانائیاں مرحمت فرمائے۔ آمین

محمد نعمان ارشد

ڈائریکٹر مارکٹنگ الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سید نا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و احبابہٖ اجمعین ۔ امابعد۔

برکافۂ اہل اسلام آشکارا باد کہ عقد مجالس اذکار سراسر موجب برکت ست وسبب نزول رحمت رب غفور و اعلان توقیر وتکریم واشاعت ذکر کریم حضرت محبوب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ” ورفعنا لك ذکرك “ مبین رفعت شان و لعمرك قسم جان آن سرور جہان ست مستوجب حصول قرب ست ونورٌ علیٰ نورٍ۔

سیما درین قرب قیامت کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سید نا و مولانا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و احبابہٖ اجمعین ۔ امابعد۔

تمام اہلِ اسلام پر روشن ہے کہ ذکر کی مجلسوں کا انعقاد سراسر موجبِ برکت اور رب غفور کی رحمت کے نزول کا سبب ہے ، حضرت محبوب رب العالمین ، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف کی اشاعت اور تعظیم وتوقیر کا اعلان باعثِ حصولِ قرب ونورٌ علیٰ نور ہے ۔جن کی رفعتِ شان کا بیان ”ورفعنا لک ذکرك“ اور جس سردار عالم کی قسمِ جان ”ولعمرك“ ہے۔

خصوصاً قرب قیامت کے اس

Marfat.com

منکرین نبوت جناب خاتم رسالت و مانعین و مبطلین و جاحدین عظمت ووجاہت حضرت محبوب رب العزت درمجامع ومجالس خود بادر پے اخفاو انکار فضائل و ارہاصات۔ و معجزات حضرت سید المرسلین باشند اجتماع اہل اسلام برائ مجالس اذکار حضرت خیر الانام علیہ السلام و اشاعت تکریم وتوقیر ذکر مکرم حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البتہ زیادہ تر موجب احکام دین ومستلزم ارغام شیاطین ست۔

ہر چند کہ نزد اہل ایقان ایں ہمہ عیان ست اما از انجا کہ این زمان آن وقتی ست کہ جہلا وسفہاء را حوصلۂ خود سری در سر افتادہ کہ عمومات

دور میں جبکہ خاتمِ رسالت کے منکرین اور حضرت محبوبِ ربُ العزت کی عظمت ووجاہت کے مانعین ومبطلین اپنی مجالس اور اجتماعات میں سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات، قبل نبوت کے حیرت انگیز کارناموں اور فضیلتوں کو چھپادینے اور انکار کر دینے کے درپئے ہوں، مسلمانوں کا حضرت خیر الانام علیہ السلام کے ذکر کی مجلسوں میں اکٹھا ہونا اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مکرّم کی تعظیم وتوقیر کی اشاعت کرنا یقیناً دین کے استحکام اور شیاطین کو دھتکارنے کا بڑا سبب بنے گا۔

ہر چند کہ اہلِ یقین کے نزدیک یہ ساری باتیں ظاہر ہیں تاہم یہ وہ زمانہ ہے جس میں نادانوں، احمقوں کے سر میں خودسری کا حوصلہ سما گیا ہے انہوں نے

Marfat.com

کتاب وسنت ومعتقدات حقہ محققۂ
جمہور اہل سنت و جماعت را بر طاق
اغماض گذاشتہ خود را شارع فہمیدہ
اند ونوبت بہ تحمیق وتجہیل وتفسیق و
تذلیلی بلکہ تکفیر وتضلیل برگزیدگان
رب جلیل رسانیدہ اند۔

مبتدعی تنزیہ او تعالیٰ را از
زمان و مکان و جہت در بدعات
حقیقیہ داخل میگرداند۔

وملحدے میگوید کہ عقد قضیہ
غیر مطابقہ للواقع والقاء آن بر ملائکہ و
انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست
والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید
از قدرت ربانی باشد۔

بدمذہبی وحی شریعت ومکالمۂ
حقیقی باحق تعالیٰ وعصمت لابدی ہمچو

کتاب و سنت کے عمومات کو اور
جمہور اہلسنت و جماعت کے حق و
ثابت معتقدات کو چشم پوشی کی طاق
پر رکھ کے اپنے آپ کو شارع سمجھ
رکھا ہے۔ نوبت یہاں تک پہونچ
چکی ہے کہ ربِ جلیل کے برگزیدہ
بندوں کو انہوں نے نہ صرف یہ کہ
جاہل، احمق، فاسق اور ذلیل قرار دیا
بلکہ انکی تکفیر وتضلیل تک کردی ہے۔
(العیاذ باللہ تعالیٰ)

ایک بدعتی اللہ تعالیٰ کو زمان،
مکان اور جہت سے پاک ماننے کو
بدعاتِ حقیقیہ میں داخل قرار دیتا ہے۔

ایک ملحد کا کہنا ہے کہ واقعہ
کے خلاف قضیہ بنا کر فرشتوں اور
نبیوں پر اس کا القاء کرنا الٰہی قدرت
سے باہر نہیں ورنہ انسانی قدرت کا
ربانی قدرت سے بڑھ جانا لازم آئیگا۔

ایک بدمذہب شریعت کی وحی، اللہ
تعالیٰ کے ساتھ حقیقی مکالمہ اور انبیاء کی

Marfat.com

عصمت انبیاء برائے مقبولین خود
ثابت می کند۔

بیدینے از کتاب وسنت و
اجماع امت خبر نہ داشتہ از حیات انبیاء
علیہم السلام در برزخ کہ بتصریح محققین
دین بالاتفاق حسی حقیقی جسدی مماثل
حیات دنیوی ست انکار کردہ بریں بنا
عدم جواز استمداد وتوسل وتشفع وعدم
سماع حضرت سرور انام سلام و کلام
زائرین قبر مبارک راحق می پندارد۔

وبے ایمانی از عطا گردیدن
شفاعت بجناب شفیع المذنبین کہ
احادیث صحیحہ صریحہ مثل اعطیت
الشفاعۃ وغیرہم مثبت آں ہستند واز
حقیت وتیقن وقطعیت شفاعت
آنحضرت انکاری دارد۔

طرح یقینی عصمت کو اپنے پسندیدہ
لوگوں کے لئے ثابت مانتا ہے۔

ایک بے دین جو کتاب وسنت
اور اجماعِ امت سے بے خبر ہے،
برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی
اُس زندگی کا انکار کرتا ہے جو محققین
دین کی صراحت کے مطابق
بالاتفاق حسی، حقیقی جسمانی اور دنیوی
زندگی کے مماثل ہے۔ اور اس بنیاد
پر ان باتوں کو حق سمجھتا ہے کہ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
مدد، وسیلہ اور شفاعت طلب کرنا
جائز نہیں ہے اور وہ قبر مبارک کے
زائرین کا سلام وکلام نہیں سنتے۔

ایک بے ایمان حضور شفیع
المذنبین ﷺ کے لئے عطاءِ
شفاعت جو "اُعطیتُ
الشفاعۃ" وغیرہ جیسی صحیح وصریح
احادیث سے ثابت ہے اس کی
حقانیت تیقن اور قطعیت کا انکار کرتا ہے

Marfat.com

حالانکہ بموجب تصریح جمہور اہل
سنت اعتقاد بودن آنحضرت یقیناً
اول شافع و اول مشفع و مقبول
الشفاعت واجب ست۔

روسیاہی در معجزات وفضائل
جناب سرور کائنات گفتگو ہای بیہودہ
میکند و گمراہی بر اطلاق لفظ آیت بر
معجزہ اعتراض می نماید۔

جاہلی بر مجرد چندی از افعال
بی اعتقاد الوہیت حکم شرک فی
العبادت لازم می سازدو۔

غافلے برامور خیر کہ از مستحسنات
ائمہ اعلام و متضمن ترویج خیر و موجب
رونق اسلام اند باوجود اندراج
درعمومات شریعت و عدم مزاحمت و
مخالفت کتاب وسنت اطلاق بدعت
بہ یک معنی راست کردہ بے باکانہ
در میدان تھلیل و تکفیر ائمہ

حالانکہ جمہور اہلِ سنت کی
صراحت کے مطابق حضور ﷺ کو
اول شافع، اولیٰ مشفّع اور مقبول
الشفاعۃ ماننا واجب ہے۔

ایک روسیاہ حضور ﷺ کے
معجزات اور فضائل کے بارے میں
بے ہودہ گفتگو کرتا ہے۔ ایک گمراہ
معجزہ کو "آیت" کہنے پر معترض ہے۔

ایک جاہل الوہیت کا اعتقاد
رکھے بغیر محض چند افعال پر شرک
فی العبادت کا حکم لازم قرار دیتا ہے۔

ایک غافل کچھ ایسے امورِ
خیر پر جو ناموراماموں کے مستحسنات
سے ہیں، بھلائی کی ترویج پر مشتمل
اور اسلام کی رونق کا سبب ہیں
باوجودیکہ وہ شریعت کے عمومات
میں مندرج ہیں کتاب وسنت کے
مخالف ومزاحم بھی نہیں ایک ہی معنی
کے لحاظ سے بدعت کے اطلاق کو
درست قرار دیکر بڑی بے باکی سے
ائمہ دین کی تکفیر و تھلیل کے میدان

Marfat.com

دین قدم می اندازد کہ اوہام ایں لیام را
رفضہ دستاویز لزوم طعن و ملام بر
اصحاب کرام میگردانند بلکہ نصاریٰ
اقوال ایں جہال را بطور الزام
رو بروے عوام پیش نمودہ نوبت طعن
بجناب نبی کریم وقرآن عظیم می رسانند۔

ہر خس و خار کہ در راہ نمودی دارد
آخر ای بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست

بدیں جہت چندی از نافہمان از حسن و
فضل مجالس اذکار حضرت خیر الانام
سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم انکار
دارند و بر ابطال شرف و برکت ایام
ولادتِ باسعادت ہمتہا می گمارند
و باوجودیکہ ائمہ معتمدین و اجلۂ
مستندین از فقہا و محدثین باستحسان
ہئیت اجتماعیۂ مجالس شریفہ در ازمنۂ
لطیفہ در کتب مشہورۂ دین تصریح

میں قدم رکھتا ہے کہ ان لئیموں کے
اوہام کو رافضی لوگ دستاویز بنا کر
صحابۂ کرام کو مطعون کرنا ان کی
ملامت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ
نصاریٰ ان جاہلوں کے اقوال کو عوام
کے سامنے بطور الزام پیش کر کے نبی
کریم و قرآن عظیم تک کو مطعون
کرتے ہیں۔

راہ میں جو جھاڑ جھنکھاڑ پیش نظر ہیں
اے بادِ صبا! یہ سب تمہاری ہی کارفرمائی ہے

اسی بنا پر بعض ناعاقبت
اندیش لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ذکر کی مجلسوں کے فضل
وحسن کا انکار کیا ہے اور حضور ﷺ
کی ولادتِ باسعادت کے زمانہ
کے شرف و برکت کو باطل قرار دینے
کی جرأت کی ہے۔ جبکہ ائمۂ مجتہدین
واجلۂ مستندین فقہاء اور محدثین نے
ہیئت اجتماعیہ لطیف زمانوں میں
اجتماعیہ کے ساتھ مجالس شریفہ کے
انعقاد کی اپنی مشہور دینی کتابوں میں

Marfat.com

فرموده اند بلکه رسائل مستقله دریں
باب تالیف نموده اند واگر در پائے کسی
درین باب خارشکے خلیده بدفع
شبہاتش پرداختہ اند وقول شاذ ونادر را
مردود ساختہ اند چنانکہ اینہمہ از
مطالعہ موردروی و انسان العیون
وسیرت شامی ومواہب وحسن المقصد و
کشف الظنون وغیرہ توان دریافت۔

باینہمہ چندے از طائفہ
ہوائیہ بر مجرد انکار شکیب نہ نمودہ
اعتقاد شرف و برکت ایام ولادت
باسعادت ونفس استحباب اعادۂ شکر
نعمت وعقد مجلس اذکار پر برکت را از
زبان شقاوت توامان مانند بزم جنم
کنہیا قرار مید ہند وبر مجوزین وعاملین

صراحت فرمائی ہے بلکہ اس موضوع
پر مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں اور
اگر کسی کے پیروں میں شک کا کوئی
کانٹا چبھا تو اس کے شبہات کو دور
کرنے میں مصروف ہوتے ہیں اور
شاذ و نادر قول کو مردود قرار دیا ہے
جیسا کہ یہ ساری باتیں موردردی
انسان العیون ، سیرتِ شامی ،
مواہب ، حسن المقصد اور کشف
الظنون وغیرہ کتابوں کے مطالعہ
سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

اس کے باوجود چند نفس
پرست جماعتوں نے محض اس مجلس
کے انکار پر صبر نہیں کیا ہے بلکہ
ولادتِ باسعادت کے زمانہ کی
برکت وشرف کے اعتقاد اور شکرِ نعمت
کے اعادہ کے استحباب اور ذکر کی
مجلسوں کے انعقاد کو کنہیا جنم کی مانند
قرار دیا ہے اور بانیان مجالس کو
مشرکین کی جماعت میں شامل

Marfat.com

مجالس شریفہ تہمت دخول درزمرۂ

مشرکان وخلل اصل ایمان می نہندونمی

دانند کہ این حکم فاسد چہ آفتہا بر پامی

سازدودرثبوت روایت دین اسلام و

احکام شریعت بواسطۂ اہل عدالت

رخنہ می اندازدواز غایت غوایت و

غباوت ایں قدرہم نمی اندیشند کہ

کسانیکہ سلسلہ سند دین خود باوشان

راست میکنند ہم داخل مجوزین و

عاملین ایں عمل بودہ اند۔

بمشاہدۂ ایں حال بخیال

خوشنودی ذوالجلال خواستم کہ بدفع

طعن وملام عوام کالانعام از حضرات

ائمہ اسلام پردازم وحرفی چند دررفع

اوہام آں لیام تحریرسازم۔

ہونے کی تہمت لگائی ہے۔ ان کے اصلِ ایمان میں خلل قرار دیا ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ یہ حکمِ فاسد کون سی آفتیں برپا کرے گا اور اسی بات میں رخنہ ڈالدے گا کہ شریعت کے احکام اور دین اسلام کی روایت کا ثبوت اہلِ عدالت کے توسط سے ہوا ہے۔ ان کی انتہائی گمراہی اور حماقت یہ ہے کہ جن ائمہ کرام سے انہوں نے اپنے دین کا سلسلہ جوڑا ہے وہ بھی عملِ میلاد کو نہ صرف جائز ماننے والے بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے والوں میں رہے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر میں، رب ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال سے، عوام کے طعن و ملامت کو ائمہ ٔ اسلام سے دفع کرنے اور ان بدبختوں کے اوہام کو زائل کرنے کی خاطر چند باتیں تحریر کرنا چاہتا ہوں۔

از جملہ رسائل طائفہ مجموعہ قنوجیہ را کہ جمع نمودۂ دو برادر خورد وکلان ست وایں طائفہ رابران نازش بے پایان ست برائے تحریر جواب منتخب ساختم وعجالۃً بہ تحریر آنچہ در خاطر آمد بے آنکہ نوبت بجمع کتب کثیرہ رسد دریں رسالہ پرداختم۔

قولہ در خواص و عوام ہندوستان شائع است الخ

اقول دریں مقام نقل عباراتی چند از علماء دین بقلم می آید تا واضح گردد کہ تخصیص ذکر ہندوستان محض بنا برایہام وتغلیطِ عوام می نماید علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ در مواہب لدنیہ کہ مستند ایں طائفہ است فرمودہ

ان گمراہوں کی تحریروں میں ''مجموعۂ قنوجیہ'' جو دو برادر خورد و کلاں کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ جس پر اس گمراہ فرقہ کو بڑا ناز ہے میں نے جواب کے لئے منتخب کیا ہے۔ عجلت میں جو کچھ دل میں تھا اس رسالہ میں تحریر کر دیا ہے کثیر کتابوں کو اکٹھا کرنے کی نوبت نہیں آئی ہے۔

قولہ۔ (مجلس میلاد) ہندوستان کے عوام و خواص میں رائج ہے۔ الخ

اقول۔ اس مقام پر چند علماء دین کی عبارتیں نقل کرنا چاہوں گا تاکہ واضح ہو جائے کہ ہندوستان کی تخصیص عوام کو وہم اور غلطی میں مبتلا کرنے کی خاطر ہے۔

اس فرقہ کی بھی مستند کتاب مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

ولا زال اهل الاسلام
يحتفلون بشهر مولده عليه
السلام ويعملون الولائم و
يتصدقون فى لياليه بانواع
الصدقات و يظهرون السرور
ويزيدون فى المبرات
ويعتنون بقراءة مولده
الكريم و يظهر عليهم من بركاته
كل فضل عظيم الخ۔

وہمیں مطلب از حافظ ابوالخیر سخاوی
در سیرت شامی منقول ست۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ کہ ہم مستند
ایں طائفہ است در مورد روی فرمودہ۔

اما اهل مكة معدن الخير و
البركة فيتوجهون الى المكان

''حضور اکرم ﷺ کی ولادت
پاک کے مہینہ میں، محفلوں کا انعقاد
کرنا لوگوں کی دعوتیں کرنا، اس کی
راتوں میں ہر طرح کے صدقات
کرنا، مسرت و شادمانی کا اظہار کرنا،
نیکیوں میں اضافہ کر دینا آپ کی
ولادتِ پاک کے تذکرے کا اہتمام
کرنا ہمیشہ سے مسلمانوں کا معمول
رہا ہے۔ جس کی برکتوں سے ان پر ہر
طرح کے فضلِ عظیم کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی مطلب کی عبارت
حافظ ابوالخیر سخاوی کی کتاب سیرت
شامی میں منقول ہے۔

ملا علی قاری جو اس فرقہ
کے بھی مستندین میں ہیں اپنی کتاب
''مورد روی'' میں فرماتے ہیں۔

(شب ولادت) منبع خیر و
برکت مکہ مکرمہ کے باشندے اس
مکان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

Marfat.com

المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك لقصده ومزید اهتمامهم به الی آخره۔

جس کے متعلق لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہے۔ اس اُمید کے ساتھ کہ اس توجہ اور زیادتی اہتمام کی بنیاد پر ان کی مرادیں برآئیں گی۔

ملا علی قاری اسی کتاب میں رقم طراز ہیں۔

وہمدردان ست ولا هل المدینة کثرهم الله تعالی به احتفال و علیٰ فعله اقبال الخ

ساکنانِ مدینہ، اللہ ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے اس موقع پر پوری لگن کے ساتھ محفلیں منعقد کرتے ہیں۔

اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

وہمدران است واما العجم فمن حین دخل هذا الشهر المعظم والزمان المکرم لا هلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الکرام و العلماء العظام و الفقراء من الخاص والعام الخ

"رہے عجم کے باشندے تو جب بھی یہ عظیم الشان مہینہ آتا ہے اسی وقت سے قرأ کرام، علماء عظام اور خاص و عام فقراء کے لئے انواع و اقسام کے کھانوں کی بڑی بڑی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں"

قولہ – باآنکہ از فقہا و محدثین معتمد ہیچکی باستحسان و جواز آن نرفتہ الخ

قولہ – معتمد فقہاء و محدثین میں کوئی بھی اس کے جواز اور استحسان کی طرف نہیں گئے۔ الخ

Marfat.com

اقول - ایں قولی ست سقیم و
کیدی ست عظیم شیخ عبدالحق و ملا علی
قاری و محمد طاہر صاحب مجمع البحار و
شیخ عبدالوہاب متقی مکی و امام ابن
جزری صاحب حصنِ حصین و حافظ
ابن رجب حنبلی و علامہ ابوالطیب سبتی
مالکی و حافظ جلال سیوطی و صاحب
سیرت شامی و مجد الدین شیرازی
علامہ سیف الدین ابو جعفر ترکمانی
دمشقی حنفی و شیخ برہان الدین جعبری و
علامہ حمد اللہ و امام سلیمان برسوی و
مولانا حسن بحرینی و برہان ناصحی و شیخ
شمس الدین سیواسی و شیخ محمد بن حمزۃ
العربی الواعظ و شمس الدین دمیاطی و فخر
الدین دنقلی و حافظ زین الدین عراقی و
علامہ برہان ابوالصقا و حافظ ابوشامہ و

اقول - یہ بات صحیح نہیں،
مکر عظیم ہے ۔ ۱- شیخ عبدالحق، ۲-
ملا علی قاری، ۳- محمد طاہر صاحب مجمع
البحار، ۴- شیخ عبدالوہاب متقی مکی،
۵- امام ابن جزری صاحب حصن
حصین، ٦- حافظ ابن رجب حنبلی،
۷- علامہ ابو الطیب سبتی مالکی،
۸- حافظ جلال الدین سیوطی،
۹- صاحب سیرت شامی ۱۰-
مجد الدین شیرازی، ۱۱- علامہ سیف
الدین ابوجعفر ترکمانی دمشقی حنفی،
۱۲- شیخ برہان الدین جعبری،
۱۳- علامہ حمد اللہ، ۱۴- امام سلیمان
برسوی، ۱۵- مولانا حسن بحرینی،
۱٦- برہان ناصحی ۱۷- شیخ شمس
الدین سیواسی، ۱۸- شیخ محمد ابن حمزہ
العربی الواعظ، ۱۹- شمس الدین
دمیاطی، ۲۰- فخر الدین دنقلی،
۲۱- حافظ زین الدین عراقی،
۲۲- علامہ برھان ابوالصقا،
۲۳- حافظ ابوشامہ، ۲۴- حافظ ابن

Marfat.com

حافظ ابن حجر عسقلانی و علامہ ابو القاسم لؤلوی و علامہ ابو الحسن البکری و امام سخاوی و برہان الدین صاحب سیرت حلبی و علامہ ابن حجر مکی کہ حالِ تصانیفِ ایں حضرات معروف و مشہور و در کتب متداولہ مشہورہ مثل کشف الظنون بمدح و قبول مسطور و مذکور ست و سوای ایں حضرات دیگر علماء معتمدین از اجلہ محدثین و فقہاء مشہورین از اہل حرمین طیبین و سائر بلاد اسلامیہ در رسائل و فتاویٰ خود استحسان آن فرمودہ اند و رسائل مولد تالیف نمودہ اند۔

باری اگر از قصور علم بکتب علماء سابقین عبورش رو نہ نمود دریافت ایں امر از اقوال مشہورہ علماء لاحقین و فضلاء متاخرین کہ در قرب ہمیں زمان

حجر عسقلانی، ۲۵-علامہ ابو القاسم لؤ لؤی، ۲۶-علامہ ابو الحسن البکری، ۲۷-امام سخاوی، ۲۸-بُرہان الدین صاحب سیرت حلبیہ، ۲۹-علامہ ابن حجر مکی، جیسے ائمہ کرام جن کی تصنیفات خود مشہور و معروف ہیں۔ جن کی مقبولیت اور مدح و ستائش کا تذکرہ کشف الظنون جیسی شہرت یافتہ اور متداول کتاب میں بھی ہے ان حضرات کے علاوہ حرمین طیبین اور دیگر اسلامی ممالک کے دوسرے جلیل القدر فقہاء و محدثین و قابل اعتماد علماء نے اپنی معتبر اور مستند کتابوں میں عملِ میلاد کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے۔ اور رسائل میلاد کی تالیف کی ہے۔

اگر قلت علم کی بناء علماء سلف کی کتابوں تک رسائی نہیں ہو سکی ہے تو یہ بات اُن علماء خلف و فضلاء متاخرین کے مشہور اقوال سے معلوم کرنا کیا بعید

Marfat.com

گذشتہ اند چہ دور بود بالخصوص کسانیکہ
در سلسلہ سند صاحب رسالہ وامثالش
در روایات کتب فقہ وتفسیر وحدیث و
عقائد معدود و در رسائل امثال
صاحب رسالہ استناد باوشان موجود
مانند شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ
عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی ومرزا
حسن علی صاحب محدث لکھنوی
وغیرہم۔

اگر گوئی کہ صاحب رسالہ
کہ در سکر خود بینی سرشار ست ہمہ
سابقین و لاحقین رابی خبر از فقہ
وحدیث بلکہ از جاہلین وضالین بلکہ
موافق عقیدہ طائفہ از کافرین و
مشرکین می شمارد پس چہ جائے اعتماد و
اعتبار ست وذکر ایں ہمہ سابقین و
لاحقین از ائمہ دین وعلماء مشہورین
بمقابلہ اش بیکارست۔

تھا وہ تو ابھی عنقریب گذرے ہیں۔
بالخصوص ان لوگوں کے اقوال جو فقہ،
تفسیر، حدیث اور عقائد کی کتابوں
کی روایت میں، صاحب رسالہ اور
اس جیسے لوگوں کے سلسلۂ سند میں
معدود ہیں اور جن سے صاحب
رسالہ جیسے لوگوں کے رسائل میں
استناد موجود ہے۔ جیسے شاہ ولی اللہ
صاحب، شاہ عبد الرحیم صاحب
محدث دہلوی، مرزا حسن علی صاحب
محدث لکھنوی وغیرہ۔

اگر تم کہو کہ صاحب رسالہ خود
بینی کے نشہ میں چور ہے تمام سابقین
ولاحقین کو فقہ وحدیث سے بے خبر
بلکہ جاہل وگمراہ بلکہ اپنی جماعت
کے اعتقاد کے مطابق کافر ومشرک
شمار کرتا ہے اس لئے اُن پر کیا اعتماد
اُن کا کیا اعتبار، اُس کے مقابلہ میں
ان تمام سابق ولاحق ائمۂ دین و
مشہور علماء کا تذکرہ بے کار ہے۔

Marfat.com

پس اولاً گویم کہ اگر چہ عامہ طائفہ اسماعیلیہ وہابیہ بجہت بیخوفی از خدا وفقدان شرم وحیا ہمیں اعتقاد آرند و آنحضرات عظام و متبعین آن کرام را از زمرۂ ضالین و جاہلین بے دین می شمارند اما از صاحب رسالہ تصریح این امر بظاہر دورست چہ در آخر ہمیں رسالہ کہ برائے اظہار استناد صاحب رسالہ سند استاذ صاحب رسالہ ثبت ست ومنقبت شان بلفظ استاد المحققین سند العالمین فی العالمین مولانا المفتی صدرالدین خاں دہلوی۔

درج و دران سند اکتساب نمودن صاحب رسالہ فقہ واصول فقہ وعقاید و کتب دیگر علوم دین مثل بخاری و تفسیر بیضاوی وغیرہ را از

میں اولاً عرض کروں گا کہ اگر چہ عام اسماعیلی وہابی، خدا سے بے خوفی اور بے شرمی و بے حیائی سے یہی اعتقاد رکھتا ہے، اور اُن عظیم الشان حضرات اور ان کے پیروکاروں کو گمراہ، جاہل اور بے دین سمجھتا ہے تاہم صاحب رسالہ کا کھلے طور پر یہ کہنا بظاہر بعید ہے۔ اس لئے کہ اس کتاب کے اخیر میں صاحب رسالہ کے مستند ہونے کا اظہار کرنے کے لئے ان کے استاذ کی سند لکھی ہوئی ہے جس میں ان کے استاذ کو ان القاب سے یاد کیا ہے۔

استاذ المحققین، سند العالمین فی العالمین، مولانا المفتی صدر الدین خاں دہلوی۔

اور اسی سند میں صاحب رسالہ کے فقہ، اصول فقہ، عقائد اور دیگر کتب علوم دینیہ مثلاً بخاری شریف بیضاوی

Marfat.com

مفتی صاحب موصوف مذکورست
وہمدران سند متصف بودن صاحب
رسالہ بغربت و اہلیت و شرم وحیا
مسطورست۔

ہمان سند العالمین فی العالمین درفتوی
مشہورہ خود کہ بحالت حیات شان در
لکھنؤ مطبوع ہم شدہ است می فرمایند۔

عمل مولد شریف در ماہ مولد
حضرت سید الاولین والآخرین
صلی اللہ علیہ وسلم و اجتماع مومنین
درین روز مسعود کہ خالی باشد از
منہیات ومکروہات الی قولہ از بہترین
اعمال حسنہ است ومتوارث ہست از
علمائے اعلام و قضاۃ ومفتیان اہل
اسلام ومشائخ کرام کابراً عن کابرو
اتفاق ست جم غفیر رااز اعاظم علماء دین

شریف وغیرہ کو حضرت مفتی صاحب
موصوف سے اکتساب کرنا مکتوب
ہے نیز اسی سند میں صاحب رسالہ کا
غربت ، اہلیت اور رم وحیاء سے
متصف ہونا بھی مذکور ہے۔

وہی سند العالمین فی
العالمین اپنے اُس مشہور فتویٰ میں
جو اُن کی حیات ہی میں لکھنؤ سے
چھپا تھا۔ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) حضرت سید الاولین و
الآخرین ﷺ کی ولادت کے مہینہ
میں میلاد کا عمل اور اس مسعود دن
میں مومنوں کا وہ اجتماع جو منہیات و
مکروہات سے خالی ہو۔ الیٰ قولہ۔
بہترین اعمال حسنہ سے ہے جس پر
پیڑھی در پیڑھی سے مشائخ کرام،
مفتیان اہلِ اسلام ، قاضیان کرام
علماء اعلام کا توارث چلا آرہا ہے۔
اس عمل مکرم کے استحسان پر عرب

Marfat.com

عرب وعجم بر حسن ایں عمل مکرم و معمول بہ اکابر محدثین و فقہائی اقطار عالم است و شک نیست کہ ایں عمل محمود موجب مزید ثواب و برکات و نزول رحمت و شفائی قلوب وانشراح صدور و قرۃ عیون اہل اسلام وارغام شیاطین وخذلان اہل ضلال و طغیان ست خصوصا دریں زمانہ دریں ملک کہ بے ادبان و جاہلان از عوام بہ تقویت و استظہار عملداری حال نوبت زبان درازی باقصی غایت رسانیدہ اند الی آخرہ۔

وبعد نقل اقوال ائمہ دین و علماء مشہورین فرمودہ۔

پس قول تاج الدین فاکہانی مالکی کہ ایں عمل مذموم ست بالمقابل جم غفیر از ائمہ دین و علمائے محققین از فقہا و محدثین کہ باستحسان

وعجم کے بڑے بڑے علماء دین کی بھاری جماعت کا اتفاق ہے اور دنیا کے تمام ممالک کے اکابر فقہا و محدثین کا معمول ہے۔ کوئی شک نہیں یہ پسندیدہ عمل ثواب و برکات اور نزولِ رحمت کی زیادتی کا باعث، دلوں کی شفا، سینوں کا انشراح، اہلِ اسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک، شیطانوں کی دُھتکار، سرکشوں اور گمراہوں کی رسوائی کا سبب ہے، بالخصوص اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاں بے ادب جاہل لوگ عملداری کی تقویت کی بناء پر انتہائی درجہ کی زبان درازی پر اتر آئے ہیں۔

ائمہ دین اور مشہور علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

پس تاج الدین فاکہانی مالکی کا قول کہ "یہ عمل مذموم ہے" اُن ائمۂ دین و محققین فقہا محدثین کی بڑی جماعت کے بالمقابل

Marfat.com

آن رفتہ اند مقبول نیست
ورده السیوطی وکثیر من العلماء الاعلام
بمایشفی قلوب المومنین پس تنہا از انکار
فاکہانی وتفرد او دران ایں عمل مکرم
رامختلف فیہ گفتن غلطی فاحش ست و
عجب ست وبس عجب از ان گروه
صافی عقیدت کہ عمل مولد شریف را از
بدعات سیئہ گویند وبجز اینکہ ایں عمل
بدیں صفت وخصوصیت آن در ماه
مولد حضرت سرور انس وجاں صلی اللہ
علیہ وسلم منقول از قرون ثلاثہ نیست
دلیلی دیگر نزد خود ندارند حتی کہ کدام
روایت شاذ از کتب غیر مشہوره فقہ
حنفیہ ہم بحرمت یا کراہت آن پیش نمی
کنند ونمی دانند کہ بریں تقدیر لازم می
آید کہ جملہ مستحسنات علمائے متاخرین
کہ کتب فقہ مذاہب اربعہ

مقبول نہیں جو اس عمل کے استحسان
کی طرف گئے ہیں۔ علامہ سیوطی اور
بہت سارے نمایاں علماء کرام نے
فاکہانی کی ایسی تردید کی ہے کہ
مومنوں کا دل شفایاب ہو جاتا ہے۔
اسلئے تنہا فاکہانی کے انکار سے اس عمل
کو مختلف فیہ کہنا کھلی غلطی ہے۔ اُس
صافی عقیدت گروه سے حیرت
بالائے حیرت تو یہ ہے کہ عمل المیلاد کو
بدعت سیئہ کہتے ہیں حالانکہ اُن کے
پاس سوائے اس کے کوئی دلیل نہیں
کہ یہ عمل اس صفت وخصوصیت
کے ساتھ سرورِ انس وجاں ﷺ کی
ولادت کے مہینے میں قرونِ ثلٰثہ
سے منقول نہیں۔ یہاں تک کہ فقہ
حنفی کی غیر مشہور کتابوں کی کوئی شاذ
روایت بھی اس کی کراہت وحرمت
پر پیش نہیں کر پاتے۔ انہیں معلوم
نہیں کہ اس تقدیر پر علماء متاخرین
کے وہ سارے مستحسنات بدعات

Marfat.com

خصوصا فقہ حنفی جملہ ازان ست و ہزار جا مرقوم ست استحسنه المتأخرون جملہ در بدعات داخل شود وعلمای متاخرین ازفقہاء باجمعہم از اہل بدع وضلال بشمار درآیند چہ از مستحسنات ایشان اثرے درقرون ثلثہ نبود و ما هو الا ارتفاع الامان عن الشرعیات اعاذ نا الله تعالیٰ من هذه العقیدة الفاسدة۔

محفلے کہ دران ذکر جمیل ولادت حضرت خاتم النبیین ﷺ بلا انضمام منکرات ومکروہات شرعیہ باشد آن را مجمع آثام وبدعات فہمیدن و اجتماع تمامی علمائے دین سابق وحال را از مذاہب اربعہ شرقاً وغرباً درعرب وعجم بر ضلالت و بطلان قرار دادن و حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً رادار

میں داخل ہو جائیں گے جن سے فقہ مذاہب اربعہ بالخصوص فقہ حنفی کی کتابیں بھری ہوئی ہیں جن کتابوں میں ہزاروں جگہ ''استحسنه المتأخرون'' تحریر ہے۔اور متأخرین فقہا کا اہل بدعت و ضلالت میں شمار ہوگا اس لئے کہ ان کے مستحسنات کا قرونِ ثلاثہ میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ ایسا ہوگیا تو شرعیات سے امان ہی اٹھ جائے گا۔ اس فاسد عقیدہ سے اللہ ہم سبھوں کو محفوظ رکھے (آمین)۔

وہ محفل جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کا ذکرِ جمیل، منکرات ومنہیات شرعیہ کی آمیزش کے بغیر ہو اس کو گناہوں اور بدعتوں کا اجتماع سمجھنا۔ مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے ازشرق تا غرب عرب وعجم کے سارے علماء کے اجتماع کو بطلان وضلالت قرار دینا، حرمین شریفین زادہما اللہ

Marfat.com

البدعة انگاشتن و اتباع سنت منحصر در افراد عدیده بلاد ہندوستان دانستن چہ خوش اعتقادی و حسن ظن نسبت بعلماے اسلام و بلاد اسلام ست حررہ العبد المسکین محمد صدر الدین ختم اللہ لہ بالحسنیٰ۔

وثانیاً بر تقدیر یکہ صاحب رسالہ ہمہ مجوزین ایں عمل را از غیر معتمدین بلکہ گمراہ و بے دین می شمارد و پس چرا از اکثر ہمیں ائمہ دین فقہاء و محدثین براے اثبات دعاوی خود سند ہاے بیجامی آورد بر سر شاخ نشستن و بُن رابُریدن بر عقلِ خود خط کشیدن ست۔

قولہ۔ بدعت رادو معنی ست یکی لغوی عام کہ عبارت از مطلق محدث ست خواہ عبادت بود یا عادت ودوم شرعی

شرفاً کودار البدعۃ سمجھنا اور سنت کی پیروی ہندوستان کے چند افرد میں منحصر جاننا کیا علماء اسلام وممالک اسلامیہ کے ساتھ خوش اعتقادی اور حسنِ ظن ہے؟ ہرگز نہیں۔

حررہ العبد المسکین

محمد صدر الدین

ختم اللہ لہ بالحسنیٰ

ثانیاً۔ اس تقدیر پر کہ صاحب رسالہ، اس عمل کو جائز قرار دینے والے تمام لوگوں کو نا قابل اعتماد بلکہ گمراہ و بے دین سمجھتا ہے پھر اپنے دعووں کے اثبات کی خاطر اکثر انہی ائمہٴ دین، فقہا و محدثین سے کیوں بے جا ارستناد کرتا ہے، شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنا اپنی عقل کو قلم زد کرنا ہے۔

قولہ بدعت کے دو معانی ہیں ایک لغوی عام، جس سے مراد مطلق نو پید چیز ہے خواہ وہ عبادت ہو یا عادت دوسرے شرعی خاص،

Marfat.com

خاص کہ عبارت ست از زیادت و
انتقاص در دین بعد صحابہ بدون اذن
شارع لا قولا ولا فعلاً ولا
صراحۃ ولا اشارۃ پس لفظ
بدعت دریں حدیث و در احادیث
دیگر عام ست شامل ہمہ محدثات وایں
عموم بحسب معنی شرعی خاص ست نہ
معنی لغوی عام الی قولہ و بایں قیود
بیرون رفت تعمیر منارہ مسجد کہ بنا بر
اعلام اوقات صلوٰۃ ست و تصنیف
کتب کہ آلہ وعون تعلیم و تبلیغ ست و
استعمال منخل و مداومت بر اکل لب
حنطہ ومثلہا کہ ہر یک ازینہا ماذون فیہ
بل مامور بہ است بر سبیل اجمال الی آخرہ۔

اقول — ازیں مقام باقرارش
ثابت ست کہ چیزیکہ بالاجمال داخلِ
ماذونات شرعیہ باشد گو خصوص آں

جس سے مراد شارع کے قولاً، فعلاً
صراحتہً یا اشارۃً اجازت کے بغیر،
صحابۂ کرام کے بعد دین میں کسی
طرح کی زیادتی یا کمی کرنا ہے۔ پس
لفظِ بدعت اس حدیث میں اور دیگر
احادیث میں عام ہے تمام محدثات
پر مشتمل ہے اور یہ عموم معنیٔ شرعی
خاص کے اعتبار سے ہے نہ کہ معنیٔ
لغوی عام کے اعتبار سے الیٰ قولہ۔
اور ان قیود سے منارۂ مسجد کی تعمیر جو
نماز کے اوقات کا اعلان کرنے کے
لئے ہے اور کتابون کی تصنیف جو
تعلیم و تبلیغ کا ذریعہ ہے اور چلنی کا
استعمال نیز گیہوں کا مغز کھانے پر
مداومت اور اس جیسی چیزیں کہ ان
ساری باتوں کی اجازت ہے۔
بلکہ بطور اجمالی ان کا حکم ہے۔ الخ

اقول — یہیں سے اس کے
اقرار کی بناء پر ثابت ہوا کہ جو چیز
اجمالاً شرعی ماذونات میں داخل

Marfat.com

صراحۃ از قول و فعل شارح ہیئت
کذائیہ ماثور نباشد ونہ از صحابہ کرام
مروی باشد در ضلالت داخل شدن نمی
تواند پس از مستحسنات ائمہ دین
اعتراضات وہابیہ مندفع و مطرود
وخرافات شان ہمہ باطل و مردود
شدند کہ آنحضرات آن مستحسنات را
باشارہ مضامین احادیث صریحہ
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
مستحسن گردانیدہ اند وداخل بودن آنہا
درعمومات ماذونات بلکہ مامورات
شرعیہ بالاجمال بثبوت رسانیدہ اند۔
قطع نظر از استحسان عام دیگر
بدعات حسنہ حال خصوص اظہار سرور
واداے شکر نعمت در ایام مبارک ولادت

ہوں بھلے اس کا خصوص اور ہیئت
کذائیہ نہ تو شارع کے قول و فعل
سے منقول ہو نہ ہی صحابۂ کرام سے
مروی ہو وہ ضلالت میں داخل نہیں
ہو سکتی اس لئے ائمۂ دین کے
مستحسنات کے تعلق سے وہابیہ کے
اعتراضات اٹھ گئے اور ان کے
سارے خرافات باطل و مردود قرار
پائے ۔ کیونکہ ان حضرات نے
سید المرسلین ﷺ کے صریح احادیث
کے مضامین سے اشارۃً ان امور کو
مستحسن قرار دیا ہے ۔ اور اجمالی
طور پر اُن کا ماذونات شرعیہ بلکہ
مامورات شرعیہ میں داخل ہونا
ثابت کیا ہے۔
دوسرے بدعات حسنہ کے
عام استحسان کی بات تو چھوڑیے
خاص ولادت شریفہ کے مبارک
ایام میں شکر نعمت کی ادائیگی

Marfat.com

شریفہ آنکہ صاحب مجمع البحار کہ مستنداں طائفہ است ونزداں طائفہ در ائمہ محققین و اجلہ فقہاء و محدثین داخل درخاتمہ مجمع البحار فرمودہ۔

تم بحمد اللہ و تیسیرہ الثلث الاخیر من مجمع بحارا لانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار فی اللیلۃ الثانیۃ عشر من شہر السرور والبہجۃ مظہر منبع الانوار و الرحمۃ شہر ربیع الاول فانہ شہر امرنا باظہار السرور وفیہ کل عام الیٰ آخرہ۔

واگر برین تسلی نیاید تا کلام ابن الحاج مستند خود مطالعہ نماید کہ باشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت شہر مبارک واولویت زیادت اعمال ذاکیات دراں تحقیق می فرماید۔

اور اظہار سرور کا حال صاحب مجمع البحار نے خاتمہ میں تحریر فرمایا ہے موصوف اس گروہ کے مستند اور اس کے نزدیک ائمہ محققین واجلۂ فقہاً و محدثین میں داخل ہیں۔ فرماتے ہیں:

"اللہ کی حمد اور اس کی فراہم کردہ آسانی کے سبب "مجمع البحار کا تہائی آخری حصہ مکمل ہو گیا۔ رحمت و انوار کے سرچشمہ کا مظہر، مسرت ورونق کا مہینہ ماہ ربیع الاول کی بارہویں شب میں کیونکہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر سال ہمیں اظہار شادمانی کا حکم دیا گیا ہے۔ الخ

اگر اس سے تسلی نہ ہو تو اپنے مستند ابن الحاج کے کلام کا مطالعہ کرے جنہوں نے آں حضرت ﷺ کے اشارے سے شہر مبارک کی فضیلت اور اس میں نیک اعمال کی زیادتی کی برتری کو محقق فرمایا ہے۔

Marfat.com

باقیماند طعن بر لفظ بدعت باینکه
آنحضرات براں مستحسنات در کتب
شرعیه اطلاق محدث و بدعت می نمایند
وصراحۂ بدعت بمعنی شرعی را تقسیم می
فرمایند پس ایں اعتراض و اشکال
مغالطۂ جہال ست۔

حلش اینکه مراد شان از بدعت
که آنرا مورد تقسیم ساخته اند و بران هم
اطلاق معنی شرعی پرداخته اند امری
ست که بخصوصه سنت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم نباشد و قول و فعل
آنجناب از ان ساکت باشد خواه
مزاحم ومخالف سنت ومغیر ومنافی کدامی
طریقه محدوده آنحضرت ﷺ باشد
خواه موافق قواعد عامه شریعت و
بالاجمال حکماً داخل سنت و ثابت
باشاره احادیث صریحه جناب شفیع
امت ﷺ باشد که آنحضرات این
معنی عام راہم معنی شرعی فرموده اند

رہ گئی بات لفظِ بدعت پر چھینٹا کشی
کی۔ اور وہ یوں کہ وہ حضرات اُن
مستحسنات کو شرعی کتابوں میں محدث
و بدعت کہتے ہیں اور صراحۂ بدعت
بمعنیٔ شرعی کی تقسیم کرتے ہیں تو یہ
اعتراض جاہلوں کا مغالطہ ہے۔ جس کا
حل یہ ہے کہ اُن حضرات نے جس
بدعت کو مورِدِ تقسیم بنایا ہے اور
جس پر معنئ شرعی کا اطلاق بھی کیا
ہے اُس سے مراد وہ امر ہے جو اپنی
خصوصیت کے ساتھ حضور اکرم
ﷺ کی سنت نہ ہو اور ان کا قول و
فعل اس سے خاموش ہو خواہ سنت
کے مخالف ہو اور حضور ﷺ کے
کسی محدود طریقہ کا مغیّر و منافی ہو
خواہ شریعت کے عام اصول کے
موافق اور اجمالی طور پر حکماً داخلِ
سنت اور شفیع امت ﷺ کی صریح
حدیثوں کے اشارہ سے ثابت ہو۔
اس عام معنی کو بھی معنی شرعی کہا ہے۔

Marfat.com

تقسیم آں نمودہ اند۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ در شرح موطا امام محمد فرمودہ۔

اصل البدعة ما احدث علی غیر مثال سابق ویطلق فی الشرع علی ما یقابل السنة ای مالم یکن فی عهده صلی الله علیه وسلم ثم ینقسم الی الاحکام الخمسة کذا ذکره الحافظ السیوطی۔

مؤیدات ایں معروف و مشہور قدری ازان در دیگر رسایل منقول و مسطور اما اینجا اختصار منظور ست۔

ووجہ تقسیم بدعت و اطلاق معنی شرعی بریں معنی چند امر ست۔

اولاً کہ لفظ بدعت بمعنی لغوی شامل کل ما احدث من غیر سابق ست ولفظ سنت بمعنی لغوی شامل ہر طریقہ ہر کس ست

اور اس کی تقسیم فرمائی ہے ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح موطا میں فرماتے ہیں۔

"اصل بدعت وہ نو پید چیز ہے جس کی ماضی میں کوئی مثال نہ ہو شریعت میں اس کا اطلاق سنت کے مقابل یعنی اس امر پر ہوتا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں موجود نہ ہو۔ پھر اس کی تقسیم احکام خمسہ کی طرف ہوتی ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے یونہی ذکر فرمایا ہے۔"

اس امر کی تائیدیں مشہور و معروف ہیں اور کچھ دیگر رسائل میں منقول لیکن یہاں اختصار پیش نظر ہے۔

بدعت کی تقسیم اور اس معنی شرعی کے اطلاق کی چند وجہیں ہیں۔

اولاً لفظ بدعت لغوی معنی کے اعتبار سے لاعلیٰ مثال سبق ہر نو پید چیز پر مشتمل ہے۔ یونہی سنت لغوی معنی

Marfat.com

اما ہر گاہ در عرف شرع سنت اصالۃ اسم
خاص برای قول وفعل وتقریر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شدہ است واطلاق
بدعت بران نیامدہ است وبدعت
مقابل سنت ست۔

پس ایں معنیٰ خاص یعنی ہر چیز
یکہ بالخصوص سنت آنحضرت ﷺ
نباشد البتہ معنیٰ لغوی لفظ بدعت نمی تواند
شد صرف اصطلاح اہل شرع ست۔

دوم آنکہ از صحابہ کرام اطلاق
لفظ بدعت بر محدثات خودشان ثابت
است باوجودیکہ گاہی بر سنت
آنحضرت اطلاق بدعت نفرمودہ
اند پس البتہ ایں اطلاق بدون تقسیم
بسوی حسنہ و سیۂ درست نمی۔
تواند شد قطع نظر از ینہمہ نزاع
منازعان در استعمال آں واطلاق معنی شرعی

کے اعتبار سے ہر شخص کے ہر طریقہ
کو عام ہے لیکن اصطلاح شریعت
میں سنت اصلاً نام ہے آنخضرت
ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کا۔ اُن پر
بدعت کا اطلاق وارد نہیں ہے۔

بدعت سنت کا مقابل ہے۔ اس
خاص معنی کے اعتبار سے صرف
اصطلاح شریعت میں ہر وہ چیز
بدعت ہے جو خاص آنخضرت
ﷺ کی سنت نہ ہو البتہ لغوی معنی
کے اعتبار سے بدعت نہیں ہے۔

ثانیاً صحابۂ کرام سے خود
اپنی ایجادات پر بدعت کا اطلاق
ثابت ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت پر کبھی بھی بدعت کا اطلاق
نہیں فرمایا بلاشبہ یہ اطلاق بدعت کو
حسنہ اور سیۂ کی طرف منقسم کئے بغیر
صحیح نہیں ہوسکتا۔

ان تمام باتوں سے قطعِ
نظر کرتے ہوئے لفظِ بدعت کے

Marfat.com

برآں نزاع لفظی ست لو فرضنا کہ ایں
معنی معنی لغوی ست و معنی شرعی
اصطلاحی منحصر در خصوص آں معنی ست
کہ جز بر بدعت سیئہ صادق نشود۔
اما ایں از کجا کہ بر مستحسنات ائمہ
دین باوجود عدم مزاحمت کدامی سنت و
باوجود دخول در مندوبات شریعت
بالاجمال حکم ضلالت لازم گردانیدہ آید
اطلاق بدعت بران بمعنی دیگر است
ولزوم کلیت ضلالت برای معنی دیگر۔

حاصل آنکہ میان معنی لغوی
واصطلاحی تفرقہ ساختن و تعدد
اصطلاحات راپس پشت انداختن و بہ
تحقیق و تطبیق چنانکہ ائمہ دین
فرمودہ اندنہ پرداختن و بے باکانہ
علم طعن بر ائمہ اعلام افراختن

استعمال اور اس پر معنی شرعی کے
اطلاق کے بارے میں جو نزاع ہے
وہ لفظی ہے۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ
بدعت کا یہ لغوی معنی ہے۔ شرعی
اصطلاحی معنی اسی خصوص میں منحصر
ہے جس پر صرف بدعت سیہ کا
صدق ہوتا ہے لیکن ائمہ دین کے
اُن مستحسنات پر گمراہی کا حکم کہاں
سے لازم کردیا گیا جو اجمالی طور پر
شریعت کے مستحبات میں داخل بھی
ہیں اور کسی سنت سے متصادم بھی
نہیں۔ ان مستحسنات پر بدعت کا
اطلاق ایک معنی کے اعتبار سے ہے
اور ہر بدعت کے لئے ضلالت کا
لزوم، دوسرے معنی کے اعتبار سے۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ لغوی
و اصطلاحی معنی میں تفرقہ ڈالنا اور
تعدد اصطلاحات کو پس پشت رکھنا
اور ائمہ دین کی تحقیق و تطبیق میں غور
وفکر نہ کرنا اور ممتاز ائمہ کے خلاف

Marfat.com

ہمان کیدی ست کہ شیطان لعین خوارج وروافض ومعتزلہ وغیرہم راکہ ماخذ بحدیث اندران گرفتار گردانیدہ بقعر ضلالت رسانیدہ است۔

قولہ۔ وعند الاستقراء در عبادات بدنیہ محضہ ہمچو صوم وصلوٰۃ و تلاوت وامثال ذٰلک بدعت غیر سیئہ یافتہ نمی شود الیٰ آخرہ۔

اقول۔ منشاء ایں دعاوی ہمان کج فہمی اقوال اکابر امت ست البتہ امرے کہ در قواعد عامہ شریعت مندرج نباشد از طرف خود در عبادات داخل نمودن حسن نمی تواند شد اما آنچہ بطور عموم از مندوبات شارع باشد اگر بہ نیت برکت کدامی ہیئت خاصِ آن کہ منافی ومغیر حدود متعینہ شریعت

طعن وتشنیع کا علم بلند کرنا وہی مکر ہے جس میں گرفتار کر کے شیطان لعین نے حدیث سے اخذ کرنے کا دعویٰ کرنے والے روافض وخوارج اور معتزلہ کو گمرہی کے گڈھے میں پہونچادیا ہے۔

قولہ ''تلاش وجستجو کے وقت نماز، روزہ، تلاوت، جیسی عبادات بدنیہ محضہ میں سوائے بدعتِ سیۂ کے دوسری بدعت نہیں پائی جاتی۔الخ''

اقول۔ان دعووں کا سرچشمہ اکابر امت کے اقوال کو نہ سمجھ پانا ہے یقیناً عبادات میں اپنی طرف سے ایسے امر کو داخل کر دینا جو شریعت کے عام قواعد کے تحت مندرج نہ ہوں مستحسن نہیں ہوسکتا، رہ گیا وہ امر جو بطور عموم شارع کے مستحبات سے ہو اگر بہ نیت برکت کسی ایسی خاص ہیئت کے ساتھ جو شریعت کے معین حدود کا مغیر اور

Marfat.com

نباشد بعمل آوردہ شود البتہ در عبادات بدنیہ ہم اطلاق بدعت حسنہ موافق تصریحات استعمالات ایمہ دین بران نمودہ خواہد شد۔

اینجا کہ نظر بر اختصار ست بر نقل عبارت کتاب تنبیہ السفیہ کہ رد مجتہد روافض ست اکتفاء میرود جائیکہ مجتہد مذکور در کتاب صوارم الزام بدعت بر صاحب تحفہ وغیرہ نہادہ صاحب تنبیہ السفیہ جوابش بدین عبارت دادہ۔

اگر مراد از بدعت بدعت حسنہ است فنعم و مرحبا و ہیچ کس از فرق اسلامیہ ایںقسم بدعت را مذموم نمی شمارد و اگر مراد بدعت سیئہ است پس لانسلم کہ ازیں عبارت مفہوم شود چہ

منافی نہ ہو اسے عمل میں لایا جائے تو یقیناً ائمہ دین کے استعمال اور تصریحات کے مطابق عباداتِ بدنیہ میں بھی بدعت حسنہ کا اطلاق کیا جائے گا۔

یہاں چونکہ اختصار پر نظر ہے اس لئے روافض کے مجتہد کی کتاب کا رد کتاب ''تنبیہ السفیہ'' کی عبارت نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ مجتہد مذکور نے جس جگہ کتاب صوارم میں صاحب تحفہ وغیرہ پر بدعت کا الزام لگایا ہے۔ ''صاحب تنبیہ السفیہ نے اس عبارت سے اس کا جواب دیا ہے۔

''اگر بدعت سے مراد بدعتِ حسنہ ہے تو بڑی اچھی بات ہے، اسلامی فرقوں کی کوئی شخصیت بدعت کی اس قسم کو مذموم شمار نہیں کرتی اور اگر مراد بدعتِ سیئہ ہے تو ہمیں تسلیم نہیں کہ وہ اس عبارت کا مفہوم ہے اس لئے کہ بہت ساری

Marfat.com

بسیار خیر ہا در عہد سلف نبود مثل بناء مدارس وقناطر وتدوین کتب وعلوم کہ خلف صالح پیدا کردہ اندو در طریقۂ زہد و عبادات و مجاہدات و اشغال اختراع بسیار واقع شدہ واصلا جاے ملامت وعتاب نیست۔

قال اللہ تعالیٰ ورھبانیۃ ابتدعوھا ماکتبناھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ الی آخرہ ۔ومؤیدات ایں امر عنقریب می آیند ازیں مقام ظاہرست کہ نجدیہ مخالفت تمام فرق اسلامیہ نمودہ اند۔

قولہ- فقیر میگویم کہ انچہ در قولِ علماء تقسیم بدعت بسوئے حسنہ وسیئہ یافتہ می شود وکلیہ کل بدعۃ ضلالۃ محمول بر بدعت سیئہ شدہ مبنی بر غفلتی ست کہ در

چیزیں عہد سلف میں نہیں تھیں مثلاً مدارس کی تعمیر پلوں کی تعمیر، کتابوں اور علوم کی تدوین جو خلف صالح کی پیدا کردہ ہیں ۔ زہد، عبادات، مجاہدات، اور وظائف کے طریقوں میں بہت ساری ایجادات ہوئی ہیں جو کسی طرح عتاب وملامت کے محل نہیں ۔ارشاد ربانی ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر انہوں نے رہبانیت خود ایجاد کر لی ہم نے ان پر فرض نہیں کیا الخ

اس امر کی تائیدات عنقریب آرہی ہیں ۔اسی مقام سے ظاہر ہے کہ نجدیوں نے تمام اسلامی فرقوں کی مخالفت کی ہے۔

قولہ ''فقیر کہتا ہے علماء کے قول میں، سیئہ اور حسنہ کی طرف بدعت کی جو تقسیم پائی جاتی ہے اور ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کے کلیہ کو بدعتِ سیئہ پر محمول کیا جاتا

Marfat.com

تعریف، وتشخیص بدعت رو داده الی قولہ ازین سوراندہ وزان سو ماندہ بنا بر احتیاج رفع تناقض بصورت تلفیق و تطبیق بظن خود کہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا قسمت بدعت بحسنہ وسیئہ کردند وضلالت ہر بدعت راحمل برسیئہ نمودند چوں رشتۂ تقلید عقد الجید ہر کہ ومہ است ہر کہ آمد تعمق نظر بہ تحقیق و تنقیح زائد نکردہ بر قول منقول بلا امعان جمود نمود رفتہ رفتہ ایں داء عضال ہمہ را فرا گرفت الی آخرہ۔

اقول — اللہ اللہ ایں چہ حماقت است وچہ سفاہت دریں قول اشعار بلکہ تصریح است باینکہ از عہد صحابۂ کرام تا ہزار دوم کہ ہزار ان ہزار محققین وفقہاء محدثین بربسیاری از امور باوجود اطلاق

ہے اس کا مدار اس غفلت پر ہے جو بدعت کی تعریف و تشخیص میں پیدا ہوگئی ہے۔ الی قولہ۔ ادھر سے بھگایا تو ادھر چلے گئے اپنے گمان میں رفع تناقض کی ضرورت کی صورت میں بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کر ڈالا اور ہر بدعت کی گمراہی کو سیئہ پر محمول کر دیا، چونکہ تقلید کا رشتہ ہر چھوٹے بڑے کی گردن کا ھار بنا ہوا ہے جو بھی آیا اس نے تحقیق و تنقیح پر کوئی زیادہ گہری نظر نہیں ڈالی بلکہ قول منقول پر بلا دقتِ نظر جمے رہے اور رفتہ رفتہ اس لا علاج بیماری نے سب کو اپنی چپیٹ میں لے لیا۔

اقول ۔ اللہ اللہ ۔ یہ کیا حماقت ہے؟ کیسی بے وقوفی ہے؟۔ اس قول میں اشارہ نہیں بلکہ اس بات کی صراحت ہے کہ صحابۂ کرام کے عہد سے لیکر ہزار دوم تک جن ہزاروں ہزار محققین ، فقہاء اور

Marfat.com

بدعت حکم استحسان فرمودہ اند و تقسیم بدعت بسوی حسنہ و سیئہ و حمل کلیہ حکم ضلالت بر کل بدعۃ سیئہ نمودند معاذ اللہ آں ہمہ ائمۂ دین در داء عضال جہل گرفتار بودند پس ایں سخنی ست کہ بالبداہۃ بر جہالت صاحب رسالہ شہادت میدہد وہمیں سخن لغویت بیان صاحب رسالہ بجلوۂ ظہور می نہد۔

قولہ - ہمیں تنہا حضرت مجدد در ہزار دوم بشناعت ایں قسمت وتفریق متنبہ وملہم شدہ تردید تقسیم بدعت نمود اند الی قولہ بعد آنجناب علمائے دیگر موفق بایں ادراک شدہ ضلالت ہر بدعت باثبات رسانیدند الی آخرہ۔

محدثین نے جن کثیر امور پر بدعت کے اطلاق کے باوجود استحسان کا حکم لگایا ہے اور بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف کی ہے اور ''کل بدعۃ ضلالۃ'' کے کلیہ کو بدعت سیئہ پر محمول کیا ہے وہ سب معاذ اللہ جہالت کی لا علاج بیماری میں گرفتار تھے یہ تو ایسی بات ہے جو ہدایۃ صاحب رسالہ کی جہالت پر شہادت دیتی ہے اور یہی ایک بات صاحب رسالہ کے بیان کی لغویت کو اجاگر بھی کرتی ہے۔

قولہ - تنہا یہی حضرتِ مجدد ہزار دوم میں اس تقسیم وتفریق کی شناعت پر آگاہ ہوئے اور بطور الہام بدعت کی تقسیم کارد فرمایا۔ الی قولہ - آں جناب کے بعد دوسرے علماء کو بھی یہ سمجھنے کی توفیق ملی اور ہر بدعت کی گمرہی کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا الخ۔

Marfat.com

اقول - اولاً ملہم شدن شیخی تنہا در ہزار دوم بہ تردید تقسیم امری بیک معنی مستلزم بطلان تقسیم آن امر بمعنی دیگر مقتضی فساد اثبات حسن بعض افرادش باں معنی نیست چنانکہ ائمہ اخیار و مشائخ کبار آن شیخ نامدار در ہزار اول تصریح فرمودہ اند و نہ ایں الہام استلزام تضلیل و تجہیل آن ائمہ اعلام و شیوخ اسلام دارد تا کہ مذہب اسماعیلیہ وہابیہ بثبوت رسد۔

ثانیاً - قطع نظر از تصریحات ائمہ دین کہ در ہزار اول گذشتہ اند و بموجب قول صاحب رسالہ در مرض جہل گرفتار بودہ اند بسیاری از امور را کہ کتاب و سنت از آنہا بہیئت مخصوصہ کذائیہ ساکت ست و از قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماثور

اقول - اولاً - ہزار دوم میں ایک شیخ پر ایک معنی کے اعتبار سے ایک امر کی تقسیم کی تردید کا الہام، نہ تو دوسرے معنی کے اعتبار سے اسی امر کی تقسیم کے بطلان کو مستلزم ہے نہ ہی اس کے فساد کا مقتضی اور نہ ہی یہ الہام سرکردہ ائمۂ کرام و شیوخ اسلام کی تضلیل و تجہیل کا موجب کہ مذہب اسماعیلیہ وہابیہ کو ثبوت ملے چنانچہ ائمۂ اخیار اور خود شیخ کے مشائخ کبار ہزار اول میں اس بات کی صراحت کر چکے ہیں کہ بدعت کے بعض افراد کے لئے حسن کا اثبات اُس معنی کی رو سے نہیں ہے جس کی رو سے تقسیم کی تردید ہے۔

ثانیاً - بقول صاحب رسالہ جہالت کی بیماری میں مبتلا ہزار اول میں گذرے ہوئے ائمۂ دین کی تصریحات سے صرف نظر کرتے ہوئے، ہزار دوم میں خود یہی نامور

Marfat.com

نیستند باوجود ترک شارع در
ہزار دوم ہم ہمیں شیخ نامدار
ذی شان و دیگر اخلاف والاتبار
سلسلۂ ایشان استحسان و تجویز آں
فرمودہ اند پس استدلال بمکاتیب و
اقوال آن. صاحب حال در حق
صاحب رسالہ و دیگران ازیں
طائفہ موجب وبال ونکال ست۔
ثالثاً مکیدت طائفہ نجدیہ باید
دید کہ دریںجا از نافہمی خود برای تجہیل
کافہ علماء دین تا ہزارِ دوم استناد
بیک قول شیخ میکنند حالانکہ درہمیں
مجموعہ قنوجیہ تبراء شنیع و فضیح بمقتضائ
الکنایة ابلغ من التصریح

اور ذیشان شیخ اوران کے سلسلہ کے
دیگر اخلاف، ترکِ شارع کے باوجود
، بہت سارے ایسے امور کو جائز اور
مستحسن فرما چکے ہیں جن کی مخصوص
ہیئت کذائیہ سے کتاب و سنت
خاموش ہیں اور آنحضرت ﷺ کا ان
متعلق نہ فعل منقول ہے نہ قول۔

اسلئے صاحب رسالہ اور اس
جماعت کے دیگر افراد کا اُس صاحب
حال کے مکتوبات اور اقوال سے
استدلال کرنا باعث ذلت ورسوائی ہے۔

ثالثاً۔ نجدیوں کی مکاری قابل
دید ہے۔ یہاں تو اپنی ناسمجھی کی بنیاد پر
، ہزارِ دوم تک کے تمام علماء دین کو
جاہل قرار دینے کی خاطر شیخ کے ایک
قول سے استدلال کررہے ہیں جبکہ
اسی مجموعۂ قنوجیہ میں کنایۃً کہ
"الکنایة ابلغ عن التصریح"
اسی صاحب حال کے خلاف رسوا کن
اور مذموم تبرا بھی کررہے ہیں۔

Marfat.com

بحال آن صاحب حال عائد میگردانند جائیکہ برادر بزرگ ایں خورد ہمچو گرگ حملہ سترگ بر شیخ نمودہ و گفتہ۔

بعض از شارعان شریعت ایں قوم اشارہ بالسبابہ را کہ باتفاق احادیث و آثار متواترہ و اجماع ائمہ اربعہ و صاحبین و جمیع فقہاء و محدثین سنت ست حرام گفتہ اند الخ۔

قطع نظر از انکہ ادعاء ثبوت سنیت رفع سبابہ باتفاق احادیث و آثار متواترہ و اجماع جمیع فقہاء و محدثین ثابت نگردانیدہ باید دید کہ چگونہ تشنیع شنیع تہمت تشریع در مسئلہ خلافیہ بر شیخ لازم می نماید و ایشان را منکر سنت متواترہ و مخالف اجماع جمیع قرار می دہد پس صاحب رسالہ کہ برائے تغلیط عوام نام الہام شیخ برائے

ایک مقام پر اس خورد کے برادر بزرگ نے بھیڑیے کی طرح شیخ پر زبردست حملہ کیا ہے کہ۔اور کہا ہے کہ۔

"اس قوم کے بعض شارعین شریعت (مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا حرام قرار دیا ہے جبکہ متواتر احادیث و آثار کے اتفاق اور ائمہ اربعہ، صاحبین اور تمام فقہاء و محدثین کے اجماع کی بنیاد پر سنت ہے الخ"

قطع نظر اس سے کہ رفع انگشت شہادت کی سنت کا دعویٰ متو اتر احادیث و آثار کے اتفاق اور تمام فقہاء و محدثین کے اجماع سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کس طرح ایک اختلافی مسئلہ میں شیخ پر شریعت سازی کی تہمت لگا رہا ہے اور سنت متواترہ اور اجماع امت کا منکر قرار دے رہا ہے۔عوام کو فریب دینے

Marfat.com

اثبات تخطیہ کافہ علماء کرام تا ہزار دوم بر زبان می آرد حالا بیان کند کہ بموجب عقیدۂ وہابیہ شیخ را از کدام فریق می پندارد۔

قولہ – اطلاقش ہیچ جا روی تخصیص وتقیید ندیدہ الخ۔

اقول – ایں ادعاء غلط محض ست قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله و رسوله كان عليه من الاثم مثل اثام من عمل بها۔

درمرقاۃ گفتہ و قيد البدعة بالضلالة لاخراج البدعة الحسنة كالمنارة كذا ذكره ابن الملك الخ۔

درمجمع البحار بذیل بدعۃ ضلال نوشتہ هو احتراز عن البدعة الحسنة الخ۔

کیلئے اور ہزار دوم تک کے علماء کرام کے خطا کار ثابت کرنے کیلئے تو صاحب رسالہ شیخ کے الہام کا نام لیتا ہے اب بتائے کہ وہ وہابیہ کے مطابق شیخ کو کس فریق میں شمار کرتا ہے؟

قولہ ۔ بدعت کے اطلاق نے کہیں بھی تخصیص وتقیید کا رخ نہیں دیکھا، الخ۔

اقول ۔ یہ محض دعویٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا اللہ اور اسکے رسول کی رضا کے خلاف جو شخص بدعت پر عمل پیرا ہوں گے۔ مرقات میں فرمایا کہ بدعت میں ضلالت کی قید بدعت حسنہ کو خارج کرنے کیلئے ہے جیسے کہ منارہ، ابن الملک نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

مجمع البحار میں بدعت ضلال کے تحت مرقوم ہے قیدِ ضلال بدعت حسنہ سے احتراز ہے۔ الخ

Marfat.com

محدث دہلوی در اشعۃ اللمعات در شرح ایں حدیث فرمودہ بخلاف بدعت حسنہ کہ در وی مصلحت دین و تقویت و ترویج آن باشد الخ۔

در مظاہر حق بذیل حدیث من احدث فی امرنا ما لیس منہ نوشتہ۔ اور لفظ ''ما لیس'' میں اشارہ ہی اس کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا جو مخالف کتاب و سنت کی نہو برا نہیں الخ۔ وکفی بذلک حجة علی المخالفین۔

قولہ۔ بعد اعتراف دربارۂ امرے بہ بدعت بودن در پی تقسیم رفتن بدان ماند کہ یکی گوید بول دو قسمت پاک و مباح و حرام و نجس الخ۔

اقول جوش جہالت صاحب

محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔ ''بدعت حسنہ کے برخلاف کہ اس میں دین کی مصلحت اور اس کی ترویج وتقویت ہے''۔

''من احدث فی امرنا ما لیس منہ'' کی حدیث کے تحت مظاہر حق میں لکھا ہے کہ ''اور لفظ ما لیس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا جو مخالف کتاب وسنت کی نہ ہو برا نہیں۔ الخ۔

مخالفین کے خلاف حجت قائم کرنے کیلئے یہی کافی ہے۔

قولہ۔ کسی امر کو بدعت مان لینے کے بعد اس کی تقسیم ایسی ہی ہوگی جیسے کوئی بولے کہ پیشاب کی دو قسمیں ہیں ایک پاک اور مباح دوسری حرام اور نجس''

اقول۔ صاحب رسالہ کا جوش

Marfat.com

رسالہ ودر کمال ترقی سنت در ہر قول زائد از ما سبق داد نافہمی میدہد معہذا ہردم در میدان تجہیل وتضلیل ائمہ دین قدم می نہد قطع نظر از ظہور سفاہت دریں قول اشعار طعن وتبرا براصحاب کبار حضرت سید المرسلین ﷺ ست۔

تفصیل ایں اجمال آنکہ از روایات معتمدہ ثابت کہ صحابہ کرام باوجود اعتراف بدعت بودن دربارۂ بسیاری از امور درپے استحسان ومدح آں رفتہ اندر وافض از جہالت خود درحق صحابہ کرام الفاظ ضلالت التیام بر زبان می آرند ومدح آں امور را باوجود اعتراف واطلاق بدعت مخالفت حضرت شارع

جہالت کمال ترقی پر ہے، اور اپنے ہر قول میں گذشتہ قول کی بہ نسبت بڑھا چڑھا کر داد جہالت دے رہا ہے۔ اس کے باجود ائمہ دین کی تجہیل وتضلیل کے میدان میں ہردم قدم رکھ رہا ہے ظاہری سفاہت سے قطع نظر اس قول میں حضرت سید المرسلمین ﷺ کے اصحاب کبار پر اشارۂ طعن وتبرا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قابلِ اعتماد روایات سے ثابت ہے کہ صحابۂ کبار نے بہت سارے امور کو بدعت مان لینے کے باوجود مستحسن اور قابل مدح وستائش قرار دیا ہے۔ روافض اپنی جہالت کی وجہ سے صحابۂ کرام کے حق میں ضلالت سے پر الفاظ زبان پر لاتے ہیں اور بدعت مان لینے کے باجود ان کی طرف سے اُن امور کی مدح کو حضرت شارع کی مخالفت قرار

Marfat.com

می شمارند ائمہ دین فرمودہ اند
کہ مدار قبح وذم بر مزاحمت وتغییر
احکام کتاب وسنت ست نہ بر مجرد
تلفظ لفظ بدعت وایں لفظ بدو معنیٰ
مستعمل ست وبیک معنیٰ منقسم ست
بسوی بدعت حسنہ وبدعت سیئہ پس
در تعبیر بدعت حسنہ وحکم بحسن امری
باوجود اعتراف بدعت بودنش ہیچ
جاے اعتراض نیست حالا صاحب
رسالہ میخواہد کہ باز ہماں وسوسۂ از
بیخ وبن برکندہ را رونق تازہ دہد و
فتنۂ افسردۂ خوابیدہ را بیدار ساختہ
بمنصۂ ظہور نہد بناءً علیہ در پردۂ
تجہیل آں ائمہ اعلام حقیقۃً قصد
تضلیل صحابہ کرام دارد کہ
ہمچو الفاظ شنیعہ تشنیع

دیتے ہیں۔ جبکہ ائمہ دین کا فرمان
ہے کہ بدعت کی قباحت اور
مذمومیت کا مدار لفظِ بدعت کا تلفظ
نہیں بلکہ اس کا کتاب وسنت کے
احکام کو بدلنا اور ان کے مزاحم ہونا
ہے۔ یہ لفظ دو معنوں میں مستعمل
ہے۔ ایک معنیٰ کے اعتبار سے حسنہ
اور سیۂ کی جانب منقسم ہے پس
بدعت حسنہ کی تعبیر میں اور کسی امر کو
بدعت مان لینے کے باوجود اس پر
حسن کا حکم لگانے میں اعتراض کی
کوئی گنجائش نہیں اب صاحب
رسالہ کی خواہش یہ ہے کہ اُن
وسوسوں کو جنھیں ماضی میں جڑ سے
اکھاڑ کر پھینک دیا گیا ہے رونق تازہ
بخشے اور سوئے ہوئے افسردہ فتنوں
کو بیدار کر کے منصۂ ظہور پر رکھے۔
اس بناء پر اُن سرکردہ ائمہ کی تجہیل
کے پردے میں درحقیقت مقصود
صحابۂ کرام کو گمراہ قرار دینا ہے اسی

Marfat.com

برزبان می آرد حالا چندے اقوال علماء دین نقل نمایم تا واضح گردد کہ تحقیق و تقسیم آں ائمہ اعلام ہمہ صواب و درست ست و اعتراض صاحب رسالہ براں کرام محض مہمل و نامربوط وست۔

امام بخاری علیہ الرحمہ در صحیح خود روایت نمودہ کہ حضرت امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ در حق اہتمام جماعت تراویح والتزام آں فرمودہ نعمت البدعۃ ھذہ۔

شعرانی در کشف الغمہ آوردہ

کان ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ یقول احدثتم قیام شھر رمضان ولم یکتب علیکم فدوموا علی ما فعلتم ولا تترکوہ فان اللہ

لئے اس طرح کے الفاظ شنیعہ کو زبان پر لا رہا ہے۔

اب میں علماء کرام کے چند اقوال نقل کر رہا ہوں جن سے واضح ہو جائیگا کہ اُن ائمہ اعلام کی ساری تحقیق و تقسیم صواب و درست ہے، اور ان معزز حضرات پر صاحب رسالہ کا اعتراض محض مہمل نامربوط اور ست ہے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کے اہتمام والتزام کے سلسلہ میں فرمایا تھا ’’یہ کتنی اچھی بدعت ہے‘‘۔

امام شعرانی نے کشف الغمہ میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی فرمایا کرتے تھے ماہِ رمضان کا قیام تمہاری ایجاد ہے تم پر فرض نہیں تو اپنے عمل پر قائم رہو اور ترک نہ کرو

Marfat.com

تعالی عاتب بنی اسرائیل فی
قوله و رهبانیة ابتدعوها ما
کتبنـا هـا علیهم الا ابتغاء
رضوان الله الخ۔

وحضرت ابن عمر ﷺ درحق صلوة
ضحیٰ فرموده نعمت البدعة هذه و
نیز فرموده ما ابتدع المسلمون
افضل من صلوة الضحیٰ هکذا
فی فتح الباری وغیره۔

امام عینی درشرح صحیح بخاری
شریف بذیل شرح قول حضرت
امیرالمومنین ص فرموده :

انما دعاها بدعة لان
رسول الله ﷺ لم یسنها
لهم ولا کانت فی زمن ابی
بکر الصدیق ﷺ

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل
کو اپنے اس قول میں پھٹکارا ہے۔
خدا کی خوشنودی کی خاطر رہبانیت
انہوں نے ایجاد کر لی ہم نے ان
پر فرض نہیں کیا۔ پھر اس کی کما حقہٗ
رعایت نہیں کی۔ حضرت ابن عمر نے
چاشت کے تعلق سے فرمایا کہ:
"یہ کتنی اچھی بدعت ہے ہے"
نیز فرمایا۔ "مسلمانوں نے نماز
چاشت سے بہتر کسی امر کی ایجاد
نہیں کی۔" فتح الباری وغیرہ میں
ایسا ہی ہے۔

امام عینی صحیح بخاری شریف
کی شرح میں حضرت امیر المومنین
رضی اللہ عنہ کے قول کی شرح کرتے
ہوئے فرماتے ہیں۔

"جماعتِ تراویح کے
اہتمام والتزام کو اس لئے بدعت کہا کہ
یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں رہی
نہ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے زمانہ میں اس کا رواج رہا۔ اور

Marfat.com

ورغب فيها لقوله نعم ليدل على فضلها ولئلا يمنع هذا اللقب من فعلها والبدعة فی الاصل احداث امر لم يكن فی زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم البدعة على نوعين ان كانت تندرج تحت مستحسن فى الشرع فهى بدعة حسنة الخ۔

وامام قسطلانی فرموده سماها بدعة لانه صلى الله عليه وسلم لم يسن لهم الاجتماع لها ولاكانت فى زمن الصديق رضی الله عنه وهى خمسة واجبة ومندوبة و محرمة و مكروهة و مباحة وحديث كل بدعة ضلالة من العام المخصوص

"نعم" کہہ کے اس کی طرف رغبت کا اظہار کیا تاکہ اس کی فضیلت پر دلالت ہو اور بدعت کا لقب اس کی ادائیگی سے روک نہ دے۔ بدعت اصل میں ایسے امر کی ایجاد کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ رہا ہو۔ پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ اگر بدعت، عند الشرع کسی مستحسن امر کے تحت مندرج ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے۔

امام قسطلانی نے فرمایا ہے:

"سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا نام بدعت رکھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جماعت کو ان کے لئے مسنون نہیں قرار دیا اور نہ ہی یہ جماعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رہی۔ بدعت کی پانچ قسمیں ہے۔ واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح اور "کل بدعة ضلالة" والی حدیث عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

Marfat.com

وقد رغب عمر رضی اللہ عنہ فیها بقوله نعمة البدعة وهی کلمة تجمع المحاسن کلها الخ۔

در مجمع البحار گفته فی حدیث عمر رضی اللہ عنہ فی قیام رمضان نعمت البدعة هی نوعان بدعة هدی و بدعة ضلالة فمن الاول ماکان تحت عموم ما ندب الشارع الیه و حض علیه فلا یذم لو عدالا جر علیه بحدیث من سن سنة حسنة و فی ضده من سن سنة سیئة ومن الثانی ماکان بخلاف ما امر به فیذم و ینکر علیه والتراویح من الاول

حضرت عمر رضی اللہ نے اپنے قول نعم کے ذریعہ رغبت دلائی ہے۔ نعم وہ کلمہ ہے جو تمام محاسن کا جامع ہے۔

صاحب مجمع البحار کہتے ہیں۔

''رمضان کی نماز کے تعلق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ حدیث میں ''نعمت البدعۃ'' وارد ہے۔ بدعت دو طرح کی ہوتی ہے۔ بدعت ہُدیٰ اور بدعت ضلال۔ شارع نے جس امر پر برانگیختہ کیا ہوا اور اسے مستحب قرار دیا ہوا گر بدعت ایسے کسی امر میں مندرج ہو تو بدعت ہدیٰ ہے چونکہ ''مَنْ سَنَّ سُنَّۃَ حسنۃً'' کی حدیث میں اس پر اجر کا وعدہ ہے اس لئے اسے مذموم و منکر نہیں کہا جائیگا۔ اور اسکی ضد میں ''من سن سنۃ سیئۃ'' مروی ہے۔ اور اگر بدعت کسی امر شرعی کے خلاف ہو تو وہ مذموم و منکر ہوگی۔ تراویح بدعت ہدیٰ میں ہے۔

Marfat.com

لانـــه صلی اللہ علیہ وسلم لـم يسـن لهـم الاجتماع و انما صلا ها ليالى ثم تـركهـا و لا كـانت فى زمن الـصديـق وهى على الحقيقة سنه لحديث عليكم بسنتى و سنة الـخـلـفـاء الراشدين و اقتـدو ا بـالذين بعدى و على الآخر يحمل حديث كل بدعة ضلالة الخ۔

در سیرت شامی از امام ابو شامہ آوردہ۔

قال عمر رضی اللہ عنہ نـعـمـت البدعة يعنى انها محدثة لم تكن و اذا كانت فليس فيها رد لمامضى فـالبـدع الـحسـنـة متفق على جواز فعلها و الاستحباب لها ورجـــــاء الثـواب

کیونکہ تراویح کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت مسنون نہیں فرمایا۔ کچھ ہی راتیں پڑھ کے پھر اسے چھوڑ دیا۔ عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بھی یہ نہیں تھی اور در حقیقت یہ مسنون ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ میری اور خلفاء راشدین کی سنت تم پر لازم ہے۔ نیز فرمایا۔ میرے بعد والوں کی پیروی کرو ''کـل بـدعۃ ضـلالـۃ'' والی الحدیث بدعتِ سئیہ پر محمول ہے الخ

سیرت شامی میں امام ابو شامہ سے منقول ہے:

''فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔ یعنی یہ نو پید ہے پہلے نہیں تھی۔ اس میں ماسبق کا رد نہیں ہے۔ اسلئے کہ بدعتِ حسنہ کا جواز واستحباب متفق علیہ ہے نیت اچھی ہو تو ثواب کی

لمن حسنت نيته فيها وهي كل مبتدع موافق لقواعد الشريعة غير مخالف لشئى منها ولا يلزم من فعله محذور شرعي الخ.

قولہ- بدعت آنست کہ بعد قرون ثلٰثہ مشہود لہا بوجود آمدہ واصلش از کتاب وسنت معلوم نشد وسندش بہ ثبوت نہ پیوستہ چہ ظاہر وچہ خفی چہ ملفوظ وچہ مستنبط الخ۔

اقول درینجا چند امور ملاحظہ باید نمود۔

اول اینکہ در ماسبق در تعریف بدعت صرف قید بعدیت صحابہ اعتبار داشتہ بود درینجا قید بعدیت قرون ثلٰثہ افزود۔

دوم آنکہ حسب ایں تعریف چیز یکہ بعد قرون ثلٰثہ بوجود آمدہ اما ائمہ دین اذن شارع گو

توقع ہے اور بدعت حسنہ ہر اُس نو پید چیز کو کہتے ہیں جو قواعد شریعت کے موافق ہو ان میں سے کسی کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی اس کے کرنے سے کسی محذور شرعی کا ارتکاب لازم آتا ہو۔

قولہ بدعت اسے کہتے ہیں جو قرون ثلٰثہ مشہود لہا کے بعد وجود میں آئی ہو اور اس کی اصل کتاب و سنت سے معلوم نہ ہوئی ہو اور اس کی سند پایۂ ثبوت کو نہ پہونچی ہو۔ نہ ظاہر نہ خفی۔ نہ ملفوظ نہ مستنبط۔

اقول- یہاں چند باتیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ماسبق میں بدعت کی تعریف میں صرف بعدیت صحابۂ کرام کی قید معتبر تھی یہاں بعدیت قرونِ ثلٰثہ کی قید بڑھادی گئی ہے۔

(۲) اس تعریف کے پیش نظر جو چیز قرون ثلٰثہ کے بعد وجود میں آئی ہو لیکن اس کے تعلق سے شارع کا

Marfat.com

اشارۃً ہم باشد وسند استحسان گو خفی و
مستنبط باشد ثابت فرمودہ باشند آنرا
شرعاً بدعت وضلالت نہ توان گفت
پس اکثر دعاوی صاحب رسالہ وہم
مشربانش نیست ونابود شدند۔

سیوم بر تقدیر اخذ قید بعدیت
قرون ثلٰثہ در مفہوم بدعت ضلالت
حسب ایں تعریف چیزیکہ در قرون
ثلٰثہ بوجود آمدہ باشد اما اصلش از
کتاب وسنت نہ باشد بلکہ مزاحم
کتاب و سنت باشد آں را بدعت
ضلالت نہ تواں گفت حالانکہ وجود و
ظہور ضلالت خروج و رفض و قدر در
قرون ثلاثہ بلکہ در قرن اول وزمان
صحابہ کرام ابودہ است و بالا تفاق
عقائد ایں ہمہ شرعاً داخل بدعت
ضلالت انداز ینجا مقترح میگردد
کہ اعتبار تحدید زمانی در بدعت
چنانکہ نجدیہ میکنند لغو ومہمل

اذن خواہ اشارۃً سہی اور استحسان کی
سند خواہ خفی اور مستنبط سہی ائمۂ دین
نے ثابت فرمایا دیا ہو اس کو شرعاً
بدعت وضلالت نہیں کہہ سکتے اس
بنیاد پر صاحبِ رسالہ اور ان کے ہم
مشرب لوگوں کے اکثر دعوے
نیست ونابود ہو گئے۔

(۳) مفہوم بدعت میں قرونِ ثلٰثہ
کی بعدیت کی قید لگانے کی تقدیر پر
جو چیز قرون ثلٰثہ میں وجود میں آئی
ہو اگر چہ اس کی اصل کتاب وسنت
میں نہ ہو بلکہ کتاب وسنت کے مزاحم
ہو اس کو بدعت وضلالت نہیں کہہ
سکتے، حالانکہ خارجی، رافضی، قدری
کا وجود قرون ثلٰثہ بلکہ قرن اول و
زمانۂ صحابہ میں ہوا ہے اور بالاتفاق
ان کے عقائد شرعاً بدعت وضلالت
ہیں۔یہیں سے یہ بات کھل کر
سامنے آگئی کہ نجدیوں کی طرح
بدعت کے اندر زمانہ کی حد بندی لغو

Marfat.com

ست صحیح هماں است کہ جمہور محققین
علماء دین میگویند کہ ہر امریکہ مزاحم
کتاب و سنت باشد خواہ در قرون ثلٰثہ
بوجود آمدہ باشد یا بعد ازاں مذموم
ضلالت ست وہر امر کہ مندرج مندوبات
شارع است واز مستحسنات ائمہ دین است
حسن وموجب برکت ست۔

قولہ۔ لہٰذا بعض گفتہ اند کہ منقسم
بحسنہ وسیئہ بدعت لغوی ست الخ۔

اقول۔ ذکر قول ایں بعض و
استناد بداں صاحب رسالہ را چہ مفید
سلمنا کہ حسب ایں قول ایں بعض
بدعت بمعنی اصطلاحی شرعی جز سیئہ
نباشد اما ایں از کجا کہ حسب قول
ایں بعض مستحسنات ائمہ دین داخل
بدعات شرعیہ منحصرہ در ضلالت اند

اور بے فائدہ ہے صحیح وہی ہے جو
جمہور محققین اور علماء دین کہتے ہیں
کہ جو قرآن وسنت کے مزاحم ہو وہ
بدعت ضلالت ہے خواہ اس کا وجود
قرون ثلٰثہ میں ہوا ہو یا قرونِ ثلٰثہ
کے بعد رہے وہ امور جو شارع کے
مندوبات کے تحت مندرج اور
ائمۂ دین کے مستحسنات ہیں وہ حسن
اور موجب برکت ہیں۔

قولہ۔ اسی لئے بعض لوگوں
نے کہا ہے کہ بدعت حسنہ اور بدعتِ
سیئہ بدعتِ لغوی کے اقسام ہیں۔

اقول۔ اس بعض کا قول ذکر
کرنے اور اس سے استدلال
کرنے سے صاحبِ رسالہ کو کیا
فائدہ! ہم نے مانا کہ اس بعض کے
قول کی رو سے شرعی اصطلاحی معنی
میں بدعت صرف سیئہ ہوتی ہے مگر
اس قول کے بموجب ائمہ دین کے
مستحسنات ضلالت میں منحصر،

Marfat.com

بسیارے از مستحنات کہ وہابیہ
اسماعیلیہ بر قایلین آں حکم ضلالت
کردہ اندو میکنند بموجب تصریح
ہمیں علماء ہم استحسان آں ثابت ست
قطع نظر از دیگر مسائل صاحب رسالہ
آنقدر چالاکی و بے باکی و جرأت و
سفاکی اختیار نمودہ کہ بے لحاظ عقل وفہم
برائے تائید مذہب خودسند ملا علی قاری
و ابن حجر مکی و حافظ عسقلانی و حاجی
رفیع الدین خاں مراد آبادی وغیرہم
می آرد حالانکہ ایں ہمہ حضرات را
بسبب تصریح استحسان ہمیں عمل مجلس
مولد جاہل وگمراہ می شمار و پس تا چند
ورق کہ برائے تطویل رسالہ اقوال ایں
علماء متضمن ذم بدعت از نافہمی ذکر کردہ

بدعات شرعیہ میں کہاں سے داخل
ہوگئے؟ بہت سارے وہ مستحنات
جن کے قائلین پر وہابیہ اسماعیلیہ
گمراہی کا حکم لگا چکے ہیں اور
لگا رہے ہیں انہیں علماء کی صراحت
سے ان کا استحسان ثابت ہے اور
مسائل کو جانے دیجئے۔ صاحب
رسالہ نے اس قدر چالاکی، بیباکی،
جرأت اور سفاکی اختیار کی ہے کہ
اپنے مذہب کی تائید میں عقل وفہم کا
لحاظ کئے بغیر ملا علی قاری، ابن حجر مکی،
حافظ عسقلانی، حاجی رفیع الدین
خان مراد آبادی کی سند پیش کرتا ہے
حالانکہ اُن تمام حضرات کو اس بنیاد
پر جاہل و گمراہ سمجھتا ہے کہ ان
حضرات نے اس عملِ مجلسِ میلاد
کے مستحسن ہونے کی صراحت کردی
ہے۔ اسلیئے رسالہ کو دراز کرنے کی
خاطر ناسمجھی میں بدعت کی مذمت پر
مشتمل ان علماء کے جو اقوال نقل

Marfat.com

همه خارج از مبحث ست که صاحب رساله پۓ مقصد و مطلب آنها نه برده۔

قوله۔ فصل اول در ادلۂ منع انعقاد مجلس برائے عمل مولد الی قوله از سلف و خلف معتمد و مستند منقول نے الخ۔

اقول۔ ایں ادعاء محض فضول است چه استحسان انعقاد مجلس شریف از اکابر دین و ائمه معتمدین تا استاد مستند صاحب رساله که لقب شان بموجب شهادت آخر همیں رساله سند العالمین فی العالمین ست ثابت و منقول اطلاق بدعت بران بدان معنی که مستلزم ضلالت باشد غیر صحیح ست و بدان معنی که اطلاقِ بدعت بران می تواں نمود خواه آنرا

کئے گئے ہیں وہ سب بحث سے خارج ہیں صاحبِ رسالہ ان کی مراد تک نہیں پہونچ سکا ہے۔

قولہ۔ پہلی فصل مجلس میلاد کے انعقاد کے ممنوع ہونے کی دلیلوں کا بیان۔ الی قولہ۔ قابل اعتماد اور مستند سلف و خلف سے منقول نہیں۔ الخ۔

اقول۔ یہ دعویٰ محض بے کار ہے اس لئے کہ مجلس شریف کے انعقاد کا استحسان، اکابر دین و ائمۂ معتمدین یہاں تک کہ صاحب رسالہ کے اُس مستند استاذ سے بھی ثابت و منقول ہے۔ جن کا لقب اسی رسالہ کے اخیر حصہ کی شہادت کے بموجب "سند العالمین فی العالمین" ہے اور اس پر بدعت کا اطلاق اس معنی کر کہ وہ مستلزم ضلالت ہے صحیح نہیں اور جس معنی کی رو سے اُس پر بدعت کا اطلاق ہوسکتا ہے خواہ اسے

Marfat.com

معنی شرعی گفته آید یا لغوی بہر تقدیر حکم لزوم ضلالت بر آن محض باطل و قبیح است۔

قولہ- اول کسیکہ ایں عمل ایجاد کرد شیخ عمر بن محمد ست کہ ہیچکس از مشائخ و صوفیہ و علمائے کرام اورا نمی شناسد و در ہیچ کتاب از و استناد مروی نیست الخ۔

اقول- در کتاب سیرت شامی ہم کہ مستند اکابر صاحب رسالہ معروف و مشہور ست مذکور و مسطور ست۔

وکان اول من فعل بالموصل عمر ابن محمد الملا احد الصالحین المشہورین و بہ اقتدی فی ذلک صاحب اربل وغیرہ الخ

پس ازیں عبارت شہادت صلاحیت و شہرت حضرت شیخ قدس سرہ

معنیٰ شرعی کہا جائے یا لغوی بہ ہر تقدیر اس پر لزوم ضلالت کا حکم باطل و قبیح ہے۔

قولہ- پہلا وہ شخص جس نے اس عمل کی ایجاد کی شیخ عمر ابن محمد ہے جسے مشائخ، صوفیاء اور علماء کرام میں سے کوئی بھی نہیں پہچانتا نہ ہی کسی کتاب میں اس سے استناد مروی ہے۔ الخ

اقول مشہور و معروف کتاب سیرتِ شامی جو صاحب رسالہ کے اکابر کے نزدیک بھی مستند ہے اس میں مذکور ہے:

"پہلے وہ شخص جس نے موصل میں اس مجلس کا انعقاد کیا عمر ابن محمد ملا ہیں جو مشہور صالحین میں ہیں۔ اس سلسلہ میں انہی کی اقتدا شہنشاہِ اربل نے کی ہے"۔

اس عبارت سے حضرت شیخ قدس سرہ کی نکوکاری ان کی

Marfat.com

واولیت فاعلیت ایں عمل وشہر موصل نسبت بآں شیخ اجل ؒ ظاہر ست پس بر جہالت خود نہ گریستن و دیگران رابچشم بدنگریستن حماقت ست وبس و ایں جملہ رایاد باید داشت کہ جابادریں رسالہ و دیگر رسائل ایں طائفہ کار آمدنی ست۔

قولہ۔ سبط ابن جوزی در کتاب مرأت الزمان نوشتہ۔

حکی بعض من حضر فی بعض الموالد انه عد فی ذلك السماط خمسة الآف غنم شوی و عشرة الاف دجاجة ومائة الف زبدية و ثلثين الف صحن حلوی وكان يعمل للصوفية سماعا من الظهر الی الفجر و يرقص بنفسه وكان يصرف علی المولد كل سنة ثلثمائة الف دينار الی قوله

شہرت، اس عمل میں اولیت ، شہر موصل کی طرف نسبت کی شہادتیں ظاہر ہیں پھر اپنی جہالت پر نہ رونا اور دوسروں کو نظر بد سے دیکھنا نری حماقت ہے اس جملہ کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ اس گروہ کے اس رسالہ اور دوسرے رسائل میں کار آمد ثابت ہوگی۔

قولہ: سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب مرارت الزمان میں لکھا ہے:

"بعض لوگوں نے بعض میلاد میں شرکت کے بعد بتایا کہ اس نے دستر خوان پر پانچ ہزار بھونی بکریاں ، دس ہزار مرغے اور ایک لاکھ پیالے اور تیس ہزار پلیٹ مٹھائیاں شمار کئے۔ بانیٔ محفل صوفیہ کے لئے ظہر سے فجر تک سماع کا نظم کرتا اور خود بھی رقص کرتا تھا اور ہر سال میلاد پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ الی قولہ

متاخرین مالکیہ میں شیخ

Marfat.com

قد ادعی الشیخ تاج الدین
عمر وبن علی البلخی
السکندری المشهور
بالفاکهانی من متاخری
المالکیة ان عمل المولد بدعة
مذمومة انتهی۔

اقول۔ دریںجا حال مغالطہ و
افتراپردازی صاحب رسالہ باید دید
کہ بنام نہاد مرأت الزمان سبط ابن
جوزی عبارتی نقل نمودہ و در آں قول
تاج الدین داخل کردہ لفظ انتہی نوشتہ
تا مطالعہ کنندگان راشبہ ایں معنی شود کہ
فاکہانی قبل از سبط ابن جوزی بودہ و
سبط ابن جوزی استناد و ذکر آں فرمودہ
حالانکہ ولادت فاکہانی در سال وفات
سبط ابن جوزی واقع شدہ۔

در کشف الظنون از قطب الدین
موسیٰ مورخ آوردہ۔

رأیت ان اجمع التواریخ مقصدا

تاج الدین، عمر ابن علی بلخی سکندری
عرف فاکہانی کا کہنا ہے کہ عمل
مولد بدعت مذمومہ ہے الخ۔"

اقول۔ اس مقام پر صاحب
رسالہ کی افتراء پردازی اور مغالطہ
دیکھنے لائق ہے ابن جوزی کی نام
نہاد کتاب مرأۃ الزمان کی ایک
عبارت نقل کر کے تاج الدین کی
بات بیچ میں لے آیا اور لفظ انتہی لکھ
دیا تاکہ قارئین کو اس معنی کا اشتباہ ہو
کہ فاکہانی سبط ابن جوزی سے
پہلے کا ہے اور سبط ابن جوزی نے
اس کا تذکرہ کر کے اس سے استناد
کیا ہے حالانکہ فاکہانی کی پیدائش سبط
ابن جوزی کی وفات کے سال میں ہوئی
ہے۔ کشف الظنون میں تاریخ داں
قطب الدین موسیٰ سے منقول ہے۔

میں نے دیکھا کہ مقصود کے
اعتبار سے جامع ترین اور دلچسپ
تصنیف مرأۃ الزمان ہے میں نے

Marfat.com

واعذبها مرأة الزمان فشرعت فی اختصاره فوجدته قد انقطع الی ٦٥٤ اربع و خمسین وستمائة وھی التی توفی المصنف فی اثنائها الی آخره۔

وحافظ سیوطی در بغیۃ الوعاۃ در ذکر فاکہانی فرمودہ۔

ولد سنة اربع و خمسین وستمائة ومات سنة احدی وثلثین وسبعمائة۔

ایں ست حال دیانت ایں طائفہ درنقل کہ خاصۂ لازمہ ایشان ست۔

قولہ— دلیل اول آنکہ باری تعالیٰ از عبادات و اعتقادات آنچہ برائے عباد خود کافی دانست مشروع نمود الی قولہ زیادت بر نص ست و زیادت بر نص نسخ ست کما تقرر فی موضعہ الی آخرہ۔

اقول— ایں کلام محل بحث ست بچند وجوہ اولاً کہ مرادش از مشروع

اس کا اختصار شروع کیا تو پایا کہ ۶۵۴ھ پر وہ ختم ہوگئی ہے اور اسی سال کے وسط میں مصنف کی وفات ہوئی۔

حافظ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں فاکہانی کے تذکرہ میں فرمایا کہ "فاکہانی کی ولادت ۶۵۴ھ میں اور انتقال ۷۳۱ھ میں ہوا ہے" نقل میں اس گروہ کی دیانت داری کا یہ حال، ان کا لازمی خاصہ ہے۔

قولہ۔ پہلی دلیل یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو عبادتیں اور عقائد کافی جانے مشروع کردئے۔ الیٰ قولہ (عمل مولد) نص پر زیادتی ہے یہ نص کا نسخ ہے جیسا کہ اپنے مقام سے ثابت ہو چکا ہے الخ۔

اقول۔ یہ بات چند طریقوں سے محلِ بحث ہے۔

اولاً۔ صاحب رسالہ کی مراد اللہ تعالیٰ کے مشروع فرمانے

Marfat.com

نمودن باری تعالیٰ ظاہر ایں ست کہ
ہمہ فروع جمیع عبادات و جملہ افراد کل
تطوعات مشروعہ را بقیود مخصوصہ و
نوافل صور کذائیہ نام بنام تصریح و
تعدید و تعیین و تحدید فرمودہ است پس
ہر چہ نہ چنیں ست غیر مشروع ست و
عمل بداں و احداث آن زیادت بر نص
و مستلزم لزوم نسخ ست پس ایں ادّعائے
است فاسد و قولی ست کاسد کہ قطع نظر
از کذبش طعنی شنیع بر حال صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم لازم میکند کہ
باحداث بسیاری از امور اقرار
فرمودہ اند باوجودیکہ از نصوص
کتاب اللہ ہیئت کذائیہ مخصوصہ
آنہا ثابت نہ نمودہ اند بلکہ
بسیاری از نوافل عبادات مخصوصہ

سے باعتبار ظاہر یہ ہے کہ، ساری
عبادتوں کے سارے فروع کو ہر
طرح کے نوافل مشروعہ کے جملہ
افراد کو، خاص قیود اور خاص صورتوں
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نام بنام
صراحت کردی ہے، سب کو شمار کرا
دیا ہے۔ سب کی تعیین اور حد بندی
کردی ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ غیر
مشروع قرار پائے اور اس کی ایجاد
اور اس پر عمل نص پر زیادتی اور نسخ کو
مستلزم ہو۔ بلا شبہ یہ فاسد دعویٰ اور
کھوٹی بات ہے۔ اس دعویٰ کے
جھوٹ سے قطع نظر یہ صحابۂ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع
کو مستلزم ہے اس لئے کہ صحابۂ کرام
نے بہت سارے امور کی ایجاد کا
اقرار فرمایا ہے اس کے باوجود ان کی
مخصوص ہیئت کذائی کا اثبات
کتاب اللہ کے نصوص سے نہیں کیا
ہے بلکہ بہت ساری مخصوص نفلی

Marfat.com

وہیأت تطوعات معینہ معینہ را کہ
صرف از احادیث شریفہ ثابت اند
بجہت عدم ثبوت مشروعیت از کتاب
اللہ ناسخ قرآن وزائد براں معاذ اللہ
گفتہ آید وعمل با حادیث آحاد در
امور یکہ در کتاب اللہ حکم آن نیست باطل
باشد وایں وہم فتح باب جہل والحاد است
چنانکہ در کتب اصول مذکورست۔

واگر مرادش ایں ست کہ قرآن
مجید اصول عامہ جملہ عبادات وخیرات
ومندوبات را بطور اطلاق حاوی ست
وہرچہ از اطلاق فعل خیر وجنس مندوبات
مشروعہ عمومات کتاب اللہ مخالفت
داشتہ باشد غیر مشروع ست وعمل
بداں زیادت بر نص پس بریں تقدیر
بر مستحسنات ائمہ دین عموماً گو بالخصوص

عبادتوں اور ان کی معین ہیئتوں کو
جن کا ثبوت صرف احادیث شریفہ
سے ہے۔ معاذ اللہ قرآن کا ناسخ اور
اس پر زیادتی کہا جائے گا کیونکہ ان
کی مشروعیت کا ثبوت کتاب اللہ
سے نہیں ہے یونہی ایسے معاملات
میں احادیث آحاد پر عمل باطل ہو
جائے گا جن کا حکم کتاب اللہ میں
نہیں ہے۔ یہ وہم جہل و الحاد کا
دروازہ کھولے گا جیسا کہ اصول کی
کتابوں میں مذکور ہے۔

اور اگر اس کی مراد یہ ہے
کہ کتاب اللہ جملہ عبادات وخیرات
اور مندوبات کو بطور اطلاق حاوی
ہے اور جو چیز بھی مطلق فعل خیر اور
مستحباتِ مشروعہ کی جنس اور کتاب
اللہ کے عموم سے مخالفت رکھے وہ
غیر مشروع ہے اور اس پر عمل نص پر
زیادتی ہے تو اس تقدیر پر عموماً
ائمۂ دین کے مستحسنات جو اپنی

Marfat.com

از کلام مجید ثابت نباشد الزام نسخ دادن و بر عمل مولد خصوصاً تہمت لزوم نسخ نہادن در پے تکفیر و تضلیل اکابر دین از فقہاء و محدثین افتادن سفاہت و ضلالت ست۔

و ثانیاً در کتب اصول تصریح است باینکہ زیادتی کہ نسخ بودن و نبودن آن متنازع فیہ و مجوث عنہ است مراد ازان زائد کردن امرے باعتقاد رکنیت یا شرطیت در امر منصوص مخصوص ست کہ ہمچو زیادت نزد حنفیہ داخل نسخ ست پس از احادیث صحیحہ ہم کہ آحاد باشند اثبات ہمچو زیادت جائز نیست و نزد شافعیہ و حنبلیہ داخل نسخ نیست نہ ایں کہ ہر امر کہ در قرآن مجید مذکور نبود و فرقان حمید ازاں ساکت باشد قول باں و عمل بداں

خصوصیت کے ساتھ کلام مجید سے ثابت نہ ہوں ان پر نسخ کی تہمت رکھنا اور فقہاء و محدثین کی تضلیل و تکفیر کے درپئے ہونا حماقت و گمراہی ہے۔

ثانیاً۔ اصول کی کتابوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ وہ زیادتی جس کا نسخ ہونا یا نہ ہونا مجوث عنہ اور مختلف فیہ ہے اس سے مراد کسی مخصوص، منصوص امر میں کسی امر کو رکن یا شرط مان کر اضافہ کردینا ہے۔ اس طرح کی زیادتی احناف کے نزدیک داخل نسخ ہے اس لئے ایسی زیادتی کا اثبات اُن احادیث صحیحہ سے بھی جائز نہیں جو آحاد ہوں۔ شافعیہ، حنبلیہ کے نزدیک ایسی زیادتی داخل نسخ نہیں ہے۔

زیادتی کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہر وہ امر جو قرآن مجید میں مذکور نہ ہو اور فرقان حمید اس سے خاموش ہو اس کا قول کرنا، اس پر عمل پیرا ہونا

Marfat.com

مستلزم تجویز نسخ قرآن باشد۔

یا در امر منصوص امری دیگر بقصد استحباب و نیت برکت یا حسب تعامل عادت مرعی نمودن بی آنکہ رکن و شرط گردانیدہ آید مستلزم نسخ باشد کہ این وہم مخالف مقررات محققہ اصول ست۔

پس از نافہمی خود حوالہ بمسئلہ اصولیہ نمودن و لب باظہار تبحر خود کشودن و برائے اظہار منطق دانی خود قیاس مرکب ساختن و بر عدم تکرار حد اوسط نظر نیند اختن امری ست قبیح کما لا یخفی علی کل ذی فکر سلیم و عقل صحیح۔

چون نجدیہ در ہر مقام باوجود عدم فہم مرام ذکر مسئلہ زیادت بر نص و استلزام نسخ برائے تھلیل و تکفیر ائمہ اعلام و ابطال استحسان مستحسنات آن کرام پیش میکنند میخواہم کہ درین

نسخ قرآن کی تجویز کو مستلزم ہو۔

یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ کسی منصوص امر میں رکن و شرط بنائے بغیر استحباب و برکت کا قصد کر کے بطور عادت کسی دوسرے امر کی رعایت مستلزمِ نسخ ہے۔ ایسا وہم قرار واقعی اصول کے خلاف ہے۔

اسلئے اپنی ناسمجھی سے، اصولی مسائل کا حوالہ پیش کرنا اور اپنے علمی تبحر کا اظہار کرنا، اپنی منطق دانی کے اظہار کے لئے قیاس مرکب بنانا اور حد اوسط کے عدم تکرار پر نظر نہ رکھنا ایسا قبیح امر ہے جو صاحبانِ فکر سلیم و عقل صحیح پر پوشیدہ نہیں۔

چونکہ نجدی حضرات ائمۂ اعلام کی تکفیر و تھلیل اور اُن معزز حضرات کے مستحسنات کو باطل قرار دینے کی خاطر اپنی ناسمجھی کے باوجود ہر جگہ نص پر زیادتی اور استلزامِ نسخ کا مسئلہ چھیڑتے رہتے ہیں اس لئے

Marfat.com

مقام عباراتی چند از کتب مشهورهٔ اصول نقل کنم۔

در مسلم الثبوت نوشته۔

مسئلہ زیادت عبادة مستقلة لیست نسخا الخ

بحر العلوم در شرح فرموده

ای لیست نسخا للمزید علیه وان کانت من جنسه فانه لا یرفع شیئا من المزید علیه وهو ضروری الخ۔

ونیز در مسلم و شرح آنست

واما زیادة جزء فی الواجب کالتغریب فی الحد للزنا و زیادة شرط بعد اطلاق الواجب عنه کالایمان ای اشتراطه فی رقبة الیمین فهل هو نسخ لحکم المزید علیه فالحنفیة قالوا نعم نسخ

میری خواہش ہے کہ یہاں اصول کی مشہور کتابوں کی چند عبارتیں نقل کردوں۔

مسلم الثبوت میں تحریر ہے:

مسئلہ: مستقل عبادت کا اضافہ نسخ نہیں۔ بحر العلوم نے شرح میں فرمایا:

"یعنی مستقل عبادت کا اضافہ مزید علیہ کا نسخ نہیں بھلے اس کی جنس سے ہے کیونکہ وہ مزید علیہ کے کسی حکم کا رافع نہیں ہے اور یہ بات بالکل بدیہی ہے۔" اور نیز مسلم اور اس کی شرح میں ہے۔

"واجب میں کسی جزء کی زیادتی جیسے کہ حدِ زنا میں شہر بدر کرنے کی۔ یا واجب کے اطلاق کے بعد کسی شرط کی، جیسے کفارۂ قسم میں آزاد کئے جانے والے غلام کے اندر شرط ایمان کی ——— کیا اس طرح کی زیادتی نسخ ہے؟ احناف کا کہنا ہے کہ ہاں نسخ ہے

وهو المسمى بالنسخ بالزيادة والشافعية والحنابلة واكثر المعتزلة قالو الانسخ الى آخرہ۔

اور اسی کا نام نسخ بالزیادۃ ہے جبکہ شافعیہ حنابلہ اور اکثر معتزلہ کا کہنا ہے یہ نسخ نہیں ہے۔ الخ،،

وبعد بیان مذاہب نوشتہ۔

پھر مذاہب کے بیان کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

لنا ان المطلق عن تلك الزيادة دل على الاجزاء مطلقا سواء مع الزيادة او مجرداً عنها لانه اى المطلق كالعام يدل على افراده التى هى مع الزيادة او مجردا عنها بدلا وليس هناك صارف عنه لان الكلام فيما لا صارف غير هذه الزيادة وهى مفروض الانتفاء زمان وجود المطلق فيحمل على الاطلاق ويدل عليه والتقييد بجزء او شرط ينا فيه

''ہماری دلیل یہ ہے کہ مطلق بہر حال کفایت پر دلالت کرتا ہے خواہ اُس زیادتی کے ساتھ ہو یا اس سے خالی ہے۔ کیونکہ مطلق عام کی طرح ہے جو اپنے تمام افراد پر علیٰ سبیل البدلیت دلالت کرتا ہے خواہ اُن افراد میں وہ زیادتی ہو یا نہ ہو۔ اور اس اطلاق و عموم سے کوئی چیز صارف نہ ہو کیونکہ گفتگو اس میں ہے جہاں اس زیادت کے سوا کوئی صارف نہ ہو اور مطلق کے وجود کے زمانہ میں یہ بات منتفی ہے تو مطلق کو اطلاق پر محمول کیا جائیگا اور اسی پر دلالت کرے گا۔ کسی شرط یا خبر سے اسے مقید کرنا اس کے منافی ہوگا

Marfat.com

فانه يقتضى عدم الاجزاء بدونه فيرفع هذا التقييد حكما شرعيا و هو اجزاء الافراد التى هى مجردة عن هذا التقييد و هو ظاهر جدا الخ۔

کیونکہ یہ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس قید کے بغیر مطلق کافی نہ ہو اور یہ قید اس حکم شرعی کو ختم کر دے گی کہ اس قید سے خالی افراد بھی کافی ہیں۔ اور یہ بات انتہائی ظاہر ہے۔

ونیز در مسلم نوشتہ ولهذا امتنع الزيادة عندنا بخبر الواحد على القاطع كالطهارة للطواف الخ در شرح بعد بیان فروع گفتہ ثم هذا العذر انما يكفى لعدم افتراض هذه الامور ۔الخ۔

مُسَلَّم میں نیز مرقوم ہے: ''اسی وجہ سے ہمارے نزدیک نص قطعی پر خبر واحد سے زیادتی محال ہے جیسے طواف پر طہارت کی شرط ''اس کی شرح میں فروع کے بیان کے بعد فرمایا۔ ''پھر یہ عذر صرف اسی حد تک ہو سکتا ہے کہ وہ امور فرض نہ ہوں۔''

ونیز در مسلم وشرح بحر العلوم در بیان جواب دلیل مجوزیت ناسخیت اجماع گفتہ۔

نیز مسلم الثبوت اور اس کی شرح بحر العلوم میں ان لوگوں کی دلیل کا جواب دیتے ہوئے مذکور ہے جو اجماع کو ناسخ مانتے ہیں۔

قلنا اولا ان الآية كانت ساكتة عن حال الام مع الاخوين و

''اولاً ہمارا کہنا ہے کہ دو بھائیوں کے ساتھ ماں کی حالت کے تعلق سے آیت خاموش تھی اور

Marfat.com

كان امير المؤمنين عثمان رضی اللہ عنہ ردها فی هذا الحال من الثلث الى السدس فسأل ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الآية لا يتناولها فاستدل امير المومنين رضی اللہ عنہ بالاجماع فيما سكت عنه الكتاب وهذا ليس من النسخ فی شئی وهو ظاهر جدا الیٰ آخره۔

در تنقیح فرمودہ:

اما وصف الحكم فقد اختلفوا ان الزيادة على النص نسخ ام لا وذكروا انها اما بزيادة جزء كزيادة ركعة مثلا على ركعتين او شرط كالايمان فی الكفارة او ما يرفع مفهوم المخالفة الخ۔

در توضیح بعد بیان مذاہب و

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ماں کو ثلث کی حالت سے سدس کی طرف پھیر دیا تھا تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ آیت اس حالت پر مشتمل نہیں ہے اس پر امیر المؤمنین نے اس صورت میں اجماع سے استدلال کیا جس سے کتاب خاموش ہے اور یہ کسی طرح نسخ نہیں۔ یہ بہت ظاہر ہے الخ''

تنقیح میں فرمایا ہے:

''رہ گیا وصفِ حکم تو علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نص پر زیادتی نسخ ہے یا نہیں اور بتایا کہ زیادتی یا تو جزء کی ہوگی جیسے دو رکعت پر ایک رکعت کی زیادتی یا شرط کی ہوگی جیسے کفارۂ یمین میں شرط ایمان کی یا ایسی زیادتی جو مفہوم مخالف کو ختم کردے۔ الخ

توضیح میں مذاہب کو بیان

Marfat.com

دلائل مختار خود نوشتہ :

فلا یزاد التغریب علی الجلد والنیة والترتیب والولاء علی الوضوء وھو ای الوضوء علی الطواف والفاتحة و تعدیل الارکان علی سبیل الفرضیة بخبر الواحد والایمان علی الرقبة بالقیاس ای لایزاد قید الایمان علی الرقبة فی کفارة الیمین بالقیاس علی کفارة القتل۔

یرد ھھنا انکم زدتم الفاتحة والتعدیل بخبر الواحد حتی وجبا وانما لم یثبت الفرضیة لانہا لاتثبت بخبر الواحد عندکم فان الفرض عندکم ما ثبت لزومہ بدلیل قطعی والواجب

کرنے اور اپنے مذہب مختار پر دلائل قائم کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''اسلئے کوڑے لگانے کی حد پر شہر بدر کرنے کی ۔ فرضیت وضو پر نیت، ترتیب اور پے در پے کرنے کی ۔طواف پر وضو کی اور فرائض نماز میں فاتحہ و تعدیل ارکان کی ۔ خبرِ واحد کے ذریعہ ، بطور فرض زیادتی نہیں کی جائیگی ۔ یونہی کفارۂ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کفارۂ یمین میں غلام پر ایمان کی قید کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

یہاں ایک اعتراض ہے۔ وہ ہے کہ آپ نے خبر واحد کے ذریعہ فاتحہ اور تعدیل ارکان کا بطورِ واجب اضافہ کیا ہے۔ وہ فرض اس لئے نہیں ہوئے کہ آپ کے یہاں فرضیت کا ثبوت خبر واحد سے نہیں ہوتا ۔ کیونکہ آپ کے نزدیک فرض وہ حکم ہے جس کا لزوم دلیلِ

Marfat.com

ماثبت لزومه بدليل ظنی فقد زدتم علی الکتاب بخبر الواحد ما یکمن ان یزاد به وهو الواجب ویمکن ان یجاب بانا لم نزد الفاتحة والتعديل على وجهٍ يلزم منه نسخ الكتاب لانا لم نقل بعدم اجزاء الاصل لو لا الفاتحة و التعديل حتى يلزم النسخ حينئذ بل قلنا بالوجوب فقط الى آخره۔

قطعی سے ثابت ہواور واجب وہ حکم ہے جس کا لزوم دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ بہر حال آپ نے بھی خبر واحد کے ذریعہ جتنا اضافہ ممکن تھا کر دیا کہ انہیں واجب رکھا۔ اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ ہم نے فاتحہ اور تعدیل ارکان کا اضافہ اسطرح نہیں کیا ہے کہ کتاب کا نسخ لازم آئے کیونکہ ہمارا کہنا ہے کہ اگر فاتحہ اور تعدیل ارکان نہ بھی ہوں تو اصل کافی ہے۔ اسلئے ایسی صورت میں نسخ لازم نہیں ہم نے صرف وجوب کا قول کہا ہے الخ۔''

در فتح القدیر در بحث تسمیہ وضو آوردہ:

فتح القدیر میں وضوء کے اندر تسمیہ کی بحث میں منقول ہے:

فادى النظر الى وجوب التسمية فی الوضوء غير ان صحته لا يتوقف عليها لان الركن انما يثبت بالقاطع وبهذا يندفع ما قيل المراد به نفى الفضيلة

''نظر وضو میں بسم اللہ کے وجوب کی طرف مؤدی ہے۔ ہاں اس کی صحت بسم اللہ پر موقوف نہیں اسلئے کہ رکن نص قطعی سے ثابت ہوتا ہے، اور اسی سے یہ بات مندفع ہو جاتی ہے کہ ''مراد فضیلت کی نفی ہے

Marfat.com

لئلا یلزم نسخ آیة الوضوء یعنی الزیادة علیها فانہٗ انما یلزم بتقدیر الافتراض لا الوجوب الی آخرہ۔

ازیں بیان بصراحت تمام بثبوت رسیدہ کہ از مجرد تجویز امریکہ بخصوصہ در قرآن مجید مذکور نبود و مشروعیت آں از نص ثابت نباشد و فرقان حمید از ان ساکت باشد تجویز نسخ قرآن لازم نمی آید ورنہ بر عبادات کذائیہ ثابتہ باحادیث شریفہ ہم حکم لزوم نسخ نص کتاب لازم خواہد آمد و نیز بثبوت رسیدہ کہ امریکہ در قرآن شریف منصوص ست اما مقید بصورت خاصہ نیست رکن گردانیدن یا شرط گردانیدن امرے دیگر دراں البتہ داخل نسخ بالزیادۃ است اما زیادت امری دیگر در آن نہ باعتقاد فرضیت و رکنیت

ورنہ آیتِ وضو کا نسخ یعنی اس پر زیادتی لازم آئیگی۔" اسلئے کہ نسخ کا لزوم فرضیت کی تقدیر پر ہوگا نہ وجوب کی تقدیم پر۔ الخ۔

اس بیان سے پوری صراحت کے ساتھ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی کہ محض کسی ایسے امر کے جائز وقرار دینے سے نسخِ قرآن لازم نہیں آتا جو اپنی خصوصیت کے ساتھ قرآن مجید میں مذکور نہ ہو یا اس کی مشروعیت نص سے ثابت نہ ہو اور فرقان حمید اس سے خاموش ہو ورنہ اُن عبادات مخصوصہ سے جن کا ثبوت احادیث کریمہ سے ہے نص کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا۔ اور اس بات کا بھی ثبوت مل گیا کہ جو امر قرآن شریف میں منصوص ہے لیکن کسی خاص صورت سے مقید نہیں اس میں دوسرے امر کو شرط یا رکن ٹھہرانا نسخ بالزادیات ہے۔ ہاں دوسرے امر کی زیادتی اگر فرضیت، رکنیت یا

وشرطیت بلکہ بطور استحباب بلکہ بطور وجوب ہم داخل نسخ نص نیست۔

پس بر مجوزین وقائلین استحسان عمل محفل ذکر مولد شریف کہ ہیچگونہ دراں زیادت کدامی رکن وشرط بر عبادات مخصوصہ منصوصہ کتاب اللہ نیست بحوالۂ قاعدۂ الزیادۃ علی النص نسخ تہمت تجویز نسخ نص کتاب اللہ نمودن حیلہ سازی وافتراپردازی ست۔

وثالثاً احتجاج بآیہ کریمہ اکملت لکم دینکم الآیۃ برابطال مستحسنات ائمہ دین کہ از افراد خاصۂ عمومات مندوبات مطلقہ کتاب وسنت

شرطیت کے اعتقاد کے ساتھ نہ ہو بلکہ بطور استحباب یا پھر وجوب ہی کے طور پر کیوں نہ ہو نص کے نسخ میں داخل نہیں۔

اس لئے انعقاد محفل میلاد شریف کو جائز اور مستحسن سمجھنے والوں پر "الزیادۃ علی النص نسخٌ" کے اصول کا حوالہ دیکر نص کتاب اللہ کے نسخ کی تجویز سے متہم کرنا، حیلہ سازی اور افترا پردازی ہے۔اس لئے کہ محفلِ ذکر میلاد کے عمل میں کتاب اللہ سے منصوص کسی مخصوص عبادت پر کسی بھی رکن وشرط کی کسی بھی طرح کی زیادتی ہے ہی نہیں۔

ثالثاً۔"الیوم اکملت لکم دینکم" سے ائمۂ دین کے اُن مستحسنات کے ابطال پر استدلال کرنا نری جہالت ہے جو کتاب وسنت کے عام مستحبات

Marfat.com

ومندرج تحت قواعد و اصول شریعت
اند محض جہالت ست مراد از آیہ کریمہ
تکمیل اصول دین وتصریح قواعد عامہ
شریعت ست نہ تحدید افراد خاصہ جملہ
احکام و تخصیص صور کذائیہ جمیع
تطوعات فہم ایں معنیٰ از آیۂ کریمہ
مبتنی بر مجرد وہم است کہ ہمیں وہم راہ
منکرین قیاس ہم زدہ بود چہ عجب کہ
صاحب رسالہ کلام و حجت منکرین
قیاس را دیدہ ہمچو احتجاج کردہ است۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی در
تفسیر اسرار التنزیل فرمودہ الیوم
اکملت لکم دینکم بالنصر
والاظہار علی الادیان
کلہا او بالتنصیص

مطلقہ کے خاص افراد ہیں اور
شریعت کے اصول و قواعد کے
ماتحت مندرج ہیں جب کہ اس
آیت سے مراد اصولِ دین کی تکمیل
اور شریعت کے عام قواعد کی صراحت
ہے۔ تمام احکام کے خاص افراد کی
حد بندی اور تمام نوافل کی مخصوص
ہیئتوں کی تخصیص نہیں۔

آیت کریمہ سے وہ معنی
سمجھنا محض وہم کی بنیاد پر ہے،
منکرین قیاس بھی اسی وہم کا شکار
ہوئے ہیں اور اس میں کوئی حیرت
کی بات نہیں کہ صاحبِ رسالہ نے
منکرین قیاس کی گفتگو اور حجت کو
مدنظر رکھ کر اس طرح کا استدلال کیا
ہو مذکورہ آیت کے تحت قاضی
ناصر الدین بیضاوی تفسیر اسرار
التنزیل میں فرماتے ہیں:

"اپنی نصرت وحمایت سے،
سارے ادیان پر غلبہ دیکر یا اصول

Marfat.com

علی قواعد العقاید والتوقیف علی اصول الشرائع و قوانین الاجتهاد الخ۔

علامہ خطیب در حاشیہ فرمودہ

ھذا جواب عن دلیل نفاۃ القیاس فانھم تمسکوا علی ابطالہ بان الدین کمل فی آخر عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلو کان القیاس جائز ابعدہ وکان ذلک القیاس لا بدان یکون لاظھار حکم لم یکن معلوما فکان القیاس موجبا لکمال الدین فلم یکن کاملا فی ذلک الزمان والجواب عنہ ما ذکروا ھوان المراد باکمال الدین تحقیق قواعد العقاید و تبیین قواعد الاجتھا وھذا لا ینافی وقوع الاجتھاد و تخریج الاحکام بعدہ الیٰ آخرہ۔

عقائد پر تنصیص کر کے اور قوانین شریعت واجتہاد بیان کر کے آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ علامہ خطیب نے حاشیہ میں فرمایا:

"یہ جواب ہے منکرینِ قیاس کی دلیل کا۔ انہوں نے قیاس کے ابطال پر اسطرح دلیل دی ہے کہ دین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں کامل ہو چکا۔ اب اس کے بعد بھی قیاس جائز ہو تو ضروری ہے کہ وہ قیاس نا معلوم حکم کے اظہار کے لئے ہو پس قیاس دین کے کمال کا موجب ہوگا اور اس زمانہ میں کامل نہ ہوگا۔ جواب وہی ہے مفسر نے جس کا تذکرہ کیا کہ دین کی تکمیل سے مراد عقائد کے اصول کی تحقیق اور اجتہاد کے قوانین کا بیان ہے اس لئے اس تکمیل کے بعد احکام کی تخریج اور اجتہاد اس کے منافی نہیں الخ۔"

Marfat.com

در تفسیر کبیر گفتہ:

المسائلة الثانية قال نفاة القياس دلت الآية على ان القياس باطل و ذلك لان الآية دلت على انه قد نص على الحكم فى جميع الوقائع فا لقياس ان كان على وفق ذلك النص كا ن عبثا و ان كان على خلافه كان باطلا الى آخره۔

بالجملہ زیادتیکہ منافی آیت کریمہ باشد و آنرا مستلزم نسخ گفتہ آید بر مستحنات علماء دین صادق نیست و زیادتیکہ صادق می تواند شد منافی آئیہ کریمہ و مستلزم تجویز نسخ نیست۔

پس دلیل اول بر ابطال و انکار عمل مولد محض بے بنیاد و سعی صاحب رسالہ ہمہ رائگان و بر باد ست۔

فقیر میگوید کہ از اصول ہمیں

تفسیر کبیر میں فرمایا:

''دوسرا مسئلہ منکرین قیاس کا کہنا ہے کہ آیت کریمہ نے اس بات پر دلالت کی کہ قیاس باطل ہے اور وہ اس طرح کہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ مسائل کی تمام صورتوں کا حکم منصوص ہو چکا ہے اب اگر قیاس نص کے موافق ہو تو بے کار اور مخالف ہو تو باطل۔ الخ۔

الحاصل وہ زیادتی جو آیت کریمہ کے منافی ہو اور جسے مستلزم نسخ کہا جائے، علماء کرام کے مستحنات پر صادق نہیں آتی اور جو زیادتی صادق آسکتی ہے وہ آیت کریمہ کے منافی اور تجویز نسخ کو مستلزم نہیں ہے۔

اس طرح پہلی دلیل عمل مولد کے انکار و ابطال پر محض بے بنیاد اور صاحب رسالہ کی تمامتر کوششیں رائگاں و برباد ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ صاحب رسالہ

Marfat.com

مقدمات مسلمۂ او بعد طرد و اخراج مزخرفات مخترعات صاحب رسالہ دلیلے جید برائے ابطال حکم تحریم و ممانعت ایں عمل ترتیب می تواں داد۔

مثلاً می تواں گفت توقیر و تکریم حضرت نبی کریم در شرع شریف مشروع ست پس اظہار شکر نعمت و جود باجود باداے عبادات وصدقات و دعوت اہل اسلام وجمع مسلمین برائے استماع ارہاصات ومعجزات وفضائل حضرت سید الانام ﷺ وتکریم ایام ولادت باسعادت کہ یکی از افراد اصل توقیر مطلق آنجناب ﷺ است واصل استحباب تکرار شکر نعمت وفضل و شرف ایام باسعادت

کے من گڑھنت اور آراستہ جھوٹ کو خارج کرتے ہوئے اُس کے انہیں مسلم مقدمات کے اصول سے اس عمل پر ممانعت اور حرمت کے حکم کو باطل قرار دینے کیلئے ایک عمدہ دلیل مرتب کی جاسکتی ہے۔

مثلاً کہا جاسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر شریعت میں مشروع ہے۔اس لئے عبادات و صدقات کی ادائیگی کر کے۔مسلمانوں کی دعوت کر کے۔ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، ارہاصات اور معجزات سننے کی خاطر مسلمانوں کو اکٹھا کر کے۔ ولادتِ باسعادت کے ایام کی تکریم کر کے، کہ یہ تکریم بھی آنحضرت ﷺ کی مطلق توقیر کا ایک فرد ہے۔ سرکار کے وجود مسعود کی نعمت پر اظہارِ شکر کرنا۔ جبکہ شکر نعمت کے استحباب تکرار کی اصل اور ایام

Marfat.com

علامہ ابن حاج وغیرہ از بیانِ رسول
وے جل شانہ ثابت فرمودہ اندو
ہمچناں عقد مجلس ذکر شریف کہ یکے از
افراد رفعت ذکر آنحضرت و مندرج
فضائل مجالس بابرکت ست گو
بخصوصہ تنصیص حکم آں در قرآن
شریف نہ باشد باوجود عدم مزاحمت
حدود خاصہ منصوصۂ شریعت بلکہ باوجود
عدم ثبوت تحریم وکراہت وممانعت از
مجتہدین امت حکم بہ تحریم آں نمودن و
راہ انکارش پیمودن لب بہ نسخ حکم
مطلق وزیادت بر نصوص شریعت
کشودن ست چنانکہ در اصول
مقرر شدہ است مثلاً در بیان کفارہ
کہ ذکر مطلق رقبہ ست پس انکار
از تجویز اعتاق عبد کافر کہ یک فرد

ولادت باسعادت کا فضل و شرف
علامہ ابن الحاج وغیرہ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے
ثابت فرمایا ہے۔ یونہی ذکر شریف
کی مجلس منعقد کرنا جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے رفعتِ ذکر کا ایک
فرد اور مجالس متبرکہ کی فضیلت میں
مندرج ہے بھلے خصوصی طور پر
قرآن میں اس کی تنصیص نہ ہو۔ ان
سارے امور کے شریعت میں
منصوص حدود سے مزاحم نہ ہونے
اور جمہور امت سے ممانعت، کراہیت
یا تحریم کا ثبوت نہ ہونے کے باوجود
اُن کی حرمت کا حکم لگانا اور اس کے
انکار کی راہ ناپنا۔ مطلق کے حکم کی
منسوخی اور نصوص شریعت پر زیادتی
میں منہ کھولنا ہے جیسا کہ اصول میں
ثابت ہے مثلاً کفارہ کے بیان میں
جہاں مطلق رقبہ کا ذکر ہے۔ رقبہ کے
ایک خاص فرد عبد کافر کے اعتاق کی

Marfat.com

از افراد آن ست گو در قرآن مجید ذکر آن بخصوصہ نیست حسبِ قول اہل اصول حنفیہ زیادت بر نص و مستلزم نسخ آن اطلاق ست۔

دریں مقام نقل فقرۂ از رسالۂ دعائیہ مولوی خورم علی کہ از اکابر طائفہ بودہ اند برائے دہن دوزی امثال صاحب رسالہ ضروری ست در رسالہ مطبوعہ مذکورہ در بحث استحباب دعاء بہیئت کذائیہ بعد صلوٰۃ نوشتہ۔

اگر گوئی کہ دست برداشتن در دعاء مسح نمودن از احادیث قولیہ و فعلیہ البتہ ثابت شد لیکن بر دعائے عقب صلوات خمسہ بہیئت کذائیہ چہ دلیل ست۔

گویم و باللہ التوفیق

تجویز کا انکار کرنا گو اس خاص فرد کا ذکر قرآن میں نہیں ہے حنفی اہل اصول کے مطابق نص پر زیادتی اور اس کے اطلاق کے نسخ کو مستلزم ہے۔

اس مقام پر صاحب رسالہ جیسے لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے گروہِ وہابیہ کے اکابر میں سے مولوی خرم علی کے ''رسالہ دعائیہ'' کا ایک جملہ نقل کر دینا ضروری ہے۔ انہوں نے اپنے مذکورہ مطبوعہ رسالہ کے اندر نماز کے بعد مخصوص ہیئت کے ساتھ دعاء کے استحباب کی بحث میں تحریر کیا ہے کہ:

''اگر تم کہو کہ دعاء میں ہاتھ اٹھانا اور چہرہ پر پھیرنا احادیث قولیہ وفعلیہ سے یقیناً ثابت ہے لیکن پنجگانہ نماز کے بعد اس ہیئت کے ساتھ دعاء کرنے پر کون سی دلیل ہے۔؟

میں اللہ کی توفیق سے عرض کروں گا کہ جب ہاتھوں کا اُٹھانا

Marfat.com

که چون ثابت شد که رفع الیدین از آداب دعاء ست وجالب اجابت است وموقت بوقتی دون وقتی نیست پس حاجت دلیل دیگر نماند الخ بلفظه۔

ایضا فیه باید دانست که دست برداشتن وقت دعا ورومالیدن بدانہا باحادیث صحاح وحسان قولاً وفعلاً درنماز استقاء وغیره ثابت ست گوبا لتزام عقب صلوات خمسه بہیئت کذائیه مروی نباشد الیٰ آخره۔

قوله واگر این زیادت رامعین داریم لازم آید عدم صدق حق تعالیٰ الخ۔

اقول اگر از آیه کریمه تصریح فرموده دادن ہیئت کذائیه ہر ہر تطوع وجمله افراد مخصوصه عمومات خیر وکل احکام خاصه جمیع امور درنص مرادمی بود گنجایش ذکر این ایراد بود

دعاء کا ادب اور مفید اجابت ہے اور کسی وقت سے مقید نہیں لہٰذا اس کے لئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں"۔ اسی رسالہ میں یہ بھی ہے۔ "جاننا چاہئے کہ دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانا اور چہرے پر ملنا صحیح وحسن حدیثوں سے قولاً وفعلاً نماز استسقاء وغیرہ میں ثابت ہے اگرچہ اس ہیئت کے ساتھ بعد نماز پنجگانہ بالالتزام مروی نہیں۔ الخ۔

قولہ۔ اور اگر اس زیادتی کو برقرار رکھیں تو اللہ تعالیٰ کا عدمِ صدق لازم آئے گا۔ الخ

اقول۔ اگر آیت کریمہ کی مراد یہ ہے کہ ہر ہر تطوع کی ہیئت کذائی اور عام خیر کے تمام افراد مخصوصہ اور تمام امور کے تمام احکامِ خاص کی صراحت کر دی گئی ہے تب اس اعتراض کو چھیڑنے کی گنجائش تھی۔

Marfat.com

حالانکہ در کلام اللہ شریف ہر گز بہ تخصیص و تعیین صور کذائیہ جمیع تطوعات و ہیأت مخصوصہ جملہ نوافل و مستحبات وتعدیل کل افراد کل امور خیر تصریح وتنصیص نفرمودہ است پس چگونہ ایں معنی از آیہ کریمہ مراد تواں داشت و چرا بر ائمہ دین و علماء معتمدین در استحسان صور کذائیہ مستحسنات مخصوصہ علم طعن تضلیل باید بر افراشت و اگر ایں معنی را معین داریم لازم می آید عدم صدق حق تعالیٰ در قول او وھذا خلف ممتنع و محال لا مجال فیہ للامکان و الاحتمال عندنا معاشر اھل الحق۔

مگر آنکہ عامہ اسماعیلیہ کہ بر التزام امکان ومقدوریت کذب او تعالیٰ شانہ

حالانکہ کلام اللہ میں تعیین و تخصیص کے ساتھ تمام تطوعات کی صورت کذائی کی۔ تمام نوافل و مستحبات کی ہیئتِ مخصوصہ کی اور تمام امور خیر کے ہر فرد کی تعداد کی، تصریح و تنصیص نہیں فرمائی گئی۔ پھر یہ معنی کیونکر آیت کی مراد بنے گا اور کیونکر معتمد علماء کرام اور ائمہ دین کے خلاف ان کے مخصوص مستحسنات کے استحسان کے سلسلہ میں طعنۂ گمراہ گری کا پرچم بلند کیا جائے گا۔ اور اگر اسی معنی کو متعین کر لین تو حق تعالیٰ کا اپنے کلام میں عدم صدق لازم آئے گا۔ اور یہ بات ہم اہل حق کے نزدیک خلاف مفروض، ممتنع اور محال ہے اس میں امکان واحتمال کی کوئی گنجائش نہیں۔

مگر عام طور پر وہابیہ اسماعیلیہ، حق تعالیٰ کے لئے امکانِ کذب و مقدوریتِ کذب کے التزام کا

Marfat.com

مقر اند واز استحالہ و امتناع آں منکر اند و امام شان قدرت انسانی را بر نقیصہ شنیعہ کذب برائے مقدوریت و امکان ایں عیب فاحش بجناب مقدس ربانی دلیل ساختہ و بر تقدیر عدم آں بلزوم از دیاد قدرت انسانی بر قدرت ربانی پرداختہ۔

اگر چہ نزیل ٹونک کفر بودن ایں استدلال کا سد و اعتقاد فاسد مسلم داشتہ و در رسالہ کلام الفاضل مولاے خود را در مغاک اغماض انداختہ براءت ذات خود ازاں ضلالت در تحاشی و انکار ازان اعتقاد پنداشتہ اما چون عامہ اسماعیلیہ بنابر پاسداری رئیس طائفہ قول فاضل کبیر خود را باطل و مردود می شمارند وحسب ارشاد مولای خود ہماں قول را کالوحی می انگارند از

اقرار کرتے ہیں اور کذبِ باری تعالیٰ کے استحالہ و امتناع کے منکر ہیں۔ ان کے امام نے جھوٹ جیسے عیب قبیح پر انسان کی قدرت کو پاک پروردگار کے لئے اس فحش عیب کے امکان اور مقدوریت کی دلیل بنایا ہے اور اس کے عدم پر انسانی قدرت کے ربانی قدرت پر بڑھ جانے کو لازم قرار دیا ہے۔ اگرچہ نزویلِ ٹونک نے اس کھوٹے استدلال اور فاسد عقیدہ کو کفر تسلیم کرلیا ہے اور رسالہ "کلام الفاضل" میں اپنے آقا کو نظر انداز کر کے اس ضلالت و گمراہی سے اپنی برأت کا اعلان کیا ہے۔ تاہم چونکہ عام اسماعیلی حضرات، اپنے سرخیلِ گروہ کی پاسداری کی بنیاد پر اپنے فاضلِ کبیر کے قول کو باطل و مردود قرار دیتے ہیں اور اپنے مولیٰ کے ارشاد کے مطابق اسی قول کو مثل وحیٔ ربانی شمار

Marfat.com

ایشان عجمی نیست کہ تجویز و وقع آنہم کنند۔

قولہ- وایں احتجاج در رد ہمگی بدعات بکار می تواں آمد الخ۔

اقول- ہر چند نافہمی صاحب رسالہ ازما سبق بخوبی عیان گردید امادر اینجا یکدو قول دیگر از علماء دین معتمدین ومستندین صاحب رسالہ باید شنید۔

صاحب ہدایہ بعد ذکر تلبیہ مسنون در بحث جواز زیادت تلبیہ برقدر ماثور نوشتہ ولا ینبغی ان یخل بشئی من هذه الکلمات لانه هو المنقول باتفاق الرواة فلا ینقص عنه ولو زاد فیها جاز خلافا للشافعی

سمجھتے ہیں اس بنیاد پر کیا عجب کہ یہ لوگ بھی اس کے وقوع کو جائز قرار دیتے ہوں۔

قولہ- ''یہ استدلال تمام بدعات کے رد میں کار آمد ہے۔

اقول- گذشتہ بحثوں سے صاحبِ رسالہ کی ناسمجھی بخوبی آشکارا ہو چکی ہے۔ اس جگہ دین کے کچھ معتمد اور صاحب رسالہ کے نزدیک بھی مستند علماء کے ایک دو فرمودات ملاحظہ فرمایئے۔

صاحبِ ہدایہ تلبیۂ مسنونہ کا تذکرہ کرنے کے بعد تلبیہ میں ماثور مقدار پر زیادتی کے جواز کی بحث میں فرماتے ہیں۔

''ان کلمات میں کچھ بھی ترک نہیں کرنا چاہئے کیونکہ راویوں کے اتفاق سے یہی کلمات منقول ہیں ہاں اس میں اضافہ جائز ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کا اختلاف ہے۔

Marfat.com

هو اعتبره بالاذان والتشهد من حيث انه ذكر منظوم ولنا ان اجلاء الصحابة كابن مسعود رضی الله عنه و ابن عمر رضی الله عنه و ابی هريرة رضی الله عنه زاد و ا على الماثور لان المقصود الثناء و اظهار العبودية فلا يمنع من الزيادة عليه الخ

دریں مقام باید فهمید که اگر استدلال صاحب رساله صحیح باشد الزام تجویز نسخ امر مسنون و ماثور بلکه نسخ نص کتاب الله بر صاحب ہدایہ وسائر ائمہ حنفیہ بلکہ بموجب روایت صاحب ہدایہ بر حضرت ابن مسعود و ابن عمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز حسب قول صاحب رسالہ می توان نمود۔

و نیز صاحب ہدایہ در انچہ مقصود از ان مطلق ثناء معبود

منظوم ذکر ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اذان وتشہد پر اس کا قیاس کیا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہؓ کرام نے مقدار، ماثور پر اضافہ فرمایا ہے اور اس لئے بھی کہ مقصود ثناء اور بندگی کا اظہار ہے اس لئے زیادتی سے روکا نہیں جائے گا۔

اس مقام پر یہ بات سمجھنے کی ہے کہ اگر صاحبِ رسالہ کا استدلال صحیح ہو تو امر مسنون و ماثور کے نسخ کا الزام بلکہ نصِ کتاب اللہ کے نسخ کا الزام صاحب ہدایہ اور تمام ائمۂ احناف بلکہ صاحبِ ہدایہ کی روایت کے مطابق حضرت ابن مسعود و ابن عمر و ابوھریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر عائد ہوگا۔

نیز صاحبہ ہدایہ نے اُس امر میں جس سے معبود کی مطلق ثناء

Marfat.com

بود زیادت بر قدر ماثور تجویز فرمود پس
بر اظہار و اعلان عقد مجالس ذکر
آنحضرت و استحباب ادائے شکر نعمت
ولادت باسعادت کہ مقصود ائمہ دین و
عامہ مسلمین از ان ثناء و تعظیم و رفعت
ذکر و تکریم آنحضرت ﷺ است و ہیچ
گونہ مزاحم و رافع امور محدودہ حضرت
شارع نیست بلکہ داخل افرادِ توقیر
و مندرج در اں اصل عام ست اگر
بالفرض لفظ زیادت صادق نیز آید تاہم
بموجب قول صاحب ہدایہ از ہیچو
زیادت منع نمودن نمی شاید۔

و در درمختار در بحث خواندن
درود شریف در فصل صفۃ الصلوٰۃ
گفتہ و ندب السیادۃ لان
زیادۃ الاخبار بالواقع

مقصود ہو قدرِ ماثور پر زیادتی جائز
قرار دی ہے۔ پھر حضور ﷺ کے
ذکر کی محفلوں کا انعقاد، اعلان،
اظہار اور ولادتِ باسعادت کی نعمت
پر ادائے شکر کا استحباب۔ جن سے
ائمۂ دین و عامۃ المسلمین کا مقصود
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و
تکریم ثناء و رفعتِ ذکر ہے۔
جو شارع کے امور محدودہ میں سے
کسی امر کا رافع و مزاحم نہیں ہے بلکہ
توقیر کے افراد میں داخل اور اصلِ
عام میں مندرج ہے اگر بالفرض لفظ
زیادت اس پر صادق بھی آتا ہو تاہم
صاحبِ ہدایہ کے فرمان کے بموجب
اس طرح کی زیادتی سے منع نہیں کرنا
چاہیے۔

درمختار کی فصل صفۃ الصلوٰۃ
کے اندر درود شریف پڑھنے کی بحث
میں فرمایا:
"اسم رسالت سے پہلے "سیدنا
کہنا مستحب ہے کیونکہ خبر واقعی کی

Marfat.com

عين سلوك الادب فهو افضل من تركه ذكره الرملى الشافعى وغيره الخ۔

درغنیۃ المستملی گفتہ و ان زاد فى دعاء الاستفتاح بعد قوله و تعالى جدك لفظ و جل ثناء ك لا يمنع من الزيادة و ان سكت لايؤمر به لانه لم يذكر فى الاحاديث المشهورة الخ۔

بالجملہ ایں احتجاج فاسد مخالف تحقیق محققین بکار نمی تو ان آمد و زیادت احکام ثابتہ از سنت بر کتاب اللہ و زیادت احکام مجتہدین بر کتاب و سنت و زیادت ائمۂ دین و علماء کاملین بر زمانہ تا قیامت داخل نسخ بالزیادت نیست بلکہ اجراء احکام عمومات کتاب اللہ بر افراد خاصہ

زیادتی عین ادب کی روش ہے اس لئے اس کا ذکر ترک سے افضل ہے، اس کا تذکرہ رملی شافعی وغیرہ نے کیا ہے۔“

اگر کسی نے ثناء میں ”و تعالى جدك“ کے بعد ”وجل ثنائک“ کا اضافہ کر دیا تو زیادتی سے منع نہیں کیا جائے گا اور اگر چپ رہے تو اس کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ احادیث مشہورہ میں اس کا تذکرہ نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ محققین کی تحقیق کے خلاف صاحبِ رسالہ کا فاسد استدلال کار آمد نہیں ہے۔ حدیث سے ثابت احکام کی زیادتی کتاب اللہ پر، مجتہدین کے احکام کی زیادتی کتاب و سنت پر اور صبح قیامت تک کے ائمۂ دین اور علماء کاملین کی زیادتی نسخ بالزیادت میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ کتاب اللہ کے عموم میں داخل احکام کا خاص افراد

Marfat.com

وتفصیل مجملات آنست۔

امام شعرانی مستند صاحب رسالہ درمیزان گفتہ۔

فان قلت فما دلیل المجتهدین فی زیادتهم الاحکام التی استنبطوا ها علی صریح الکتاب و السنة وهلا کانوا وقفوا علی حد ماورد صریحافقط ولم یزید و ا علی ذلك شیئاً للحدیث ما ترکت شیئاً یقربکم الی اللہ الا وقد امرتکم به ولا شیئاً یبعد کم عن اللّٰه الا وقد نهیتکم عنه فا لجواب دلیلهم فی ذلك الاتباع لرسول الله صلی الله علیه وسلم فی تنذیذیه ما اجمل فی القرآن مع قوله تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شئی

پرحمل اور کتاب اللہ کے مجملات کی تفصیل ہے۔

صاحب رسالہ کے بھی مستند امام شعرانی میزان میں فرماتے ہیں۔

''اگر آپ اعتراض کریں کہ مجتہدین نے کس دلیل سے صریح کتاب و سنت پرزائد احکام کا استنباط کیا ہے؟ جواحکام صراحۃً وارد ہیں اسی حد پر رُک جاتے اور اُن پر کچھ بھی اضافہ نہ کرتے۔ کیوں کہ سرکار کا فرمان ہے کہ میں نے تمہیں ہراس چیز کا حکم دیدیا ہے جو تمہیں خدا سے قریب کردے اور ہراس چیز سے روک دیا ہے جو تمہیں خدا سے دور کردے۔ جواب میں ان کی یہ دلیل ہے کہ اس سلسلہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پیروکار ہیں کہ انہوں نے اللہ رب العزت کے اس فرمان کے باوجود کہ ہم نے کتاب میں کچھ بھی اٹھانہیں رکھا ہے۔

Marfat.com

فانه لو لا بين لنا كيفية الطهارة والصلوة والحج وغير ذالك ما اهتدى احد من الامة لمعرفة استخراج ذلك من القرآن ولا كنا نعرف عدد ركعات الفرائض والنوافل ولا غير ذلك فكما ان الشارع بين لنا بسنته ما اجمل فى القرآن فكذلك الائمة المجتهدون بينوا لنا ما اجمل فى احاديث الشريعة ولو لا بيانهم لنا ذلك لبقيت الشريعة على اجمالها وهكذا القول فى اهل كل دور بالنسبة للدور الذى قبلهم الى يوم القيامة الخ۔

قولہ- چنانچہ حضرت مجدد و صاحب مجالس الابرار الی آخرہ ۔

قرآن مجید کے مجملات کا بیان فرمایا ہے ۔ اگر وہ ہمارے لئے طہارت، نماز اور حج وغیرہ کی کیفیت نہ بیان کرتے تو امت کا کوئی فرد قرآن سے ان کے استخراج کی معرفت تک راہ نہ پاتا ہم فرائض و نوافل کی تعداد رکعات وغیرہ سے نا آشنا ہوتے ۔تو جس طرح شارع علیہ السلام نے اپنی سنت سے ہمارے لئے قرآن کے اجمال کو بیاں فرمایا ہے اسی طرح ائمۂ مجتہدین نے ہمارے لئے احادیثِ شریفہ کے مجملات کا بیان فرمایا ہے اگر ان کا بیان نہ ہوتا تو شریعت اپنے اجمال پر رہ جاتی ۔ اور قیامت تک آنے والے ہر دور والوں کی اپنے اسلاف کی بہ نسبت اسی طرح کی گفتگو ہوگی الخ۔

قولہ- جیسا کہ حضرت مجدد وصاحب مجالس الابرار میں الخ۔

Marfat.com

اقول حضرت مجدد خود امور مخصوصہ زائدہ غیر ثابتہ از کتاب و سنت را تجویز واستحسان نمودہ اند بلکہ کمال تاکید ونہایت اصرار بر مداومت واعلان آنہا فرمودہ اند از انجملہ است ذکر خلفاء راشدین ؓ در خطبہ کہ حضرت ممدوح در مکاتیب خود آنرا داخل شعائر ساختہ اند و در حق تارک آن بہ تحریر ایں کلمہ پرداختہ اند کہ ترک نکند آنرا بعمد مگر کسی کہ دلش مریض و باطنش خبیث باشد اگر صاحب رسالہ راعقلی وفکری باشد ببیند کہ دلیلش بر تقدیر تمامیت بر حضرت شیخ ہم بعینہ اعادہ می توان نمود۔

کہ باری تعالیٰ از عبادات واعتقادات آنچہ برائے عباد

اقول۔ حضرت مجدد نے خود ان امور مخصوصہ کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے جو کتاب و سنت سے زائد ہیں اُن سے ثابت نہیں۔ نہ صرف جائز و مستحسن بلکہ اس کی مداومت اور اعلان پر کمالِ تاکید اور انتہائی اصرار فرمایا ہے۔ اُن امور میں ایک امر خطبہ میں حضرت خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں اسے شعائر میں داخل کیا ہے اور اس کے تارک کے حق میں یہ تک لکھ دیا ہے کہ ''جان بوجھ کر وہی ترک کر سکتا ہے جس کا دل مریض اور باطن خبیث ہو'' اگر صاحب رسالہ کو کچھ بھی عقل وفہم ہو تو دیکھ لے کہ اگر اس کی دلیل بالفرض تام ہو تو اس کا بعینہٖ اعادہ حضرت شیخ پر کیا جا سکتا ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جن عقائد اور

Marfat.com

خود کافی دانست مشروع نمود و دین
ایشان کامل کرد چنانکہ در قرآن ست
کہ اکملت لکم الآیۃ پس برین
تقدیر اگر ذکر خلفاء راشدین ہم در
خصوص خطبہ نماز جمعہ و عیدین از
امور دین می بود البتہ حق تعالیٰ آنرا
مشروع میفر مود چہ جائے آنکہ از
شعائر باشد و حق تعالیٰ از مشروعیت
آں خبر ندہد و چوں شارع ازان بحث
نکرد معلوم شد کہ احداث آں
زیادت بر نص کتاب اللہ است و
زیادت بر نص نسخ ست کما تقرر فی
موضعہ و اگر ایں زیادت را معین
داریم لازم آید عدم صدق حق تعالیٰ و
ھذا خلف پس ثابت شد کہ ایں عمل

عبادات کو کافی جانا انہیں مشروع کر
دیا اور ان کے دین کو کامل کر دیا
قرآن میں ہے ''الیوم اکملت
لکم دینکم '' آج میں نے
تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ تو
اس تقدیر پر خطبۂ نماز جمعہ و عیدین
کے خصوص میں، خلفاء راشدین کا
ذکر امر دینی ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ
اسے مشروع قرار دیتا چہ جائیکہ وہ
شعائر سے ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی
مشروعیت کی خبر نہ دے۔ اور جب
حضرت شارع علیہ السلام نے اس
سے بحث نہ کی تو معلوم ہوا کہ اس کی
ایجاد کتاب اللہ کے نص پر زیادتی
ہے اور نص پر زیادتی نسخ ہے۔ جیسا
کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے۔
اور اگر اس زیادتی کو معین
رکھیں تو اُس سے حق تعالیٰ شانہ کے
لئے عدم صدق لازم آئے گا وھذا
خلف ۔پس ثابت ہوا کہ یہ عمل

Marfat.com

محدث ست وسندش از کتاب اللہ ثابت نیست۔

برارباب انصاف مخفی نیست کہ اگر دلیل صاحب رسالہ تمام ست کلام حضرت شیخ موردایراد وملام ست واگر کلام حضرت شیخ حق و درست و صحیح است احتجاج صاحب رسالہ مردود و باطل وقبیح است واز ہمیں جا اکثر دلائل مردود شدند واگر آں دلائل مقبول باشند کلام حضرت شیخ مردود میگردد۔

مثلامی توان گفت در خطبہ نماز التزام ذکر خلفاء کبار واہتمام ایں کار از حضرت سید ابرار ﷺ ماثور نیست لا قولا و لا فعلا وکفی بھذا منعا ونیزمی توان گفت کہ التزام ایں عمل و اہتمام آں از عموم اصحاب کبار و اہلبیت اطہار

یعنی خطبہ میں ذکر خلفاء راشدین بدعت ہے اور اس کی سند کتاب اللہ سے ثابت نہیں ہے۔

اربابِ انصاف پر یہ مخفی نہیں کہ اگر صاحبِ رسالہ کی دلیل صحیح و تام ہے تو پھر حضرت مجدد کا کلام قابلِ اعتراض و ملامت ہے اور اگر حضرت مجدد کا کلام حق و درست اور صحیح ہے۔ تو پھر صاحب رسالہ کی دلیل مردود باطل وقبیح ہے۔ اور یہیں سے صاحب رسالہ کے اکثر دلائل مردود و باطل ہو گئے اس لئے کہ اگر وہ دلائل قابل قبول ہو گئے تو حضرت شیخ کا کلام مردود ہو جائے گا۔

مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ خطبۂ نماز میں خلفائے کبار کے ذکر کا التزام واہتمام سید ابرار ﷺ سے قولاً یا فعلاً منقول نہیں ہے۔ منع کیلئے یہی کافی ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس عمل کا التزام واہتمام عام صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار سے منقول نہیں ہے ۔ جبکہ یہ حضرات

Marfat.com

منقول نہ شدہ باآنکہ ایں حضرات در
غلبہ محبت و عقیدت خلفاء راشدین
اقدم تمام امت اند وایں خالی نیست
از چند حالات یا خطبہ در ایام سعادت
فرجام ایشان نہ بود یا ادخال امری غیر
مسنون و مشروع را در عین خطبہ کہ
بہیئت خاصہ از کتاب و سنت ثابت
نیست از دین نشمردند یا از مثوبت و
برکت وخوبی ایں ذکر نادان بودند و
بعد بطلان الشقوق الآخر نماند مگر
استکراہ شان از احداث عمل و زیادت
امری در خطبۂ ماثورہ۔

واگر کسی بر اثبات اہتمام ایں
امر از کدامی صحابی ہمت برگمارد دریں
مبحث دو امر حسب تصریحات طائفہ
پیش نظر دارد۔

اولاً آنکہ اثبات دعوی از

خلفاء راشدین سے، غلبۂ عقیدت و
محبت میں تمام امت سے آگے ہیں۔
اور یہ چند حالات سے خالی نہیں۔ یا
تو خطبہ ان کے ایام سعادت فرجام
میں نہیں تھا۔ یا عین خطبہ میں کسی
ایسے غیر مشروع و غیر مسنون امر کو
دین نہیں سمجھتے تھے جو اپنی خاص
ہیئت کے ساتھ کتاب وسنت سے
ثابت نہیں ہے۔ یا پھر اس ذکر کی
خوبی اور ثواب و برکت سے ناواقف
تھے سارے شقوق کے بطلان کے
بعد یہی صورت بچی کہ وہ حضرات
خطبۂ ماثورہ میں کسی عمل کی ایجاد اور
کسی امر کی زیادتی کو مکروہ سمجھتے تھے۔

اور اگر کوئی شخص کسی صحابی
سے اس امر کے اہتمام کے اثبات
کی ہمت کرتا ہے تو اس بحث میں
اپنے گروہ کی تصریحات کے مطابق
دو باتیں پیش نظر رکھے۔

اولاً۔ سند متصل کے ساتھ

Marfat.com

صحاح بسند متصل سازد۔

دیگر آنکہ بہ نقل التزام ایں عمل محدث در عین خطبہ عیدین و جمعہ از جمیع اصحاب و اہلبیت لا اقل اکثر شان با نقل سکون باقین بلا نکیر احدی پردازد و بدون ایں ہر دو امر اسماعیلیہ را نجات نیست۔

ونیز می تواں گفت کہ عملی کہ فی نفسہٖ مستحسن باشد اما فعلش از اں سرور ماثور نباشد ترک آں در حق عین امت اتباع ست و فعل آں موجب مواخذہ خدا۔

نیز می تواں گفت کہ اگر ایں زیادت در خطبہ نماز عید و جمعہ بر قدر مروی و ماثور مسنون جائز ہم باشد لکن لما واظب الناس علیہ

صحاح سے اپنا دعویٰ ثابت کرے۔

ثانیاً - عین خطبۂ جمعہ و عیدین میں اس نو ایجاد عمل کی نقل، تمام اہل بیت، یا کم از کم اکثر اصحاب و اکثر اہل بیت سے کرے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی کے انکار کے بغیر باقی تمام حضرات کا سکوت بھی نقل کرے۔

ان دونوں باتوں کے بغیر اسماعیلیہ کو نجات نہیں۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جو عمل فی نفسہٖ مستحسن ہو لیکن اس کا کرنا حضور ﷺ سے ماثور نہ ہو اس کا ترک کرنا امت کے حق میں عین اتباع ہے اور اس کا کرنا باعثِ مؤاخذہ پروردگار ہے۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر یہ زیادتی عیدین و جمعہ کے خطبہ میں، مروی، ماثور اور مسنون مقدار پر جائز بھی ہو لیکن جب لوگوں نے اس پر مداومت کی اور اسے طریق لازم

Marfat.com

واعتقدوه طريقة لازمة
بحيث لا يجترون بتركه
ويطعنون على من اسقط
هذا الذكر مرة فى خطبة
حتى وصل الينا من بعض
من اشتهر بالعلم انه قال هو
من الشعائر فليحكم
بالكراهة والمنع -

وایٔ بر تحقیق صاحب رسالہ کہ
باوجودیکہ از کلام او ظاہر ست ایں کہ
علماء دین تا ہزار سال بر پئے تحقیق جمود
نمودہ درداء عضال گرفتار ماندہ
بودند ہمیں تنہا حضرت مجدد در ہزار
دوم بشناعت اقوال شان ملہم شدہ
تحقیق امر حق نمودند معہذا
بموجب دلائل خود ہمان حضرت مجدد
راہم دردام تجویز نسخ کتاب اللہ و

ہونے کا اعتقاد کرلیا۔ اسطرح کہ
اس کے ترک کی اجازت نہیں دیتے
اور جو کسی خطبہ میں ایک بار بھی اسے
چھوڑے تو اسے مطعون کرتے ہیں
یہانتک کہ بعض مشہور علمی شخصیت
کے بارے میں ہمیں پتہ چلا ہے کہ
انہوں نے اس کے شعائر ہونے کا
قول کیا ہے اس لئے اس پر ممانعت
وکراہت کا حکم لگایا جائے گا۔

افسوس صاحب رسالہ کی
تحقیق پر کہ اس کے کلام سے یہ ظاہر
ہو جانے کے باوجود کہ علماء دین
ہزار سال تک ایک تحقیق کے پیچھے
جمود کا شکار اور لا علاج مرض میں
گرفتار رہے۔ ہزار دوم میں تنہا
حضرت مجدد پر ان کے اقوال کی
شناعت کا الہام ہوا اور امر حق کی
تحقیق فرمائی اس کے باوجود صاحب
رسالہ، خود اپنے دلائل سے، انہی
حضرت مجدد کو کتاب اللہ کے نسخ کے

Marfat.com

شناعت استحسان امر محدث و بدعت گرفتار می سازد و باز برائے مغالطہ عوام بذکرومدح حضرت مجدد می پردازد۔

مقتضائے ایماں و انصاف آں بود کہ اگر صاحب رسالہ را بحسب ظاہر چیزے مخالفِ تحقیق سلف در کلام حضرت مجدد بنظر رسیدہ واز حملش برنا فہمی خود کبروعونت مانع گردیدہ تاویل کلام میساخت یا بہ حمل بر سہوی پرداخت آخر مجتہدین ہم سہو خطا نمودہ اند کہ ایں ہمہ از الزام تضلیل ائمہ دین از عہد صحابہ و تابعین تا اکابر و پیشوایان حضرت مجدد و دیگر فقہاء ومحدثین والزام تہمت تجویز نسخ قرآن بآں پیشوایان اخف واہون بود۔

دامِ تجویز اور امر محدث و بدعت کے استحسان کی شناعت میں گرفتار کر رہا ہے اور پھر عوام کو مغالطہ دینے کے لئے حضرت مجدد کی تعریف اور ان کا تذکرہ بھی۔

ایمان وانصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اگر حضرت مجدد کے کلام میں بہ ظاہر سلف کی تحقیق کے خلاف کسی بات پر صاحبِ رسالہ کی نظر پڑی تھی اور اسے اپنی ناسمجھی پر محمول کرنے میں کبر و رعونت مانع تو کلام کی تاویل کرتا یا سہو پر محمول کرتا آخر مجتہدین سے بھی تو سہو وخطا کا صدور ہوا ہے یہ ساری باتیں عہد صحابہ و تابعین سے لیکر حضرت مجدد کے پیشواؤں اور اکابر تک کے ائمۂ دین پر گمراہ گری کا الزام لگانے اور ان مقتداؤں پر نسخ قرآن کی تجویز کی تہمت رکھنے سے تو بہت آسان تھیں۔

Marfat.com

اگر خصوص ذکر پیشوایان طریقہ
حضرت مجدد کنم دفتر ضخیم میگردد بنا بر
اختصار رسالہ بر یک سند کفایت میکنم۔

حضرت خواجہ محمد شریف حسینی
نقشبندی از اجلہ خلفائے حضرت خواجہ
عزیزان صدیقی در کتاب حجۃ الذاکرین
از رسالہ حضرت قطب الوقت قیوم
سبحانی جناب خواجہ محمد پارسا نقشبندی
کہ از اکابر علماء دین وفقہاء ومحدثین و
از اجلۂ خلفاء نامدار حضرت خواجہ
بہاؤالدین بودہ اند نقل آوردہ۔

قال رضی اللہ عنہ بدان ایدک اللہ
سبحانہ بتوفیقہ و یسر
علیک بفضلہ

اگر خاص حضرت مجدد کے
پیشوایانِ طریقت کا تذکرہ کروں تو
ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے اختصار
رسالہ کے پیشِ نظر صرف ایک سند پر
اکتفاء کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ بہاء الدین
نقشبندی علیہ الرحمہ کے جلیل القدر
اور نامور خلیفہ اور اکابر علماء دین و
فقہاء ومحدثین میں سے ایک، قطب
الوقت قیوم سبحانی حضرتِ خواجہ
محمد پارسا نقشبندی کے رسالہ سے۔
حضرت خواجہ عزیزان صدیقی کے
جلیل الشان خلیفہ حضرت خواجہ محمد
شریف حسینی نقشبندی نے اپنی کتاب
''حجۃ الذاکرین'' میں نقل فرمایا ہے۔

''قال رضی اللہ عنہ۔ اللہ
سبحانہٗ اپنی توفیق سے تمہاری مدد
فرمائے اور تمہارے لئے اپنے فضل
سے راہ سلوک آسان کرے تم جان
لو کہ عہد صحابہ وتابعین سے لیکر آج

Marfat.com

سلوک طریقہ کہ بدعت حسنہ کہ موافق اصول شریعت مطہرہ بود ومتضمن مصالح دینیہ باشد ومنافی و مزاحم سنتے نہ باشد و از مستحسنات علمائے دیں وکبراء اہل یقین روح اللہ ارواحہم بود درمیان امت کہ خیر الامم اند زادہا اللہ شرفا سلفا وخلفا بسیارست و اکثر من ان یحصی من عهد الصحابة والتابعين الى يومنا هذا الى آخره انتهى بكلماته الطيبة۔

ایں ست حال حوالہ حضرت مجدد وقس على ذلك حال اقوال صاحب مجالس الابرار و انظر بعين الانصاف ولاتكن من المستعسفين الاشرار۔

قولہ- دلیل دوم آنکہ عمل مولد از صاحب مولد علیہ الصلوٰۃ والسلام ماثور نہ شدہ لاقولا ولا فعلا وکفی بہذا منعا پس لامحالہ بدعت ست الیٰ آخرہ۔

اقول اولاً کہ مجرد عدم

تک اس امت خیر الامم۔ زادہ اللہ شرفاً سلفاً و خلفاً۔ کے درمیان وہ بدعات حسنہ ان گنت ہیں جو شریعت مطہرہ کے اصول کے موافق دینی مصلحتوں پر مشتمل، کسی بھی سنت کے نہ تو منافی نہ مزاحم اور علماء دین و کبرائے اہل یقین روح اللہ ارواحھم کے مستحسنات میں داخل ہیں انتھی کلماتہ الطیبہ۔

یہ ہے حضرت مجدد کے حوالہ کا حال- اسی پر صاحب مجالس الابرار کا قیاس کر لیجئے اور انصاف کی نظر سے دیکھئے، شریر اور بے راہ رومت بنئے۔

قولہ- دوسری دلیل یہ ہے کہ عمل میلاد صاحب میلاد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ قولاً منقول ہے نہ فعلاً اور منع کے لئے اتنا ہی کافی ہے پس وہ یقیناً بدعت ہے الخ

اقول- اولاً- حضور اکرم

ماثوریت از قول و فعل آنحضرت دلیل ممانعت شدن نمی تواند کہ قطع نظر ﷺ از تحقیقات محققین اہل سنت بچند وجوہ مخالف تقریرات پریشان صاحب رسالہ ہم ست۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے محض ماثور نہ ہونا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ محققین اہل سنت کی تحقیقات سے قطع نظر کرتے ہوئے کئی طرح سے خود صاحب رسالہ کی تقریر پریشاں کے بھی یہ خلاف ہے۔

باری مستحسنات صحابہ و تابعین و تبع تابعین کہ آنحضرات باوجود اطلاق بدعت و محدث بودن و اقرار عدم ماثوریت از آنحضرات استحسان فرمودہ اند کہ بحسب ظاہر نزد صاحب رسالہ ہم داخل ممنوعات و ضلالت نہ باشند حالانکہ بر تقدیر تمامیت ایں دلیل ہمیں استدلال بر ممانعت آں مستحسنات ہم جاری می توان نمود اولاً مجرد عدم ماثوریت از سنت برائے ممانعت کافی نخواہد بود۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے وہ مستحسنات جن پر انہوں نے بدعت و محدث کا اطلاق کرنے کے باوجود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ماثور نہ ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود استحسان کا حکم لگایا ہے باعتبار ظاہر صاحبِ رسالہ کے نزدیک بھی وہ مستحسنات ممنوعات و ضلالت میں داخل نہیں ہیں۔ حالانکہ اس دلیل کی تمامیت کی تقدیر پر یہی استدلال ان مستحسنات کی ممانعت پر بھی جاری کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ محض سنت سے عدمِ ماثوریت ممانعت کے لئے کافی نہیں۔

Marfat.com

وثانیاً اگر مرادش از اثبات ممانعت واطلاق بدعت ایں ست کہ استحباب اعادۂ شکر نعمت بانواع عبادت و اعتقاد فضل ایام ولادت از قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ اشارۃً ثابت است نہ صراحۃً وسندش نہ ظاہر ست نہ خفی نہ ملفوظ نہ مستنبط وادلہ عامہ شریعت شہادت آں نمی دہد پس اطلاق بدعت بدیں معنی بریں عمل قولی ست کہ بطلانش قطع نظر از تحقیق دیگر محققین خود از قول علامہ ابن حاج مستند صاحب رسالہ کہ ایشان را از اجلہ ائمہ امت ومحققین کتاب وسنت می شمارد ظاہر وباہر است کہ عبارتش بعد ازیں بنقل خواہد رسید پس ادعاء نفی ثبوت حجت از سنت مرتفع گردید۔

ثانیاً۔ اگر ممانعت کے اثبات اور بدعت کے اطلاق سے صاحب رسالہ کی مراد یہ ہے کہ طرح طرح کی عبادتوں کے ذریعہ اعادۂ شکر نعمت کا استحباب اور ایام ولادت کی فضیلت کا اعتقاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے نہ اشارۃً ثابت ہے نہ صراحۃً، اس کی سند نہ ظاہر ہے نہ خفی نہ ملفوظ نہ مستنبط اور شریعت کے عام دلائل اس کی شہادت نہیں دیتے تو اس معنی کی رو سے اس عمل پر بدعت کا اطلاق ایسا قول ہے جس کا بطلان دیگر محققین کی تحقیق سے قطع نظر خود علامہ ابن حاج کے قول سے ظاہر و باہر ہے جنھیں صاحب رسالہ خود اجلۂ ائمہ امت و محققین کتاب وسنت میں شمار کرتا ہے اور اپنا مستند سمجھتا ہے جن کی عبارت آئندہ وہ نقل کرے گا۔

Marfat.com

اگر گوئی کہ ہر گاہ آں تعریف بدعت بریں عمل صادق نیست پس بعض از ائمہ دین کہ باوجود استحسان آں اطلاق بدعت نمودہ اند محملش چیست۔

گویم از تعدد اصطلاحات و اختلاف عرف و مجازات مانع کیست

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال فی صلوٰۃ الضحیٰ انھا بدعۃ و نعمت البدعۃ الخ۔

قولہ دلیل سیوم این عمل از فعل اصحاب کبار و اہل بیت اطہار منقول نشدہ الخ۔

اقول اولاً ایں استدلال تمام نیست چہ اکابر ائمہ دین از فقہا و محدثین مستندین صاحب رسالہ در

اگر آپ کہیں کہ بدعت کی وہ تعریف، جب اس عمل پر صادق نہیں ہے پھر بعض ائمہ دین نے مستحسن سمجھنے کے باوجود اس عمل پر بدعت کا جو اطلاق کیا ہے اس کا محمل کیا ہے؟

جواب یہ ہے کہ تعدد اصطلاحات، عرف کے اختلافات اور مجازات سے کون سی شئی مانع ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے چاشت کی نماز کے بارے میں فرمایا کہ وہ بدعت ہے اور بڑی اچھی بدعت ہے الخ۔

قولہ۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ یہ عمل اصحاب کرام واہل بیت اطہار سے منقول نہیں ہے۔ الخ

اقول۔ اولاً۔ یہ استدلال مکمل نہیں ہے اس لئے کہ اکابر ائمہ دین اور ان فقہاء ومحدثین نے جو صاحب رسالہ کے نزدیک بھی مستند

Marfat.com

بسیاری از مسائل استحسان مستحسنات
تحقیق فرمودہ اند باوجودیکہ بہیئت
کذائیہ منقول از اصحاب کبار واہلبیت
اطہار نبودہ اند کہ خود آں ایمہ دین
بدان اقرار نمودہ اند از انجملہ است
استحباب ہیئت کذائیت رجعت قہقری
برائے تکریم کعبہ معظمہ در طواف وداع۔

علامہ شامی در حاشیہ در مختار در
بحث غلاف قبر گفتہ۔

اذا قصد به التعظيم
فی عيون العامة حتیٰ لا
يحتقروا صاحب القبر و
لجلب الادب و الخشوع
للغافلين الزائرين فهو جائز
لان الاعمال بالنيات و انكان
بدعة فهو كقولهم بعد

ہیں مسائل استحسان میں بہت
سارے مستحسنات کی تحقیق فرمائی ہے
باوجودیکہ وہ ہیئت کذائیہ کے ساتھ
صحابہؓ کرام و اہل بیت اطہار سے
منقول نہیں ہیں۔ جس کا اقرار خود اُن
ائمہؒ کرام نے کیا ہے۔ انہیں میں سے
ایک طواف وداع میں کعبہ معظّمہ کی
تعظیم و توقیر کے لئے رجعتِ قہقریٰ
یعنی کعبہ کی طرف رخ کئے پیٹھ کے
بل لوٹنے کی ہیئت کذائیہ ہے۔

حضرت علامہ شامی نے در
مختار کے حاشیہ میں غلاف قبر کی بحث
کے تحت فرمایا:

"جب مقصود نگاہ عوام میں صاحب
قبر کی عظمت کا اظہار ہوتا کہ انہیں
حقیر نہ سمجھیں اور غافل زائرین کے
لئے خشوع و ادب حاصل ہو تو وہ
جائز ہے اس لئے کہ اعمال کا مدار
نیتوں پر ہے اگرچہ بدعت سہی وہ
ایسے ہی جیسے فقہاء نے کہا ہے کہ بعد

Marfat.com

طواف الوداع یرجع قهقری حتی یخرج من المسجد اجلالاً للبیت حتی قال فی المنهاج انه لیس فیه سنة مروية ولا اثر محکی وقد فعله اصحابنا کذا فی کشف النور الخ۔

وتحقیق ایں مسئلہ بہ تفصیل تمام درشرح مناسک علی قاری باید دید وہمچناں دیگر بسیاری از امور راہم کہ بعد صحابہ کرام وغیرہم معتاد شدہ اند و مزاحمت بحدود شارع ندارند علماء دین از مستحسنات می شمارند تا آنکہ صاحب عین العلم علی الاطلاق گفتہ۔

والاسرار بالمساعدة فیما لم ینه عنه وصار معتاداً بعد عصرهم حسن و انکان بدعة الخ۔

طواف وداع بیت اللہ کی تعظیم کی خاطر مسجد سے نکلتے تک الٹے پاؤں چلے۔ یہاں تک کہ منہاج السالکین میں کہا ہے کہ اس سلسلہ میں نہ تو کوئی سنت مروی ہے نہ ہی کوئی اثر منقول حالانکہ ہمارے اصحاب کا عمل اس پر رہا ہے۔ کشف النور میں ایسا ہی مذکور ہے الخ۔"

اس مسئلہ کی پوری تفصیل کے ساتھ تحقیق، ملا علی قاری کی شرح مناسک میں دیکھی جاسکتی ہے اور اسی طرح بہت سے امور جو صحابۂ کرام کے بعد رائج ہوئے ہیں اور حدود شارع سے مزاحم نہیں، انہیں علماء دین نے مستحسنات میں شمار کیا ہے یہاں تک کہ صاحب عین العلم نے علی الاطلاق ارشاد فرمایا ہے۔

ایسے غیر منہی عنہ امر میں موافقت کر کے لوگوں کو خوش کرنا، جو عہد صحابہ کے بعد رائج ہوا ہو۔ مستحسن ہے۔ اگرچہ بدعت ہے۔

Marfat.com

حالا باید دریافت کہ مغالطہ صاحب رسالہ در ینجا ہم جاری می تواں ساخت کہ ایں عمل بطریق صحیح مرفوع متصل از آنحضرت ﷺ ثابت نشدہ بلکہ از عموم اصحاب واہلبیت ہم درصحاح بسند معتمد صحیح مروی نگردیدہ با آنکہ آنحضرت ﷺ و جملہ اصحاب کبار واہلبیت اطہار درغلبہ تکریم شعائر اللہ و تعظیم بیت اللہ اقدم تمام امت اند وایں از چند حال خالی نیست یا کعبہ در ایام سعادت فرجام ایشان نبود یا تکریم بہیئت خاصہ کذائیہ را از دین نشمردند یا از مثوبت و اجرایں عمل نادان بودند الی آخر المغالطہ۔

اب دریافت کرنا چاہئے کہ صاحب رسالہ کا مغالطہ اس جگہ بھی جاری ہو سکتا ہے کہ یہ عمل بہ طریق صحیح، مرفوع اور متصل حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ عام صحابہ واہل بیت سے صحاح میں صحیح اور معتمد سند کے ساتھ مروی نہیں ہے۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم و جملہ صحابۂ کرام و اہل بیت اطہار شعائر اللہ کی تعظیم وتوقیر میں تمام امت سے آگے ہیں اور یہ چند حال سے خالی نہیں یا تو کعبہ ان حضرات کے مبارک زمانہ میں نہ تھا یا اس کی تعظیم ہیئت مخصوصہ کے ساتھ کرنے کو وہ دین نہیں سمجھتے تھے یا اس کے اجر وثواب سے ناواقف تھے۔ سارے شقوق کے بطلان کے بعد یہی صورت بچی کہ وہ حضرات تعظیم کعبہ کے اس طریقہ کو مکروہ سمجھتے تھے۔

Marfat.com

بالجملہ ہمیں مغالطہ در جملہ
مستحسنات فقہاء حنفیہ و دیگر ائمہ دین
جاری می تواں کرد۔

اگر گوئی احتمال دارد کہ صاحب
رسالہ برطبق مذہب اسماعیلی ہمہ آں
ایمہ دین راازضالین ومبتدعین بلکہ از
مشرکین می پندارد۔

گویم برین تقدیر دریں رسالہ
برائے اثبات دعاوی خود چرا از وشان
سندمی آرد۔

وثانیاً میگویم کہ مجرد عدم نقل
چیزے دیگر است ونقل ترک وعدم
فعل چیزے دیگر مغالطہ صاحب
رسالہ اگر جاری تواند شد در ثانی ست
نہ دراول۔

صاحب فتح القدیر در بحث تسمیہ وضو
بعد از آنکہ عدم نقل آں در حدیث
حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ ذکر

حاصل گفتگو یہ ہے کہ
مذکورہ مغالطہ فقہاء حنفیہ و دیگر ائمۂ
دین کے اکثر مستحسنات میں جاری
ہو جائے گا۔

اگر کوئی بولے کہ صاحب
رسالہ فرقۂ اسماعیلیہ وہابیہ کے
مطابق اُن تمام ائمۂ دین کو گمراہ
بدعتی بلکہ مشرک سمجھتا ہے۔ تو جواباً
عرض کروں گا کہ اس تقدیر پر اس
رسالہ میں اپنے دعووں کے اثبات
کی خاطر ان کو سند کیوں بناتا ہے؟

ثانیاً۔ عرض ہے کہ محض
فعل کا منقول نہ ہونا اور چیز ہے اور
فعل کے ترک وعدم کی نقل دوسری
چیز صاب رسالہ کا مغالطہ اگر جاری
بھی ہو سکتا ہے تو دوسرے میں نہ کہ
اول میں۔

صاحب فتح القدیر نے،
تسمیۂ وضو کی بحث میں حضرت عثمان
غنی و حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہما کی

Marfat.com

نمودہ در جوابات آں فرمودہ و بالجملہ عدم النقل لا ینفی الوجود الخ۔

پس قولِ او یا ماہ ربیع الاول درایام شان نبود یا ذکر ولادت و حماید نبوی را بہ تخصیص یوم و ماہ بہیت کذائیہ از دین نشمر وند الخ بر تقدیری صادق می آید کہ صاحب رسالہ ایں امر ثابت می نمود کہ آنحضرات باذن شارع صرف در دیگر ایام و ماہ ہا ذکر حمائد نبوی میکردند و در ماہ وایام ولادت بجہت عدم اجازت شارع ترک می نمودند پس در یں صورت گنجایش ذکر ایں امر بود کہ

حدیث میں اس کے عدم نقل کا ذکر کرنے کے بعد اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

الحاصل عدم نقل وجود کی نفی نہیں کرتا۔

پس اس کا یہ قول کہ ’’یا تو ربیع الاول ان کے زمانہ میں نہ تھا یا ذکر ولادت اور نبی کی مدح وستائش کو مہینہ اور دن کی تخصیص اور مخصوص ہیئت کے ساتھ دین سے شمار نہیں کرتے تھے الیٰ آخرہٖ۔ اس تقدیر پر صادق آتا جب صاحب رسالہ یہ ثابت کر دیتا کہ وہ حضرات شارع علیہ السلام کی اجازت سے دوسرے دنوں اور مہینوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کرتے تھے اور ولادت کے ایام اور ماہ میں شارع علیہ السلام کی اجازت نہ ہونے کے سبب ترک کر دیتے تھے تب اس ذکر کی گنجائش ہے کہ ان حضرات کے ترک کا باعث اُن تین

Marfat.com

ترک آنحضرات خالی ازیں سہ شق نبود الخ۔ چنانکہ بعض علماء در بعض مسائل صلوۃ گفتہ اند و چوں صاحب رسالہ ایں امر ثابت نہ نمودہ بلکہ ائمہ دین فضائلِ مجالس اذکار باحادیث صحیحہ و اشتغال صحابہ اخیار بذکر حضرت سید ابرار در ہمہ ازمان وادوار بآثار صریحہ ثابت می نمایند پس کجا گنجایش ایں وہم ست کہ آنحضرات دریں ایام بجہت عدم اجازت ترک نمودہ اند۔

اما قولہٗ ہیئت کذائیہ متعارفہ ایں دریار پس ایں قول ہم دلیل ممانعت نمی تواند شد چہ ہرگاہ فضیلت اجتماع برائے مجالس اذکار شریفہ و زیادت فضل عبادات در ازمنہ متبرکہ لطیفہ و شرف ایام ولادت باسعادت جناب رسالت مآب واستحباب اعادۂ شکر نعمت

شقوق سے خالی نہیں ہے جیسا کہ بعض علماء نے بعض مسائل نماز میں کہا ہے اور جب صاحبِ رسالہ اس امر کو ثابت نہ کر سکا بلکہ ائمہ دین نے احادیث صحیحہ سے مجالسِ ذکر کی فضیلت اور آثار صریحہ سے ہر دور اور ہر عہد میں سید ابرار ﷺ کے تذکرہ میں صحابۂ کرام کی مصروفیت ثابت فرمائی ہے۔ پھر اس کی گنجائش کہاں رہی کہ وہ حضرات عدم اجازت کے سبب ان ایام میں ذکرِ فضائل رسول کو ترک کر دیتے تھے؟

رہ گئی اس دیار میں متعارف ہیئت کذائی والی بات تو یہ بھی ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس لئے کہ جب اذکار کی مجالس کے لئے اکٹھا ہونے کی فضیلت اور لطف و برکت کے ایام میں فضیلت عبادت کی زیادتی، اور حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے ایام کا شرف اور رب ذوالجلال کی نعمت

Marfat.com

رب الارباب از مضامین احادیث سید المرسلین حسب تصریح ائمہ دین و مستند ین صاحب رسالہ ثابت ست پس برہیئت کذائیہ یکجا نمودن چند احسانات مشروعہ کہ شارع حکم آنہارا مقید بقیدی و مخصوص بہیئتی و مشروط بشرطی نفرمودہ باشد ہمچو اعتراضات کردن ولب بہ تھلیل اکابر دین کشودن اطلاق احکام مطلقات شارع را نسخ نمودن ست۔

واز ہمیں جا حال فساد دلیل چہارم ہم ظاہر گردید کہ حسب تحقیق محققین از علمائے حنفیہ وغیرہم برائے استحسان افراد مقیدہ مندرجہ تحت مستحسنات عامہ شریعت کہ شارع حکم آں علی الاطلاق فرمودہ باشد و مقید بعدم آں قیود مخصوصہ زائدہ نہ نمودہ باشد تنصیص بر تخصیص از مجتہدین سابقین ضروری نیست چنانکہ مستندین صاحب رسالہ تصریح آں نمودہ اند

مثلا در درمختار در بیان استحباب صلوٰۃ برائے عموم امراض نوشتہ:

کے شکر کے اعادہ کا استحباب ائمۂ دین و صاحب رسالہ کے مستندین کی تصریحات کے مطابق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مضامین احادیث سے ثابت ہے اس لئے چند ایسی مشروع نیکیوں کے اکٹھا کرنے کی ہیئتِ کذائی پر جن کے حکم کو شارع نے کسی قید سے مقید یا کسی ہیئت سے خاص یا کسی شرط سے مشروط نہیں کیا ہے اس طرح کا اعتراض کرنا اور اکابر دین کو گمراہ قرار دینے میں لب کھولنا شارع کے مطلق احکام کے اطلاق کو منسوخ کرنا ہے۔

اور یہیں سے چوتھی دلیل کے فساد کی حالت بھی ظاہر ہوگئی اس لئے کہ محققین علماء احناف وغیرہم کی تحقیق کے مطابق اُن افرادِ مقیدہ کے استحسان کے لئے سابق مجتہدین کی طرف سے تخصیص پر تنصیص ضروری نہیں جو افراد شریعت کے ان عام مستحسنات کے ضمن میں مندرج ہوں جن کا حکم شارع نے علی الاطلاق دیا ہے اور کچھ مخصوص زائد قیود کے عدم سے مقید نہیں کیا ہے۔

مثلاً در مختار میں ، عام امراض کیلئے نماز کے استحباب کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

Marfat.com

و منه الدعاء برفع الطاعون و

قول ابن حجر بدعة ای حسنة

وکل طاعون و باء ولا عکس الخ۔

علامہ شامی در حاشیہ نوشتہ قوله

حسنة کذا فی النهر قلت

والبدعة تعتبر بها الاحکام

الخمسة کما اوضحناه فی

باب الامامة الخ ودرذیل قوله

کل طاعون و باء نوشتہ و هذا

بیان لدخول الطاعون فی

عموم الامراض المنصوص

علیه عندنا و ان لم ینصوا

علی الطاعون بخصوصه الخ۔

مقام استعجاب ست کہ اسماعیلیہ

برائے اثبات تضلیل ائمہ دین از

اور اسی قبیل سے طاعون دور کرنے کی دعاء ہے اور ابن حجر کا فرمان کہ وہ بدعت ہے یعنی بدعتِ حسنہ ہے اور ہر طاعون وباء ہے جبکہ ہر وباء طاعون نہیں۔

علامہ شامی نے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔

ابن حجر کا قول حسنہ ہے'' نہر میں ایسا ہی ہے میں کہوں گا کہ بدعت کا اعتبار احکام خمسہ میں ہوتا ہے جیسا کہ باب الامامت میں ہم نے اس کی وضاحت کی ہے۔

''کل طاعون وباء'' کے ضمن میں لکھا ہے کہ۔

''یہ بیان ہے ہمارے نزدیک منصوص عام امراض میں طاعون کے دخول کا اگرچہ خاص طاعون پر ان کا نص نہیں ہے۔الخ''

مقام حیرت ہے کہ ائمہ دین میں سے جو حضرات مجلس

Marfat.com

مجوزین عمل مجلس شریف و تحریم وممانعت محفل منیف گاہی عدمِ ذکر استحسان آں بخصوصہ در کتاب وسنت پیش می آرند وگاہی عدم نقل از اصحاب و مجتہدین دلیل گمراہی مجوزین می شمارند اماایں قدر نمی فہمند کہ آخر حکم تحریم و ممانعت امرے وتفسیق و تضلیل مجوزین آں ہم از احکام شرعیہ است پس برائے آں دلیل خاص از کتاب و سنت ونقل صریح از اصحاب ومجتہدین امت چرا ضرور نیست۔

اگر بعموم و اطلاق ذم بدعت آویزند پس باوجود نافہمی مطلبش عموم کتاب وسنت

مولود شریف کے عمل کو جائز قرار دینے والے ہیں ان کی گمراہی ثابت کرنے کے لئے اور عمل میلاد کو کا حرام وممنوع قرار دینے کی خاطر اسماعیلی لوگ کبھی تو خصوصی طور پر اس استحسان کا کتاب وسنت میں مذکور نہ ہونا بیان کرتے ہیں اور کبھی صحابۂ کرام و مجتہدین عظام سے منقول نہ ہونا مجوزین کی گمراہی کی دلیل بتاتے ہیں مگر اتنا نہیں سمجھتے کہ آخر کسی امر کو ممنوع وحرام قرار دینا، اور اسے جائز سمجھنے والوں کو فاسق و گمراہ قرار دینا بھی تو احکام شریعت ہیں۔ پھر ان کیلئے کتاب وسنت سے خاص دلیل اور صحابہ و مجتہدین امت سے نقل صریح کیوں ضروری نہیں ہے؟

اور اگر اسے مذمتِ بدعت کے اطلاق وعموم سے جوڑیں تو اس کے باوجود کہ انہوں نے اس کا مطلب نہیں سمجھا، کتاب وسنت کا وہ

Marfat.com

در خوبی تکریم آنحضرت و اطلاق حسن مجالس اذکار و توقیر حضرت سید ابرار چرا برائے مجوزین ایں عمل کہ ہیچگونہ مزاحم شریعت نیست دلیل استحسان آں نخواہد گردید و اگر خود را مجتہد قرار دادہ و باوجود عدم نقل از مجتہدین سابقین در تحریم ایں عمل قیاس مع الفارق بر مسائل صلوٰۃ وغیرہ نمودہ آبروئے اجتہاد ریزند پس استحسان محققین حنفیہ و شافعیہ وغیرہم را از فقہاء و محدثین و علماء معتمدین کہ اگرچہ بمنصب اجتہاد استقلالی نرسیدہ اما در اصول و فروع مذاہب خود ہا

عموم عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں کے لئے دلیلِ استحسان کیوں نہیں بن سکتا جو آنحضرت ﷺ کی تکریم کی خوبی اور ان کی توقیر اور تذکرہ کی مجلسوں کے حسن کے بارے میں وارد ہے جبکہ یہ عمل کسی بھی طرح شریعت سے متصادم نہیں ہے۔

اور اگر خود کو مجتہد قرار دے کر مجتہدین سابقین سے عدم نقل کے باوجود عمل مولد کو حرام قرار دینے کے لئے نماز وغیرہ کے مسائل پر قیاس مع الفارق کر کے اجتہاد کی آبرو ریزی کرے۔ پھر حنفی شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے ان قابلِ اعتماد محققین، علماء و فقہاء اور محدثین کے استحسان کو اس عمل کے جواز کی دلیل کیوں نہیں سمجھنا چاہئے جو اگرچہ بطور استقلال منصب اجتہاد پر فائز نہیں ہیں تاہم انہوں نے اپنے اپنے

کماینبغی تحقیق وتدقیق نموده اند و در کمالات علمیه وعملیه وتحقیقات دینیه ایں جہلاء را با وشان نسبت یکے از ہزار ہم نیست ودر دعاوی خود باوشان استناد ہم میکنند چرا دلیل جواز ایں عمل نباید فہمید۔

واگر کسی باز بر سر سخن نرسد وسر کلام نفہمید واز نافہمی خود استحسان مستحسنات خاصہ و ہیئت کذائیہ واثبات آں از اصول عامہ مطلقہ شرعیہ را موقوف بر منصب اجتہاد مستقل دارد تا گوش فرا آرد کہ علماء کاملین از عہد تلامذۂ مجتہدین تا شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ علماء لاحقین کہ باستحسان مستحسنات مخصوصہ تصریح فرمودہ اند وآنہارا از اصول عامہ مطلقہ شریعت ثابت نمودہ اند

مذاہب کے اصول وفروع میں شایان شان تحقیق وتدقیق کی ہے جن کے ایک فرد کے علمی وعملی کمالات اور دینی تحقیقات کا مقابلہ ان جہلاء کے ایک ہزار افراد نہیں کر سکتے اور اپنے دعووں کے اثبات میں ان سے استناد بھی کرتے ہیں۔

اور اگر اب بھی بات کی تہہ تک کسی کی رسائی نہ ہوئی ہو اور کلام کے اسرار و رموز سے نا آشنا ہو اور اپنی ناسمجھی سے خاص مستحسنات اور ہیئت کذائی کے استحسان کو اور شریعت کے عام مطلق اصول سے ان کے اثبات کو اجتہاد مستقل کے منصب پر موقوف رکھتا ہو تو اسے سن لینا چاہیے کہ تلامذۂ مجتہدین کے عہد میں موجود علماء کاملین سے لیکر شاہ عبد العزیز صاحب وغیرہ علماء لاحقین تک نے مخصوص مستحسنات کی تصریح فرمائی ہے اور انہیں شریعت کے عام

Marfat.com

این امر را موقوف بر منصب اجتہاد
استقلالی نداشتہ اند و این استحسان را
اجتہاد نانگاشتہ اند۔

مولوی خرم علی در شفاء العلیل
ترجمہ قول جمیل جائیکہ شاہ ولی اللہ دہلوی
اوراد و اشغال و اعمال سلاسل خود نوشتہ
اند و از مشائخ چشتیہ انداختن آستین در گلو
وقت دعاء آوردہ انداز شاہ عبد العزیز
صاحب در ترجمہ مذکورہ آوردہ۔

مولانا نے فرمایا کہ بعض ناواقفوں
نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں
ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ
میں یہ ثابت نہیں ہم جواب دیتے ہیں
کہ قلب ردا یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز
استقا میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل

مطلق اصول سے ثابت کیا ہے اور
اس امر کو اجتہاد مستقل کے منصب پر
موقوف نہیں رکھا ہے۔

مولوی خرم علی نے "قول
جمیل" کے ترجمہ "شفاء العلیل"
میں اس جگہ جہاں شاہ ولی اللہ دہلوی
نے اپنے سلاسل کے اوراد، اشغال
اور اعمال تحریر کرتے ہوئے مشائخ
چشتیہ کا دعاء کے وقت آستین کو
گردن میں ڈالنے کا ذکر کیا ہے
وہیں شاہ عبد العزیز صاحب سے
نقل کیا ہے۔

"مولانا نے فرمایا کہ بعض
ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین
گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا
حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت
نہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب
رداء یعنی چادر کا الٹنا پلٹنا نماز
استسقاء میں رسول علیہ السلام سے
ثابت ہے تا حال عالم کا بدل

Marfat.com

جاوے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کی واسطے یعنی تضرّع کے لئے یا واسطے گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکرنا جائز ہوگا الی آخرہٖ۔

بالجملہ کسے کہ کتب دینیہ سابقین ولاحقین دیدہ است خواہد فہمید کہ استحسان اموریکہ مندرج در مندوبات شریعت اندو بکتاب وسنت مزاحمت ندارند موقوف بر حصول اجتہاد نیست تحقیق و تدقیق اصول و فروع و ملکہ علوم دینیہ کفایت میکند کہ مجوزین ایں عمل را بخوبی تمام حاصل بودہ است و باوجود اینہمہ ع۔

مدعی گر نکند فہم سخن گو سر وخشت

قولہٗ۔ دلیل پنجم آنکہ

جاوے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے لئے یا واسطے گردش حال کے حصولِ مقصود سے کیونکرنا جائز ہوگا الخ“

حاصل گفتگو یہ ہے کہ جس نے بھی علماء سابقین ولاحقین کی کتابوں کو دیکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ان امور کا استحسان، جو مندوباتِ شریعت کے تحت مندرج ہیں اور کتاب وسنت سے مزاحم نہیں ہیں اجتہاد کے حصول پر موقوف نہیں بلکہ اصول وفروع کی تحقیق و تدقیق اور علوم دینیہ میں مہارتِ تامہ اس کیلئے کافی ہے۔ اور یہ صلاحیت و قابلیت عملِ میلاد کو جائز قرار دینے والوں کو بدرجۂ اتم حاصل ہے۔ ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے بھی مدعی بات نہ سمجھے تو کہو سر پھوڑے۔

قولہٗ۔ پانچویں دلیل یہ ہیکہ

Marfat.com

عدم نقل قول و فعل خیر البشر و صحابہ عالی
قدر یکے از دلائل و براہین مذہب امام
ابو حنیفہ است چنانکہ در کتب معتبرہ
فقہیہ ہمچو ہدایہ و بحر رائق و مستملی شرح
منیۃ المصلی وغیر ہا جابجا عدم نقل را
حجت گرفتہ اندالی آخرہ۔

اقول - اگر مجرد عدم نقل مذکور
علی الاطلاق از دلائل و براہین مذہب
امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ می بود نحو یکہ جمیع
افراد مستحسنات علماء دین راہم باوجود عدم
مزاحمت شریعت منع می نمود لاجرم
جماعت محققین از حنفیہ حکم باستحسان
مستحسنات مخصوصہ بقصد خیر باوجود
عدم نقل مذکور نمی فرمود۔

قطع نظر از اقوال دیگر محققین
صاحب رسالہ کہ بذکر ہدایہ و بحر و مستملی

حضور ﷺ وصحابہ کرام کے قول و
فعل سے منقول نہ ہونا مذہب امام
اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے دلائل و
براہین میں سے ایک ہے جیسا کہ
کتبِ معتبرہ فقہیہ ہدایہ، بحرالرائق،
مستملی شرح منیۃ المصلی وغیرہ میں
جابجا عدم نقل کو دلیل بنایا گیا ہے۔

اقول - اگر محض مذکورہ عدم
نقل، مطلقاً مذہب امام اعظم
ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے دلائل و
براہین سے اس طور پر ہوتا کہ
مستحسنات علماء دین کے سارے
افراد شریعت سے مزاحم نہ ہونے
کے باوجود ممنوع ہوتے تو مذکورہ
عدم نقل کے باوجود محققین احناف بہ
نیتِ خیر مخصوص مستحسنات کے
استحسان کا حکم نہ لگاتے۔

صاحب رسالہ کے دیگر محققین
کے فرمودات سے قطع نظر کرتے
ہوئے انہیں اصحاب ہدایہ و بحر مستملی
کی تحقیقات پر انصاف کی نظر ڈالنی

Marfat.com

پرداخت بنظر انصاف سوی تحقیقات ہمیں صاحب ہدایہ و صاحب بحر و صاحب مستملے نظر باید انداخت۔

از انجملہ آنکہ صاحب ہدایہ در بحث تلفظ نیت فرمودہ ویحسن ذلک لا جتماع العزیمة الیٰ آخرہ۔

وصاحب بحر رائق در ہمیں مسئلہ بعد از انکہ از منیہ مستحب بودن آں بر مذہب مختار و از مجتبیٰ تصحیح استحباب آں واز کافی و تبیین مستحسن بودنش بقصد جمع عزیمت واز اختیار و محیط و بدائع سنت بودنش واز قنیہ و فتح بدعت بودن آں بطور اختلاف نقل نمودہ میفرماید۔

فتحرر من ھذا انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزیمة وقد استفاض ظهور العمل بذلك فی كثیر من الاعصار فی عامة الامصار فلعل القایل بالسنیة ارادبها الطریقة

چاہئے جن کی تصنیفات کا تذکرہ خود صاحب رسالہ نے کیا ہے۔

صاحب ہدایہ نیت کے تلفظ کی بحث میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"ارادہ کو مجتمع کرنے کے لئے نیت کا تلفظ مستحسن ہے۔"

صاحب بحر الرائق نے اسی مسئلہ میں' منیہ سے مذہب مختار پر اس کے استحباب، مجتبیٰ سے اس کے استحباب کی تصحیح، کافی اور تبیین سے عزیمت کو مجتمع کرنے کی خاطر اس کا استحسان، اختیار محیط اور بدائع سے اس کی سنیت اور قنیہ و فتح سے اس کا بدعت ہونا بطور اختلاف نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے۔

اس سے ظاہر ہوگیا کہ عزیمت کو مجتمع کرنا مقصود ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے ایک طویل زمانے سے عام آبادیوں میں، اس پر عمل درآمد ہوتا چلا آرہا ہے اور جو اس کی سنیت

Marfat.com

الحسنة لا طريقة النبی صلی الله عليه وسلم الخ۔

و در غنیۃ المستملی بعد از انکہ از ابن ہمام لفظ بدعت آوردہ بطور استدراک فرمودہ لکن عدم النقل وکونہ بدعة لا ینافی کونہ حسنا الخ۔

قولہ۔ صلوٰۃ رغائب و جماعت نوافل کہ آنرا در ماورایے موارد ماثورہ ومنقولہ باوجود نظیر آں در اصل شرع ومواقع مخصہ صرف بنا بر عدم نقل ازاں سرور مکروہ داشتہ اند الخ۔

اقول۔ اولاً بطور صاحب رسالہ تواں گفت کہ عدم نقل ازاں سرور مستلزم ممانعت وکراہت نیست چنانچہ

کا قائل ہے تو شاید اس کی مراد سنت سے مستحسن طریقہ ہے نہ کہ حضور ﷺ کی سنت الخ۔

غنیۃ المستملی میں ابن ہمام سے لفظ بدعت نقل کرنے کے بعد بطور استدراک فرمایا۔

"غیر منقول ہونا اور بدعت ہونا اس کے حسن ہونے کے منافی نہیں الخ"

قولہ۔ صلوٰۃ رغائب وجماعت نوافل منقول مواقع کے ماسوا میں صرف اس بناء پر مکروہ قرار دی گئی ہے کہ وہ اس سرور سے منقول نہیں ہے باوجود اس کے کہ اس کی نظیر شریعت کی اصل میں خاص مواقع پر موجود ہے۔

اقول۔ اولاً صاحب رسالہ کی طرز پر کہا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ سے منقول نہ ہونا ممانعت و کراہت کو مستلزم نہیں جیسا کہ

Marfat.com

درہمیں مستندات صاحب رسالہ از بحر رائق ودر مختار وطحطاوی وطوالع الانوار و کافی وچلپی و مستملی وغیرہا بسیاری از امور را باوجود عدم نقل از اں سرور صلی اللہ علیہ وسلم جائز و مستحسن نگاشتہ اند و آں امور غیر ماثورہ ومنقولہ را در مواقع مشخصہ بنابر عدم نقل از اں سرور مکروہ نہ پنداشتہ اند۔

دربحر رائق گفتہ:

و فی التجنیس ذکر الخلفاء الراشدین مستحسن بذلك جری التوارث و بذکر العمین

دردر مختار گفتہ یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین۔

ونیز دردر مختار گفتہ التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة ۷۸۱ھ فی عشاء لیلة الاثنین

صاحب رسالہ کے انہیں مستندات یعنی بحر الرائق ، در مختار ، طحطاوی ، طوالع الانوار کافی ، چلپی ، مستملی وغیرہ میں بہت سارے امور کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہونے کے باوجود جائز و مستحسن لکھا گیا ہے اور ان غیر منقول امور کو خاص موقعوں میں سرکار سے منقول نہ ہونے کی بنیاد پر مکروہ نہیں سمجھا گیا۔

بحر رائق میں ہے:

"اور تجنیس میں ہے (خطبہ میں) ذکر خلفاء راشدین اور ذکر عمینِ کریمین مستحسن ہے اسی پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔

در مختار میں ہے:

"(خطبہ میں) خلفاء راشدین اور عمینِ کریمین کا تذکرہ مستحب ہے۔"

در مختار ہی میں ہے:

"اذان کے بعد سلام ربیع الآخر سنہ ۷۸۱ھ میں شب دوشنبہ سے

Marfat.com

ثم فی الجمعة وهی بدعة حسنة و ایضا فی الدر المختار قرأة الفاتحة بعد الصلوٰة جهر اللمهمات بدعة قال استاذ نا لکنها مستحسنة للعادة والآثار و ایضاً فی الدر المختار فی مسئلة المصافحة بعد العصر و قولهم انه بدعة ای حسنة مباحة کما افاده النووی فی اذکارہٖ وغیره فی غیره الی آخره۔

عشاء میں اور اس کے بعد پھر جمعہ میں شروع ہوا۔ یہ بدعت تو ہے لیکن بدعتِ حسنہ ہے ۔نیز درمختار میں ہے ۔ اہم معاملات میں نماز کے بعد سورۂ فاتحہ کی جہراً قرأت بدعت ہے ہمارے استاذ نے فرمایا لیکن عادت وآثار کی بناء پر مستحسن ہے نیز درمختار کے اندر بعد عصر مصافحہ اور فقہاء کا اسے بدعت کہنے کے مسئلہ میں ہے کہ وہ بدعت حسنہ یعنی مباح ہے امام نووی نے اپنے اذکار میں اور غیروں نے دوسری کتابوں میں یونہی افادہ فرمایا ہے۔الخ

وهم در درمختار گفته والتلفظ عند الارادة بها مستحب وهو المختار وقیل سنة راتبة یعنی حبة او سنة علماء نا اذلم ینقل عن المصطفی والصحابة والتابعین

درمختار میں ہی ہے:

"بوقتِ نیت اس کا تلفظ مستحب ہے یہی مذہب مختار ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ سنتِ راتبہ یعنی پسندیدہ سنت یا ہمارے علماء کا طریقہ ہے کیونکہ مصطفیٰ جان رحمت، صحابۂ کرام یا تابعین سے منقول نہیں

Marfat.com

بل قیل بدعة الخ۔

طحطاوی بعد بدعة نوشتہ لکنها حسنة علی المعتمد لا سیئة الخ۔

ونیز در درمختار نوشتہ وجار تحلیة المصحف لما فیه من تعظیمہ الیٰ آخرہ ایضاً فیه و علیٰ هذا لا بأس بکتابة اسامی السور و عدا لای و العلامات فهی بدعة حسنة الیٰ اٰخرہٖ۔

نیز در درمختار گفتہ ولا باس به عقب العید لان المسلمین توار ثوه فوجب اتباعهم و علیه البلخیون ولا یمنع العامة من التکبیر فی الاسواق فی الایام العشر و به ناخذ بحر و مجتبیٰ وغیره الخ۔

بلکہ اسے بدعت بھی کہا گیا ہے۔

طحطاوی میں بدعت کے بعد لکھا ہے:

''لیکن وہ مذہب معتمد میں بدعتِ حسنہ ہے سیئہ نہیں الخ''

نیز درمختار میں لکھا ہے:

''مصحف شریف کی تزئین بوجہہ تعظیم جائز ہے اور بناء بریں سورتوں کے نام، آیتوں کا شمار لکھنے اور وقف کی علامتیں لگانے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ سب بدعت حسنہ ہیں۔''

نیز درمختار میں کہا ہے:

''بعد عید تکبیر میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد ہے اوران کی اتباع ضروری ہے بلخی حضرات کا یہی مذہب ہے۔ اور عوام کو (ذوالحجہ) کے عشرۂ اولیٰ میں بازاروں میں تکبیر سے نہیں روکا جائے گا۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ بحر مجتبیٰ وغیرہ'' الیٰ آخرہٖ۔

Marfat.com

طحطاوی در فصل جمعہ آوردہ

سئل العلامہ محمد البرھمتوشی عن حکم الترقیۃ فقال انھا بدعۃ حسنۃ استحسنھا المسلمون وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن الخ۔

بالجملہ از کتب مذکورہ و دیگر کتب معتمدہ مشہورہ اگر شواہد ایں امر نقل نمایم دفترے ضخیم میگردد پس علی الاطلاق بحوالہ ایں کتب ادعاء نمودن کہ بمذہب امام اعظم عدم نقل ازاں سرور موجب ممانعت ست و براں بنا تضلیل علماء دین کہ استحسان ایں عمل فرمودہ اند نمودن سفاہت ست۔

علامہ طحطاوی فضیلت جمعہ میں نقل کرتے ہیں:

علامہ برہمتوشی سے جھاڑ پھونک کا حکم پوچھا گیا تو جواب دیا کہ وہ بدعت حسنہ ہے مسلمانوں نے اسے مستحسن سمجھا ہے اور سرکار کا فرمان ہے کہ مسلمان جسے اچھا سمجھ لیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ الخ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مذکورہ کتب اور دیگر کتب معتمدہ سے اگر اس امر کے شواہد پیش کئے جائیں تو ضخیم دفتر تیار ہو جائے گا۔ لہٰذا ان کتابوں کے حوالے سے علی الاطلاق یہ دعویٰ کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ ہونا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے مذہب پر ممانعت کا موجب ہے اور اس بنیاد پر ان علماء دین کی تضلیل کرنا جو عملِ میلاد کے استحسان کے قائل ہیں حماقت ہے۔

Marfat.com

و ثانیاً صلوٰۃ رغایب وہمچناں صلوٰۃ
نصف شعبان راہم بسیارے از محققین
دین مستندین صاحب رسالہ وامثالش
جائز بلا کراہت داشتہ اند پس باستشہاد
مکروہ نداشتن صاحب غنیۃ المستملی
وغیرہ آنرا علی الاطلاق بمذہب امام
ابوحنیفہ نسبت نمودن درست نیست۔

در عین العلم گفتہ وکل ماورد
فیہ فضیلۃ کصلوٰۃ الرغائب
ولیل النصف من شعبان
وکانو یواظبون علیھا الخ۔

وہمچناں ست در کنزل العباد وغیرہ
کتب فقہ مستندات ایں طائفہ۔

وملا علی قاری در شرح اربعین بعد
نقل قول علامہ ابن حجر نوشتہ

ثانیاً صلوٰۃ رغائب اور اسی
طرح صلوٰۃ نصف شعبان کو بہت
سارے محققان دین وصاحب رسالہ
کے مستندین اوران جیسے حضرات نے
بلا کراہت جائز قرار دیا ہے۔ اس
لئے صاحب غنیۃ المستملی وغیرہ کے
مکروہ خیال کرنے کو دلیل بنا کر
علی الاطلاق اس کی نسبت مذہب
امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا
درست نہیں ہے۔

عین العلم میں ہے:
”یونہی ہر وہ نماز جس میں
فضیلت وارد ہے جیسے نماز رغائب اور
شب نصف شعبان کی نماز اور لوگوں
کی اس پر مداومت رہی ہے الخ“

ایسا ہی کنز العباد وغیرہ کتب فقہیہ
میں ہے جو اس جماعت کے مستندات ہیں۔

اور ملا علی قاری نے شرح
اربعین میں علامہ ابن حجر مکی کا قول
نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

Marfat.com

’’وفیہ ان الصلوٰۃ خیر موضوع و احیاء کل لیلۃ بالعبادۃ مشروع و اذالم یصح حدیثھما لم یلزم عدم فعلھما نعم لا یعتقد سنیتھا مع انہ جاء فی لیلۃ شعبان قوموا لیلھا وصوموا یومھا وقد سماھا اللہ تعالیٰ فی القرآن لیلۃ مبارکۃ فھی من موسم الخیرات و منازل البرکات فصلوٰۃ مائۃ رکعۃ بای طریق لا یکون من البدع المذمومۃ مع ماورد عن ابن مسعودؓ ان ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن الخ۔

’’اس میں کلام یہ ہے کہ نماز بہترین موضوع ہے۔ اور عبادت کے لئے ہر شب بیداری مشروع ہے۔ ان کے تعلق سے حدیثوں کا درجۂ صحت تک نہ پہونچنا عدم فعل کو مستلزم نہیں ہاں ان کے مسنون ہونے کا اعتقاد نہ کرے اس کے باوجود کہ شب شعبان کے بارے میں وارد ہے کہ اس کی رات میں عبادت کرو دن میں روزہ رکھو اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام قرآن میں ’’لیلۃ مبارکۃ‘‘ رکھا ہے۔ یہ برکات کے نزول کا زمانہ اور نیکیوں کا موسم ہے تو سو رکعت نماز جس طرح ادا کی جائے بدعت مذمومہ نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ’’مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے الخ‘‘

Marfat.com

ونیز ملا علی قاری دررسالہ فضائل نصف شعبان فرمودہ قلت جهالة بعض الرواة لا يقتضى كون الحديث موضوعاً و كذا نكارة الالفاظ فينبغى ان يحكم عليه بانه ضعيف ثم يعمل بالضعيف فى فضائل الاعمال اتفاقا مع ان نفس الصلوٰة النا فلة فى تلك الليلة ثابتة عن النبى صلى الله عليه وسلم بطرق صحيحة فلا يضر ضعف بيان الكمية والكيفية فان الصلوٰة خير موضوع و احسن مشروع عند كل مقبول و مطبوع وبهذا تبين جواز مايفعله الناس فى بلاد ماوراء النهر و خراسان والروم

نیز ملا علی قاری رسالہ ''فضائل نصف شعبان'' میں فرماتے ہیں۔

''میں عرض کروں گا بعض راویوں کا مجہول ہونا یونہی الفاظ کی غرابت حدیث کے موضوع ہونے کا مقتضی نہیں ہے اس پر ضعیف ہونے کا حکم مناسب ہے پھر فضائل اعمال میں حدیثِ ضعیف پر بالاتفاق عمل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس شب میں نفسِ نماز نفل نبی کریم ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے۔ اس لئے مقدار اور کیفیت کے بیان کا ضعف ضرر رساں نہیں ہے کیونکہ نماز ہر مقبول و معتمد کے نزدیک بہترین، حسین ترین موضوع اور مشروع ہے۔ اور اسی سے سو رکعت نماز کی ادائیگی کا جواز ثابت ہو گیا جس کی ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص ہو۔ جس پر ماوراء النہر خراسان، روم، فارس اور ہندوستان

Marfat.com

والفرس والهند وغيرها من مائة ركعة كل ركعة فيها سورة الاخلاص عشر مرات على ما ذكره صاحب القوت والاحياء وغيرهما فانه و ان لم يصح ولكن لا مانع من فعله ولو على وجه الدوام نعم اعتقاد كونه سنة غير صحيح عند العلماء وكذا ادائه جماعة مكروه عند بعض الفقهاء الخ

اما ادائے نوافل بجماعت پس آنہم علی الاطلاق کی مکروہ ممنوع بالاجماع والاتفاق است چنانکہ مزعوم اہل شقاق است چہ اکثر محققین بدون تداعی جائز بلا کراہت و باتداعی مع الکراہت نوشتہ اند ودر معنی تداعی ہم در کتب فقہیہ اختلافہا نگاشتہ اند۔

وغیرہ کے لوگ عمل پیرا ہیں۔ جیسا کہ صاحب قوت اور صاحب احیاء نے اس کا تذکرہ کیا ہے اس لئے کہ اگرچہ اس کا ثبوت حدیث سے نہیں ہے۔ لیکن اس کے کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں اگرچہ دائمی طور پر ہوں ہاں اس کے مسنون ہونے کا اعتقاد علماء کے نزدیک صحیح نہیں اسی طرح اس نماز کو باجماعت ادا کرنا بعض فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے الخ۔

رہی نوافل کی باجماعت ادائیگی تو وہ بھی مخالفین کے زعم کے مطابق بالاتفاق اجماعی طور پر کب مکروہ و ممنوع ہے؟۔ اس لئے کہ اکثر محققین نے بغیر تداعی کے بلا کراہت اور تداعی کے ساتھ بکراہت جائز لکھا ہے۔ اور کتبِ فقہ میں تداعی کے مفہوم میں بھی بہت سارے اختلافات مرقوم ہیں۔

Marfat.com

علامہ کفوی در طبقات حنفیہ در ذکر امام صدر کبیر برہان الدین محمود صاحب محیط برہانی نوشتہ۔

و فی باب الامامة من کتاب الصلوٰة من المحیط قال لایکره الاقتداء بالامام فی النوافل مطلقا نحو القدر والرغائب ولیلة النصف من شعبان و نحو ذلك لان ماراٰه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن خصوصاً اذا ستمر فی بلاد الاسلام والامصار لان العرف اذا استمر نزل منزلة الاجماع و كذا العادة اذا استمرت واشتهرت و فی اكثر بلاد الاسلام یصلون الرغائب مع الامام وصلوة لیلة القدر لیالی رمضان ولم یشتهر ان النبی علیه السلام صلی لیلة النصف من شعبان ولیلة الرغائب والقدر و مع

علامہ کفوی طبقات حنفیہ میں، امام صدر کبیر برہان الدین محمود، صاحب محیط برہانی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

نوافل مثلاً شبِ قدر کی، شب رغائب کی اور شعبان کی پندرہویں شب کی اور اُس جیسی دیگر نوافل میں امام کی اقتداء مطلقاً مکروہ نہیں ہے کیونکہ مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ بالخصوص تب جب اسلامی ملکوں اور شہروں میں رائج ہو جائے۔ کیونکہ عرف و عادت کا استمرار و اشتہار اجماع کے قائم مقام ہے۔ اکثر اسلامی ممالک میں نماز رغائب اور رمضان میں شب قدر کی نماز امام کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بدرجۂ شہرت نہیں پہونچی کہ انہوں نے شعبان کی پندرہویں شب، شب

ذلك صلى المومنون مع الجماعة فى اكثر امصار الموحدين وبلادهم و ما رآه المومنون حسنا فهو عند الله حسن و فى تلك الصلوٰة مع الجماعة مصالح و فوائد نحو رغبات المؤمنين فى تلك الصلوٰة و اعطاء الصدقات من الدراهم والاطعمة والحلاوى وغير ذلك ومنع۔

بعض الفقها ذلك لكن افسادهم اكثر من اصلاحهم لان فى المنع منع الصدقات و منع رغبة الناس عن الحضور فى الجماعات وذلك ليس مرضيا عقلا و سمعا ومن افتى بذلك فقد اخطاء فى دعواه الخ ملخصا۔

وبعد بيان اختلافات نوشته

رغائب اور شب قدر میں نفل نمازیں پڑھی ہوں اس کے باوجود مؤحدین کے اکثر ممالک اور شہروں میں مومنوں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور ایمان والے جسے اچھا سمجھیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے اور اس نماز با جماعت میں بہت ساری مصلحتیں اور فوائد ہیں مثلاً اس نماز میں اہل ایمان کی دلچسپی ، درہموں ، کھانوں اور مٹھائیوں وغیرہ کا صدقہ ۔

بعض فقہاء نے اس سے منع کیا ہے لیکن ان کا افساد اصلاح سے کہیں بڑھ کر ہے کیوں کہ اس سے منع کرنے میں صدقات اور جماعات میں حاضری کی رغبت سے روکنا ہے اور یہ بات نہ عقلاً پسندیدہ ہے نہ نقلاً ۔ جس نے اس کا فتویٰ دیا وہ اپنے دعویٰ میں خاطی ہے۔ الخ

اختلافات کے بیان کے بعد پھر لکھا ہے۔

Marfat.com

و رأيت فى فتاوى الصوفية لا يكره التطوع بالجماعة مطلقا اذا صلوا بغير اذان ولا اقامة لعدم التداعى حقيقة وهو الاذان والاقامة وقد صرح فى شرح الكافى الناصحى فى صلوة الكسوف حيث قال انما يكره التطوع بجماعة اذا صلوها على وجه استدعاء الناس اليها بجماعة كما يدعى الى المكتوبة ولا شك ان استدعاء الناس الى المكتوبة لا يكون الا بالاذان قوله اذا ناديتم الى الصلوٰة الآية والنداء ليس الا بالاذان فكذا الاستدعاء ذكره فى الجامع الصغير الخانى و يؤيده مافى الظهيرية فعلم ان التداعى رفع الصوت بالاذان والاقامة

میں نے فتاویٰ صوفیہ میں دیکھا کہ جماعت کے ساتھ نفل مطلقاً مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ بغیر اذان و اقامت کے پڑھیں ۔ کیونکہ حقیقۃً تداعی یعنی اذان واقامت نہیں ہے شرح کافی ناصحی میں نماز کسوف کے بیان میں اس کی صراحت کی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ جماعت کے ساتھ نفل اس صورت میں مکروہ ہے جب اس کی جانب لوگوں کو بلا کر ادا کریں ایسے جیسے فرض نمازوں کی طرف بلایا جاتا ہے اور شک نہیں کہ فرائض کی طرف لوگوں کا بلانا بذریعہ اذان ہی ہوتا ہے اللہ کا فرمان ہے نماز کے لئے جب تم لوگوں کو پکارو، ندا اذان ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اس لئے تداعی بھی یونہی ہوگی ۔ اسکا تذکرہ خانی نے جامع صغیر میں کیا اور اس کی تائید ظہیریہ میں موجود ہے ۔ اور وہ یوں ہے ۔

پس معلوم ہوگیا کہ تداعی اذان واقامت کے ذریعہ آواز بلند کرنے کا نام ہے ۔

Marfat.com

وفی السراجیة ان امامة النبی علیہ السلام لیلة المعراج کانت فی النوافل وذکر المولی الفاضل یعقوب فی شرح الشرعة و اصح ما جاء من نوافل الصلوٰة التسبیح بعد نقل ما فی المقدمة من صلوٰة الرغائب والبرائة والقدر بقی ھھنا بحث مھم وھو انہ ھل یکرہ امثال تلک التطوعات بجماعة ام لا قال فی خزانة الفتاویٰ التطوع بجماعة فی غیر رمضان مکروہ وقال شارح النقایة لا یکرہ الاقتداء بالامام فی القدر والرغائب ونصف شعبان لان ماراٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن الیٰ آخرہ ملخصاً۔

سراجیہ میں ہے کہ شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت نوافل میں تھی۔اس کا تذکرہ مولانا، فاضل یعقوب نے شرح الشرعۃ میں کیا ہے۔مقدمہ میں صلوٰۃ الرغائب، صلوٰۃ البرأۃ اور صلوٰۃ القدر کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ نفلی نمازوں کے تعلق سے صحیح ترین حدیث صلوٰۃ التسبیح کی ہے۔

یہاں ایک اہم بحث رہ گئی وہ یہ کہ کیا اس طرح کی نفلی نمازیں جماعت کے ساتھ مکروہ ہیں یا نہیں؟ خزانۃ الفتاویٰ میں فرمایا ہے کہ غیر رمضان میں جماعت کے ساتھ نفلی نماز مکروہ ہے۔شارح نقایہ نے فرمایا کہ شب قدر میں، شب رغائب میں اور شب برأت میں امام کی اقتداء مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔الخ

Marfat.com

وثالثاً قیاس مسئلہ مبحوث عنہا بر صلوٰۃ رغائب و جماعت نفل قیاس مع الفارق ست۔

صاحب فتح القدیر در بحث تلبیہ در شرح قول ہدایہ ولو زادفیھا جاز خلافا للشافعی ھو اعتبره بالاذان والتشهد من حيث انه ذكر منظوم ولنا ان اجلاء الصحابة كابن مسعود و ابن عمر و ابی هريرة رضی الله عنهم زادو اعلیٰ الماثور ولان المقصود الثناء واظهارا لعبودية فلا يمنغ من الزيادة عليه الخ۔

دربیان عدم جواز قیاس زیادت تلبیہ برقدر مسنون برزیادت تشہد گفتہ

ثالثاً زیر بحث مسئلہ کا قیاس، نماز رغائب اور جماعت نفل پر قیاس مع الفارق ہے۔

صاحب فتح القدیر نے تلبیہ کی بحث میں قولِ ہدایہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔

"کوئی تلبیہ میں اضافہ کردے تو جائز ہے، امام شافعی کا اختلاف ہے انہوں نے اذان وتشہد پر اس کا قیاس کیا ہے۔ کہ وہ مرتب ذکر ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ نے مقدارِ منقول پر اضافہ فرمایا ہے اور اس لئے بھی کہ مقصود ثناء اور عبودیت کا اظہار ہے تو اضافہ سے روکا نہیں جائے گا الخ۔

مقدار مسنون سے تشہد میں زیادتی کا تلبیہ میں زیادتی پر قیاس جائز نہیں ہے اس کا بیان کرتے ہوئے صاحب فتح نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

بخلاف التشهد لانه فی
حرمة الصلوٰة والصلوٰة
تتقید بالوارد لانها لم تجعل
شرعا کحالة عدمها ولذا قلنا
یکره تکراره بعینه حتی اذا
کان التشهد الثانی قلنا لا
یکره الزیادة لانه اطلق فیه
من قبل الشارع نظراً الی
فراغ اعمالها الخ ۔

پس اگر عدم نقل جماعت در نماز نفل دلیل اقتصار بر افراد و کراہت جماعت بجہت لزوم تغییر عادت مستمرہ شارع قرار دادہ آید کہ حضرت شارع در فرائض جماعت بہ تداعی مقرر فرمودہ و در نفل صلوٰۃ افراد مقرر نمودہ اند یا بجہت عدم نقل کدامی ہیئت خاصہ در عین نماز

تشہد کے برخلاف کہ وہ حرمتِ نماز کے اندر ہے اور نماز اپنے اندر وارد امر سے مقید ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شرعاً نماز کے وجود و عدم کی حالت یکساں نہیں ہے۔ اور اسی لئے ہمارا قول ہے کہ بعینہ تشہد کی تکرار بھی مکروہ ہے ہاں تشہد ثانی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ زیادتی مکروہ نہیں کیونکہ اعمالِ نماز کے اختتام کے پیش نظر شارع کی جانب سے اس میں چھوٹ ہے۔

اسلئے اگر نفل نماز میں جماعت کا منقول نہ ہونا افراد پر اقتصار اور جماعت کی کراہت پر اس وجہ سے دلیل بنے کہ اس سے شارع علیہ السلام کی دائمی عادت کو بدلنا لازم آئے گا۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے فرض نمازوں میں تداعی کے ساتھ جماعت کو اور نفل نمازوں میں افراد کو مقرر فرمایا ہے۔ یا عین نماز کے اندر کوئی خاص ہیئت منقول نہ

Marfat.com

حکم بکراہت خصوص صلوٰۃ رغائب و
غیرہ حسب فہم بعض علماء کرام کردہ آید
مستلزم آں نیست کہ ہر امر خاص کہ
داخل حرمت صلوٰۃ نیست باوجود
اندراج تحت اطلاق احکام عامہ
شریعت کہ استحسان آنہا مشروط بشرطی
و مقید بقیدی و مخصوص بہیئتی نیست
باوجود عدم لزوم تغییر و مزاحمت کدامی
سنت صرف بوجہ عدم نقل ازاں سرور علی
الاطلاق ممنوع شود چہ آنکہ عباداتِ
منقولہ ماثورہ را صرف بجہت ہیئت
اجتماعیہ بنابر ہمچو اوہام باوجود عدم نقل منع از
ائمہ اعلام ممنوع و حرام گفتہ شود۔

ازہمیں مقام بوضوح رسید حال

ہونے کے سبب بعض علماء کا اپنی سمجھ
کے مطابق خاص نمازِ رغائب وغیرہ
میں کراہت کا حکم لگانا اس بات کو
مستلزم نہیں ہے کہ ہر وہ خاص امر جو
نماز کی حرمت میں نہیں ہے محض
سرور عالم ﷺ سے منقول نہ
ہونے کے سبب، اس کے باوجود
علی الاطلاق ممنوع ہو جائے کہ وہ
شریعت کے عام احکام کے اطلاق
کے تحت مندرج ہے۔ اور اس کا
استحسان کسی شرط سے مشروط، کسی قید
سے مقید اور کسی ہیئت سے مخصوص
نہیں ہے یونہی وہ کسی سنت سے
متصادم یا کسی سنت کی تبدیلی کو
مستلزم بھی نہیں ہے چہ جائیکہ عبادات
منقولہ کو اس طرح کے اوہام کی بناء
پر، ائمہ اعلام سے ممانعت منقول نہ
ہونے کے باوجود صرف ہیئتِ
اجتماعیہ کی جہت سے حرام کہا جائے
اور یہیں سے صاحب ہدایہ کے قول

Marfat.com

فساد استدلال بقول صاحب ہدایہ

یکرہ ان یتنفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانہ علیہ السلام لم یزد علیھما مع حرصہ علی الصلوٰۃ الخ کہ قیاس عمل مجلس مولد براں قیاس مع الفارق ست و جواز زیادت بر قدر سنت در امریکہ مقصود ازاں مطلق ثناء و تعظم ست از قول صاحب ہدایہ ظاہر ست و بالاتر از ہمہ ست ذکر قول صاحب ہدایہ۔

من احرم وفی بیتہ اوقفصہ معہ صید فلیس لہ ان یرسلہ وقال الشافعی ان یرسلہ لانہ

سے استدلال کا فساد واضح ہوگیا

صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ:

طلوع فجر کے بعد دو رکعتوں سے زائد نفل مکروہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں شدتِ رغبت کے باوجود ان دو رکعتوں پر اضافہ نہیں فرمایا ہے۔

عمل مجلس میلاد کا اس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور ایسے امر میں جس سے مقصود ثناء و تعظیم ہو، مقدار مسنون پر زیادتی کا جواز خود صاحب ہدایہ کے قول سے ظاہر ہے اور سب سے بڑھ کر صاحب ہدایہ کا یہ قول ہے۔

جس نے اس حال میں احرام باندھا کہ اس کے گھر میں یا ساتھ کے پنجرے میں شکار ہو تو اس کا آزاد کرنا ضروری نہیں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ اسے آزاد کردے۔ کیونکہ وہ شکار کو

Marfat.com

متعرض للصيد بامساكه ولنا ان الصحابة كانو يحرمون و في بيوتهم صيود دواجن ولم ينقل عنهم ارسالها و بذلك جرت العادة الفاشية وهي من احدى الحجج الخ۔

چہ معنی قول صاحب ہدایہ آنکہ مقید بودن صید در خانۂ محرم خلل در احرام نمی رساند و احرام رہا کردن آنرا بر محرم واجب نمی گرداند کہ وقت احرام صحابۂ کرام در خانہائے ایشان ہم صیودی بودند و منقول نیست کہ وقت احرام آنہارا رہا می نمودند پس دریں قول صاحب ہدایہ کجا ذکر ایں امر ست کہ ہر امر باوجود اندراج تحت اطلاق مندوبات شارع و عدم مزاحمت

روک کر اس سے تعرض کر رہا ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابۂ کرام اپنے گھروں میں پالتو شکار کے ہوتے ہوئے احرام باندھتے تھے، اُن کو آزاد کرنا منقول نہیں اور اسی پر عام عادت جاری ہے اور یہ بھی ایک حجت ہے۔

صاحب ہدایہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ محرم کے گھر میں شکار کا مقید ہونا احرام کے لئے مضر نہیں اور احرام محرم پر ان کی رہائی واجب قرار نہیں دیتا کیونکہ بوقت احرام صحابۂ کرام کے گھروں میں بھی شکار موجود ہوتے تھے اور احرام کے وقت ان کا رہا کرنا منقول نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ کے اس قول میں کہاں اس بات کا تذکرہ ہے کہ کسی امر کے شارع کے مستحبات کے اطلاق میں داخل ہونے کے باوجود اور کسی سنت سے مزاحم نہ ہونے کے باوجود

Marfat.com

صرف بجہت عدم نقل ازاں سرور یا
بجہت عدم نقل از صحابہؑ کرام علی
الاطلاق ممنوع وحرام میگردد تا صاحب
رسالہ را مفید باشد اما صاحب رسالہ
فقرہٗ وھی من احدی الحجج
رانمی بیند کہ صاف وصریح گردن دین
جدید نجدیہ رامی شکند واز کمال نافہمی
وبے باکی نقل می کند۔

قولہٗ - وفی العالمکیریۃ
قراءۃ الکافرون الیٰ الآخر مع
الجمع مکروھۃ الخ۔

اقول - درہمان فتاویٰ عالمگیری
دربسیاری از مسائل جابجا باوجود عدم
نقل از سنت وباوجود عدم نقل از صحابہ و
تابعین حکم جواز و استحسان دادہ
است پس باستشہاد یک روایت
عالمگیری باوجود موجود بودن دیگر
روایات مخالف آں درہمان کتاب
بلکہ ہماں باب چگونہ امری راکہ

صرف سرورِ کونین یا صحابہؑ کرام سے
منقول نہ ہونے کی بناء پر علی الاطلاق
ممنوع اور حرام ہو جائے کہ صاحب
رسالہ کا فائدہ ہو۔ وہ "وھی من
احدی الحجج" والے جملہ کو
نہیں دیکھتا جو کھلم کھلا نجدیوں کے
نئے دھرم کی گردن توڑ رہا ہے اور
پوری بیباکی اور ناسمجھی سے اس کو نقل
کرتا ہے؟۔

قولہ - عالمگیری میں ہے مجتمع
ہو کر "کافروں سے" اخیر تک کی
قرأت مکروہ ہے الخ۔

اقول - اسی فتاویٰ عالمگیری
میں بہت سارے مسائل میں جگہ جگہ
سنت، صحابہ اور تابعین سے منقول نہ
ہونے کے باوجود جواز واستحسان کا
حکم دیا گیا ہے اسی کتاب میں بلکہ
اسی باب میں دیگر مخالف روایات
کے موجود ہوتے ہوئے اس کی ایک
روایت کو دلیل بنا کر کسی ایسے امر کو

Marfat.com

ہیچگونہ مزاحم کدامی سنت نیست باوجود اندراج تحت اطلاق مندوبات شریعت و استحسان ائمہ امت ممنوع قرار دادن وبنا برآں درپئے تضلیل و تفسیق ائمۂ دین کہ استحسان ایں عمل فرمودہ اند افتادن درست گردیدہ۔

قولہ تخصیص یوم وشہر الخ۔

اقول۔ اگر مراد از تخصیص اعتقاد حصر جواز ادائے امرے مطلق درزمان خاص وعدم جواز ادائے آں درغیر آں زمان ست پس ذکرش دریں مقام محض فضول وتطویل کلام ست۔ و اگر مراد اعتیاد بدان درکدامی افراد زمان ست پس حاش آنکہ صاحب رسالہ "مصباح الضحیٰ"، کہ مجسٹریٹ اسماعیلیہ است

ممنوع قرار دینا جوکسی بھی طرح کسی سنت کے مزاحم نہیں ہے بلکہ ائمہٗ امت کے استحسان اور شریعت کے مطلق مستحبات کے تحت مندرج ہے اور اس بنیاد پر اس عمل کو مستحسن قرار دینے والے ائمہٗ دین کو فاسق وگمراہ قرار دینا کیونکر درست ہوگا؟

قولہ۔ مہینہ اور دن کی تخصیص۔ الخ

اقول۔ اگر تخصیص سے مراد اس بات کا اعتقاد کرنا ہے کہ امر مطلق کی ادائیگی کا جواز ایک خاص وقت میں منحصر ہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں اس کی ادائیگی جائز نہیں تو یہاں اس کا ذکر محض بے کار اور طول لاطائل ہے اور اگر تخصیص سے مراد زمانہ کے کسی حصہ میں اس کی ادائیگی کی عادت بنا لینا ہے تو اس کا حال خود فرقۂ اسماعیلیہ کے مجسٹریٹ نے اپنی

Marfat.com

در رسالہ مذکورہ از ملا علی قاری علیہ الرحمہ آوردہ کہ۔

عادت کر لینا سنت کا بعض اوقات میں نہیں نام رکھا جاتا ہے بدعت الخ۔

وہمچناں ست کلام در تخصیص ہیئت۔

قولہ۔ عجب ست کہ جماعت نفل در غیر موارد متاثرہ و تنفل بعد طلوع صبح الخ۔

اقول۔ قیاس ایں عمل بر خصوص ہیأت صلوات و اوقات آں کہ قیاس مع الفارق ست پس ایں چنین رقص الجملی صاحب رسالہ قابل خندیدن ست لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ۔ دلیل ششم آنکہ علماء

کتاب ''مصباح الضحیٰ میں بیان کر دیا ہے۔ مذکورہ رسالہ میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ سے نقل کر کے لکھا ہے کہ ''عادت کر لینا سنت کا بعض اوقات میں نہیں نام رکھا جاتا ہے بدعت الخ''

تخصیص ہیئت میں ہماری گفتگو یونہی ہوگی۔

قولہ۔ ''حیرت ہے کہ منقول مواقع کے ماسوا میں نفل کی جماعت اور طلوع صبح کے بعد نفل کی ادائیگی مکروہ مانتے ہوئے بھی مجلس میلاد کے جواز کا قول کرتے ہیں؟ الخ

اقول۔ نماز کی ہیئت خصوصی اور اس کے خاص اوقات پر عمل میلاد کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ صاحب رسالہ کی ایسی رقص الجملی مضحکہ خیز ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ۔ چھٹی دلیل یہ ہے کہ

Marfat.com

نوشتہ اند کہ ہمچنانکہ اتباع در فعل باید در
ترک نیز شاید الخ۔

اقول - اگر مراد این ست کہ
ہمچناں کہ در فعل مامورات شرعیہ اتباع
شارع باید ہمچناں در کف از منہیات
شرعیہ اتباع شارع باید پس استدلال
بدان بر اثبات ممانعت مجلس شریف و
نسبت ضلالت بمجوزین ایں عمل محض
لغوست۔

واگر مراد ایں ست کہ ہر امریکہ
از فعل آنحضرت ثابت نباشد یا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعدِ عمل
آنرا گذاشتہ باشند علی الاطلاق
موجب ضلالت مجوز و فاعل ست پس
گو در کلام کسی ہمچو مقال یافتہ شود بر
تقدیرِ صحت نقل ہم نسبت آن بسوئ
علماء علی الاطلاق بوجہیکہ مفید اتفاق

علماء نے لکھا ہے کہ فعل کی طرح ترک
میں بھی اتباع کرنی چاہئے الخ۔

اقول - اگر مراد یہ ہے کہ
جس طرح مامورات شرعیہ کے
امتثال میں شارع کی اتباع درکار
ہے اسی طرح منہیات شرعیہ سے
اجتناب میں بھی شارع کی اتباع ہونی
چاہئے تو پھر اس سے مجلس میلاد
شریف کی ممانعت پر استدلال کرنا
اور اس عمل کو جائز قرار دینے والوں
پر گمراہی کا حکم لگانا لغو ہے۔

اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر وہ امر
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
نہ ہو یا حضور نے عمل کے بعد اسے
ترک فرمایا دیا ہو اس کا کرنے والا
اسے جائز قرار دینے والا مطلقاً
گمراہ ہے تو بھلے کسی کے کلام میں
اس طرح کی بات پائی جائے۔
صحت نقل کی تقدیر پر بھی اس کی
نسبت مطلقاً علماء کی جانب اس
طرح کرنا کہ وہ ان کے اتفاق

Marfat.com

و مثبت مزعوم اہل شقاق باشد از حلیہٗ صدق عاطل ست و این ادعاء عام و تضلیل ائمہ اسلام بریں بنا فاسد و باطل ست۔

روی البخاری و مسلم و مالك وغیرهم عن الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها ما سبح رسول الله ﷺ سبحة الضحیٰ وانی لا سبحها وانکان رسول الله لیدع العمل وهو یحب ان یعمل خشیة ان یعمل فیفرض علیهم۔

بالجملہ اگر در ترک آنحضرت ﷺ کدامی قرینہ خاص

اور مخالفین کے زعم فاسد کے اثبات کا فائدہ دے زیور صداقت سے عاری ہے۔ اور یہ عام دعویٰ اور فاسد بنیاد پر ائمہٗ اسلام کو گمراہ قرا دینا فاسد و باطل ہے۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جبکہ میں اسے ادا کرتی ہوں۔ اسلئے کہ رسول اکرم ﷺ رغبت کے باوجود بعض عمل کو ترک فرمادیا کرتے تھے اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو لوگوں پر فرض نہ ہو جائے۔

الحاصل مجتہدین کی سمجھ کے مطابق اگر کسی مقام پر حضور ﷺ کے ترک میں تحریم وممانعت کا کوئی

Marfat.com

برائے تحریم و ممانعت حسب فہم مجتہدین در جائ بودہ باشد در آنصورت استدلال بدان درست خواہد بود اما علی الاطلاق برائے اثبات ضلالت مستحسنات ائمہ دین وتحریم اموریکہ مندرج مندوبات مطلقہ شارع اند استدلال بمجرد ترک آنحضرت ﷺ نہ تواں نمود۔

قولہ۔کذا فی المواہب اللطیفۃ الخ

اقول۔در عبارت مواہب لطیفہ حسب نقل صاحب تفہیم المسائل کہ ایں قول بذیل دلیل انکار تلفظ آمدہ دراں نسبت انکار بملا علی قاری ہم نمودہ حالش آنکہ در مرقاۃ فرمودہ۔

" اختلفوا فی التفلظ بما یدل علی النیۃ بعد اتفاقہم

خاص قرینہ موجود ہو تو اس صورت میں استدلال درست ہوگا۔لیکن صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کو دلیل بنا کر ائمۂ دین کے مستحسنات کی گمراہی اور ان امور کی حرمت ثابت نہیں کی جاسکتی جو شارع کے مطلق مستحبات میں مندرج ہیں۔

قولہ ترجمہ۔مواہب لطیفیہ میں ایسا ہی ہے الخ۔

اقول۔صاحب تفہیم المسائل کی نقل کے مطابق مواہب لطیفیہ کی عبارت میں ہے کہ یہ قول انکار تلفظ کی دلیل میں آیا ہے۔اور اس میں انکار کی نسبت ملا علی قاری کی طرف بھی کی گئی ہے اس کا حال یوں ہے کہ مرقات میں فرمایا:

نیت پر دلالت کرنے والے الفاظ کے تلفظ میں فقہاء کا اختلاف ہے جب کہ اس میں سب کا اتفاق ہے کہ ان الفاظ میں جہر جائز نہیں

Marfat.com

علی ان الجھر غیر مشروع فالاکثرون علی ان الجمع بینھما مستحب الخ۔"

وبعدازاں نوشتہ "وقیل لا یجوز التلفظ بالنیة فانہ بدعة و المتابعة کما یکون فی الفعل یکون فی الترک الخ"

باز درردایں قول نوشتہ "قد یقال نسلم انھا بدعة لکنھا مستحسنة الیٰ آخرہ"

پس در خصوص بحث مواہب لطیفہ ہم ہمیں قدر کہ بعض قائل ایں قول ہم اند ادعاء می توان نمود اما ادعاء اطلاق وایہام اجماع واتفاق کئے جائز خواہد بود بالخصوص در صورتیکہ بتصریح مستندین صاحب رسالہ اکثر علماء قائل جانب خلاف در خصوص ہماں مسئلہ باشند پس چہ جائے آنست کہ در دیگر

اکثر علماء کے نزدیک نیت اور تلفظِ نیت کو اکٹھا کرنا مستحب ہے۔ اس کے بعد لکھا۔ ایک قول یہ ہے کہ نیت کا تلفظ جائز نہیں۔ کیونکہ وہ بدعت ہے اور اتباع فعل کی طرح ترک میں بھی ہوتی ہے۔

پھر اس قول کی تردید میں تحریر فرمایا۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کا بدعت ہونا ہمیں تسلیم ہے لیکن وہ مستحسن ہے۔ الخ

تو مواہب لطیفیہ کی بحث کے خصوص میں بھی اتنا ہی دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہتے ہیں۔ لیکن اطلاق کا دعویٰ اور اجماع و اتفاق کا ایہام کب جائز ہوگا؟ خاص طور سے تب جبکہ صاحب رسالہ کے نزدیک مستند علماء کی صراحت ہو کہ اسی مسئلہ میں اکثر علماء نے اس کے خلاف قول کیا ہے۔ تو کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ دوسرے مسائل میں اطلاق کے دعویٰ کے

Marfat.com

مسائل حسب ادعاء اطلاق آن قول را استدلال جازم قرار داده آید و نسبت ضلالت بائمہ دین از فقہاء و محدثین کردہ آید لا سیما در حالتیکہ صاحب مواہب لطیفہ بسیاری از امور را با وجود عدم فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیفات خود استحسان نمودہ باشد۔

طرفہ آنست کہ ازیں دلیل نسبت ضلالت بسوئے محققین دین متین و ائمہ شرع مبین کہ از مجوزین ایں عمل اند لازم میگرداند و بطلان اکثر اقوال صاحب رسالہ نیز کہ بر طبق ایں دلیل ثابت میگردد آنرا نمی داند۔

بارے اگر ترک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمعنی مزعوم وہابیہ علی الاطلاق واجب الاتباع باشد پس بریں تقدیر بموجب ہمیں دلیل

مطابق اس قول کو استدلال جازم قرار دیا جائے؟ اور ائمہ دین، فقہاء و محدثین کی طرف ضلالت و گمراہی کی نسبت کی جائے؟ خصوصاً اس حالت میں جبکہ صاحب مواہب لطیفہ نے حضور ﷺ کے عدم فعل کے باوجود بہت سارے امور کو اپنی تالیفات میں مستحسن قرار دیا ہے۔

طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جس دلیل کی بنیاد پر اس عمل کو جائز قرار دینے والے محققین دین متین و ائمہ شرع مبین کی طرف گمرہی کی نسبت لازم قرار دے رہا ہے اسے یہ نہیں پتہ کہ اسی دلیل کی رو سے اس کے اکثر اقوال باطل ہو جا رہے ہیں۔

اگر حضور ﷺ کا ایک بار ترک کر دینا وہابیوں کے فاسد خیال کے مطابق مطلقاً واجب الاتباع ہو تو اس تقدیر پر اسی دلیل کے بموجب تابعین و تبع تابعین بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کے مستحسنات کی حرمت

Marfat.com

حرمت مستحسنات تابعین و تبع تابعین بلکہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہم بثبوت خواہد رسید و معاذ اللہ نسبت ضلالت سوئے آنحضرات ہم عائد خواہد گردید کہ آنحضرات باوجودِ اطلاق بدعت و اقرار ترک آنحضرت ﷺ کو عدم ثبوت از سنت استحسان و تجویز فرمودہ اند حالانکہ ہمہ آن امور باتباع آنحضرت ﷺ ک واجب الترک بودہ اند۔

واگر صاحب رسالہ ازیں دلیل گریز نمودہ عذر اندراج مستحسنات آنحضرات در تعمیمات شرعیہ پیش آرد ہمیں عذر از جانب دیگر فقہاء و محدثین مقبول پندارد و از نسبت ضلالت بسوی آنحضرات باز آید و از خرافات خود توبہ نماید۔ وما علینا الا البلاغ۔

ثابت ہو جائے گی اور معاذ اللہ گمراہی کا الزام اُن حضرات پر بھی عائد ہو جائے گا کہ ان حضرات نے بدعت کے اطلاق اور حضور ﷺ کے ترک کے اقرار اور سنت سے ثابت نہ ہونے کے باوجود استحسان و جواز کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ وہ تمام امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کی اتباع میں واجب الترک تھے۔

اور اگر صاحب رسالہ اس دلیل سے گریز کرتے ہوئے یہ عذر پیش کرتا ہے کہ ان حضرات کے مستحسنات شرعی تعمیمات میں مندرج ہیں تو یہی عذر دوسرے فقہاء اور محدثین کی جانب سے مقبول سمجھے اور ان حضرات کو گمراہ قرار دینے سے باز آئے اور اپنے خرافات سے توبہ کرے۔

وما علینا الا البلاغ۔

Marfat.com

قولہ - قال صاحب مجمع البحرین فی شرحہ الخ۔

اقول - ہر چند کہ کتاب مذکور غیر موجود واعتماد بر نقل ایں طائفہ نہ تواں نمود لیکن قطع نظر از اں اولاً در عبارت منقولہ در قول حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لفظ تردید موجود کہ "ان اللہ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ او یحث علیہ"

پس امریکہ عدم فعل آنحضرت وترک آنجناب دراں باب ثابت ومنقول باشد معہذا حث وترغیب شرعی در آن موجود باشد بموجب قولِ مرتضوی صرف باستدلال ترک وعدم فعل آں را حرام و ضلالت نہ تواں گفت پس آوردن صاحب رسالہ ایں قول را در نورد ایں دلیل محض بے کارست

قولہ - صاحب مجمع البحرین نے اپنی شرح میں کہا ہے الخ

اقول - ہر چند کہ مذکورہ کتاب یہاں موجود نہیں اور اس گروہ کی نقل پر بھروسہ بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن اس سے قطع نظر اولاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول منقول میں ہی لفظ تردید موجود ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک کسی فعل کو سرکار نہ کریں یا اس پر برانگیختہ نہ کریں اللہ اس پر ثواب نہیں عطا فرماتا۔

پس وہ امر جس میں سرکار کا عدمِ فعل وترک ثابت ومنقول ہو اس کے باوجود اس کے اندر شرعی ترغیب موجود ہو تو مرتضوی فرمان کے مطابق صرف اس دلیل سے اسے حرام وگمراہی نہیں کہا جاسکتا کہ سرکار نے اسے ترک فرمایا ہے اس لئے صاحب رسالہ کا اس قول کو بطور دلیل پیش کرنا محض بیکار ہے۔

Marfat.com

اما انچہ تفریع بریں نمودہ حیث قال دریںجا دلالت ست برینکہ اگر عملی فی نفسہ مستحسن باشد اما فعلش از اں سرور ماثور نباشد ترک آں در حق امت عین اتباع است و فعل آں موجب مواخذۂ خدا الخ۔

میگویم کہ دریںجا دلالت ست برینکہ صاحب رسالہ باوجودیکہ بے فہم و ادراک ست معہذا اہم چالاک و بیباک ست صراحۃً در قول مرتضوی تردید موجود ست آنرا پس پشت می اند از دو یک شق را از اں گرفتہ بر مطلب خود راست می سازد۔

وثانیاً روایت نہی را معارض ست آنچہ دیگر فقہاء و مفسرین روایت می فرمایند کہ حضرت امیر المومنین باوجودیکہ

رہ گئی اس قول پر صاحب رسالہ کی یہ تفریع ”کہ اس قول میں دلالت ہے کہ اگر کوئی فعل فی نفسہ مستحسن ہو لیکن اس کا کرنا سرکار سے ثابت نہ ہو تو امت کے حق میں اس کا ترک عین اطاعت اور اس کا فعل خدا کے مؤاخذہ کا سبب ہے۔ الخ

میرا کہنا ہے کہ اس قول میں اس بات پر دلالت ہے کہ صاحب رسالہ ناسمجھ ہونے کے ساتھ ساتھ چالاک اور بے باک بھی ہے۔ مرتضوی فرمان میں اس بات کی جو کھلی تردید موجود ہے اسے تو پس پشت ڈال رہا ہے اور اس کے ایک شق کو اختیار کر کے اپنا مطلب نکال رہا ہے۔

ثانیاً- یہ تفریع اس روایت کے بھی معارض ہے جو دیگر فقہاء و مفسرین نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ انہوں نے عیدگاہ میں

Marfat.com

مرد ماں را مشغول صلوٰۃ در مصلی عید دیدند اما نہی نفرمودند در تفسیر کبیر آوردہ۔

عن علی رضی اللہ عنہ انہ رأی فی المصلی اقواما یصلون فقال ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ذلک فقیل الاتنہاھم فقال اخشی ان ادخل تحت قولہ تعالیٰ ارأیت الذی ینہیٰ عبداً اذا صلیٰ الخ"

وثالثاً قیاس عمل مولد و دیگر مستحسنات ائمہ دین براحکام ہیأت نماز ہاواوقات آنہا صحیح نمی تواند شد کما مر۔

و رابعاً در خصوص مسئلہ نماز نفل بروز عید ہم بر مجوزین

لوگوں کو نفل نماز میں مشغول دیکھ کر بھی نہیں روکا۔ تفسیر کبیر میں منقول ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو عیدگاہ میں نماز عید سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اُن سے عرض کیا گیا کہ آپ انہیں روکیں گے نہیں؟ تو فرمایا مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ کے اس فرمان کی زد میں نہ آجاؤں کہ" آپ نے اسے دیکھا جو بندے کو نماز سے روکتا ہے الخ

ثالثاً۔ عمل مجلس میلاد اور ائمہ دین کے مستحسنات کو نماز کی ہیئت اور اس کے اوقات پر قیاس کرنا صحیح نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔

رابعاً۔ خاص عید کے دن نماز نفل کے مسئلہ میں بھی اسے جائز

Marfat.com

وفاعلین آں حکم ضلالت چنانکہ مزعوم
طائفۂ صاحب رسالہ است غیر مسلم
ست چہ دریں فعل در سلف اختلاف
بودہ است بعض اکابر دین از صحابہ و
تابعین عادت بخواندن نماز تطوع
میداشتند وآنرا حسن وجائز می فرمودند
وبعض دیگر برائے اظہار آنکہ کسی آنرا
سنت راتبۂ نماز عید نداند کہ زمانۂ
قرب اسلام وعدم تدوین احکام بود
آنرا ترک می نمودند وبعض دیگر حسب
اجتہاد خود قائل بکراہت ہم بودند کہ در
شروح حدیث اینہمہ تفصیل
موجودست وقاضی خان فرمودہ۔
"وعن بعض الصحابة انهم

قرار دینے والوں ادا کرنے
والوں پر صاحب رسالہ کے گروہ
والوں کے خیال خام کے مطابق
گمراہی کا حکم لگانا ہمیں تسلیم نہیں
اس لئے کہ اس عمل میں سلف کے
مابین اختلاف رہا ہے۔
بعض اکابر صحابہ وتابعین نفل
نماز کے عادی تھے انہوں نے اسے
جائز و مستحسن فرمایا اور بعض دوسرے
حضرات یہ بات ظاہر کرنے کے
لئے کہ کوئی اسے نماز عید کی سنت
مؤکدہ نہ سمجھ لے ترک کیا کرتے تھے
کیونکہ احکام کی تدوین ہوئی نہیں تھی
اور آغاز اسلام کا زمانہ قریب تھا اور
بعض دوسرے حضرات اپنے اجتہاد
کے مطابق کراہت کے بھی قائل
تھے حدیث کی شروح میں یہ ساری
تفصیلات موجود ہیں۔
قاضی خان نے فرمایا ہے۔۔
"بعض صحابہ سے منقول ہے کہ وہ قبل

Marfat.com

کانوا یتطوعون قبل صلوٰۃ العید الخ"

و در مذاہب ائمہ مجتہدین ہم اختلاف ست در مذہب امام شافعی بقول مشہور ہیچ کراہت ندارد امام نووی در شرح صحیح مسلم آوردہ۔

"ولا حجۃ فی الحدیث لمن کرھھا لانہ لا یلزم من ترک الصلوٰۃ کراھتھا والاصل ان لا منع حتیٰ یثبت الخ"

ودر مذہب حنفی ہم اختلاف است قولِ مشہور ہمین است کہ درجۂ کراہت دارد اما بسیارے از فقہاء جائز بلا کراہت ہم می دارند ونفی را محمول بر نفی سنیت می پندارند، در تتارخانیہ آوردہ۔

قال ابو بکر الرازی معنی قول اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ لیس قبل العیدین صلوٰۃ

عید نماز نفل پڑھا کرتے تھے الخ"۔

ائمۂ مجتہدین کے مذاہب بھی مختلف ہیں۔ امام شافعی کے مذہب میں مشہور قول کے مطابق کوئی کراہت نہیں۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں نقل فرمایا:

حدیث میں ان کیلئے کوئی دلیل نہیں جنہوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اسلئے کہ اس کا ترک اس کی کراہت کو مستلزم نہیں اور اصول یہ ہے کہ ثبوت ممانعت کے بغیر منع نہیں۔

مذہب حنفی میں بھی اختلاف ہے۔ قول مشہور یہی ہے کہ درجۂ کراہت میں ہے۔ مگر بہت سارے فقہاء بلا کراہت جائز قرار دیتے ہیں اور نفی کو سنیت کی نفی پر محمول کرتے ہیں تاتارخانیہ میں منقول ہے۔

امام ابو بکر رازی نے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب کے اس قول کا معنی کہ "عیدین سے پہلے نماز نہیں ہے"

Marfat.com

ای صلوٰۃ مسنونة لا ان الصلوٰۃ قبل العیدین مکروھة الاان الکرخی نص علی الکراھة الخ ۔

شیخ عبدالحق محدث در شرح سفر السعادت آوردہ وگفتہ اند مراد بدین نفی آں ست کہ پیش از عید نماز مسنون نیست نہ آنکہ مکروہ است فی حد ذاتہ الخ

و وجہ قول مشہور اینکہ اگر چہ مجرد ترک دلیل ممانعت نیست اما باوجود حرص براحراز فضل نماز نفل در سائر ایام کہ دریں روز عادت برکف از جملہ نوافل قبل عید مقرر و مستمر گردید البتہ تغییر آں عادت مخصوصہ درجۂ کراہت دارد گوکراہت تنزیہی باشد کہ برائے کراہت تحریمی دلیل خاص برنہی و منع باشد

یہ ہے کہ مسنون نماز نہیں ہے یہ نہیں کہ عیدین سے پہلے نماز مکروہ ہے ہاں امام کرخی نے کراہت پر نص کیا ہے۔

اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ "اس نفی سے مراد یہ ہے کہ نماز عید سے قبل نماز مسنون نہیں ہے یہ نہیں کہ فی حد ذاتہٖ مکروہ ہے الخ"

قول مشہور کی وجہ یہ ہے کہ اگر چہ محض ترک ممانعت کی دلیل نہیں ہے۔ لیکن تمام دنوں میں، نفل نماز کی فضیلت اکٹھا کرنے کی شدید خواہش کے باوجود عید سے قبل جملہ نوافل سے باز رہنے کی دائمی عادت ثابت رہی ہے۔ اس مخصوص عادت کی تغییر و تبدیل البتہ درجۂ کراہت رکھتی ہے۔ گو تنزیہی سہی۔ اسلئے کہ کراہت تحریمی پر نہی و منع کی خاص

Marfat.com

معہذا انچہ قائلین کراہت نوشتہ اند
حالش از مستندین صاحب رسالہ باید
شنید۔

دردر مختار از بحر آوردہ ''اما
العوام فلا یمنعون من تکبیر
و لا تنفل اصلا لقلة رغبتهم
فی الخیرات بحر، الخ''۔

قولہ۔ دلیل ہفتم۔ فقہاء نوشتہ اند
لو کان فی شیء وجوہ
کثیرة توجب الحل والجواز
ووجہ واحد یوجب الحرمة
ترجح جانب الحرمة الی
۔الخ۔ الی قولہ ہمچنیں ست حال
عمل مولد کہ تذکرۂ شمائل و احوال
ولادت و دیگر صفات آنحضرت ﷺ
فی نفسہ مستحب ست و محبوب چون
باخصائص نامشروع و قیود منہی عنہ مخلوط
شد بدعت و مکروہ گشت الخ۔

اقول۔ اولاً کہ ادعاء مخلوط
شدن با قیود منہی عنہ آنوقت
قابل ذکر بود کہ آنرا ثابت

دلیل ضروری ہے۔ اس کے ساتھ
کراہت کے قائلین نے جو کچھ تحریر
فرمایا ہے ان کی حالت صاحب
رسالہ کے مستندین سے سننا چاہئے
درمختار میں بحر سے منقول ہے۔
''عوام کو (ذوالحجۃ کے عشرۂ
اولیٰ کے دوران بازاروں میں)
تکبیر سے اور (عیدین سے پہلے)
نفلی نماز سے بالکل نہیں روکا جائے
گا۔ کیونکہ نیکیوں کی طرف ان کی
دلچسپی کم ہے۔''

قولہ۔ ساتویں دلیل۔ فقہاء
نے تحریر کیا ہے۔ اگر ایک چیز میں
کثیر وجوہ ہوں جو حل و جواز کے
موجب ہوں اور ایک وجہ حرمت کا
موجب ہو تو حرمت کا پہلو راجح
قرار پائے گا۔

اقول۔ اولاً عمل مولد کے منہی
عنہ قیود سے مخلوط ہونے کا دعویٰ اس
وقت قابل ذکر ہوتا جبکہ اسے ثابت

Marfat.com

می نمود حالانکہ جواز بلکہ استحباب اجزاء وقیود آن از شرع شریف ثابت ست اما اجتماع واحتفال برائے ذکر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و وِردِ درود شریف و بیان احوال مبارک و خواندن قرآن مجید ونعت شریف پس کفایت میکند ورودِ احادیث بسیار در صحاح روایات متضمن فضائل مجالس اذکار۔

در صحیح مسلم آوردہ "عن ابی هريرة رضى الله عنه لا يقعد قوم يذكرون الله الاحفتهم الملائكة و غشيتهم الرحمة و نزلت عليهم السكينة" (الحدیث)۔

صاحب تحفۃ الاخیار ترجمۂ مشارق الانوار کہ از ارکان معتمدین وہابیہ اسماعیلیہ است بذیل حدیث شریف

کرتا حالانکہ اسکے قیود اور اجزاء کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب شریعت سے ثابت ہے۔رہ گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جمیل کے لئے محفل منعقد کرنا، درود شریف کا ورد کرنا۔ ان کے مبارک احوال کا بیان کرنا۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، نعت شریف پڑھنا تو اس سلسلہ میں صحاح کی بہت ساری وہی حدیثیں کافی ہیں جو مجالس ذکر کی فضیلتوں پر مشتمل ہیں۔صحیح مسلم شریف میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے کوئی قوم نہیں بیٹھتی مگر انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت انہیں ڈھک لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔

وہابیوں، اسماعیلیوں کے ایک قابلِ اعماد رکن، صاحب تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار حدیث شریف

Marfat.com

نوشتہ قرآن اور حدیث پڑھنا خدا کا نام لینا لوگوں کو وعظ اور نصیحت کرنا درود اور کلمہ پڑھنا یہ سب ذکر میں داخل ہے الخ ۔''

اما مشرف دانستن زمان ولادت باسعادت و استحباب اعادۂ شکر ایں نعمت پس آنہم مسلم محققین از ائمۂ دین و مستند باستناد حدیث صحیح حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم است بارے اگر بر دیگران اعتمادش نیاید در کلام علامہ ابن الحاج کہ در اجلۂ مسلمین اوست مطالعہ نماید اما سرور وفرحت بذکر نعمت ولادت پس آنہم در دین مبین بحدی متبین ست کہ صاحب مائۃ المسائل ہم قائل آں گردیدہ و ہیچ حیلہ برائے انکار

کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''قرآن اور حدیث پڑھنا، خدا کا نام لینا، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، درود اور کلمہ پڑھنا یہ سب ذکر میں داخل ہے الخ۔

رہا زمانۂ ولادت باسعادت کو مشرف جاننا اور اس نعمت پر شکر کے اعادہ کو مستحب سمجھنا تو یہ مسلم الثبوت محققین و ائمۂ دین کے نزدیک مسلم اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے ثابت ہے اگر صاحب رسالہ کو دوسروں پر بھروسہ نہ ہو تو علامہ ابن حاج کے کلام کا مطالعہ کرے کہ وہ اس کے مسلم اور جلیل القدر بزرگ ہیں۔

رہ گیا نعمت ولادت کے ذکر سے فرحت و سرور کا اظہار تو وہ بھی دین مبین میں اس حد تک ظاہر ہے کہ صاحب مأۃ مسائل کو بھی اس کا قائل ہونا پڑا۔ اور انہیں بھی انکار کا

Marfat.com

آں ندیدہ اما اعتقاد استجابت دعاء و حصول مزیت برکت از فعل عبادت در مجمع صلحاء و مجالس مسلمین و اوقات نیک و ازمنۂ متبرکہ پس آنہم حسب تحقیق مفسرین و محدثین از مضامین آیات و حدیث ثابت ست در ینجا بریک سند معتمد کفایت می کنم۔

در تفسیر عزیزی بذیل تفسیر سورۂ قدر نوشتہ۔

بالجملہ از مضمون ایں سورہ معلوم میشود کہ عبادت و طاعت را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرکہ وحضور و اجتماع صالحان در ایجاب ثواب و ایراثِ برکات و انوار مزیتے عظیم حاصل میشود الی آخرہ۔

فقیر میگوید کہ بیان مشاہدۂ ہمیں انوار و برکات والد ماجد صاحب تفسیر عزیزی

کوئی حیلہ نظر نہیں آیا۔

اور اس موقعہ پر دعاء کی قبولیت کا اعتقاد اور نیک اوقات میں، بابرکت زمانہ میں مسلمانوں کی مجلس میں اور صالحین کے مجمع میں عبادت کر کے زیادتی برکت کے حصول کا اعتقاد۔ تو یہ بھی مفسرین، محدثین کی تحقیق کے مطابق آیات و احادیث کے مضامین سے ثابت ہے، یہاں ایک معتمد سند پر اکتفاء کرتا ہوں۔

تفسیر عزیزی میں سورۂ قدر کی تفسیر کے ضمن میں تحریر ہے۔

"الحاصل اس سورہ کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اوقات، بابرکت مکانات اور صالحین کے حضور و اجتماع کے سبب ثواب کے ایجاب اور برکات و انوار کی عطاء میں عظیم الشان برتری حاصل ہوتی ہے الخ۔"

فقیر عرض کرتا ہے کہ صاحب تفسیر عزیزی کے والد ماجد نے

Marfat.com

در فیوض الحرمین نموده جائیکه فرموده۔

"کنت قبل ذلك بمكة المعظمة فی مولد النبی ﷺ فی یوم ولادته والناس يصلون عليه صلى الله عليه وسلم و يذكرون ارهاصاته التی ظهرت فی ولادته و مشاهده قبل بعثته فرأيت انوار اسطعت دفعة فتاملت تلك الانوار فوجدتها من قبل الملائكة المؤكلين بامثال هذه المشاهد و بامثال هذه المجالس و رأيت تخالط انوار الملائكة انوار الرحمة الخ"۔

اما تقسیم طعام و شیرینی پس حالش این که

فیوض الحرمین میں انہیں انوار و برکات کے مشاہدہ کا بیان فرمایا ہے۔ کہتے ہیں:

"میں اس سے پہلے حضور ﷺ کی ولادت کے دن ان کی جائے پیدائش پر مکۂ معظمہ میں تھا۔ لوگ ان پر درود بھیج رہے تھے اور ان حیرت انگیز باتوں کا تذکرہ کر رہے تھے جو ان کی ولادت اور بعثت سے پہلے کے اجتماعات کے دوران ظہور میں آئیں۔ پھر میں نے اچانک کچھ انوار چمکتے دیکھے، غور کرنے پر سمجھ میں آیا کہ یہ ان فرشتوں کی جانب سے ہے جو اس طرح کے مجمعوں اور مجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ رحمت کے انوار اور فرشتوں کے انوار کی باہم آمیزش ہو رہی ہے۔"

رہی بات کھانا اور شیرینی کی تقسیم کی تو اس کا حال یہ ہے کہ

Marfat.com

قطع نظر از استحسان دیگر علماء دین از مکاتیب حضرت شیخ مجدد ہم کہ بحسب ظاہر مستند و معتمد صاحب رسالہ اند عمل پختن طعام بروحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خورانیدن بہ مسلمانان ثابت ست و عبارتہ ھکذا۔

امروز طعامہائے متلون فرمودہ ایم کہ بروحانیت آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام پزند و مجلس شادی سازند الی آخرہ۔

و شاہ ولی اللہ جد امجد و سند مستند اسماعیل دہلوی از والد و مرشد و استاذِ خود شاہ عبدالرحیم صاحب در انفاس العارفین آوردہ۔ در ایام وفات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیزے فتوح نہ شد کہ طعامِ نیاز آں حضرت ﷺ پختہ شود

دوسرے علماء دین کے استحسان سے قطع نظر بظاہر صاحب رسالہ کے مستند و معتمد حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات سے بھی حضور ﷺ کی روحانیت کی خاطر کھانا پکا کر مسلمانوں کو کھلانا ثابت ہے۔ ان کی عبارت یوں ہے۔

"آج ہم نے کئی طرح کے کھانے پکانے کا حکم دے رکھا ہے جسے لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحانیت کی خاطر پکاتے ہیں اور مجلس مسرّت منعقد کرتے ہیں الخ۔

اسماعیل دہلوی کے دادا اور سندِ مستند شاہ ولی اللہ صاحب اپنے والد، مرشد اور استاذ شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل کر کے انفاس العارفین میں فرماتے ہیں۔

"آنحضرت ﷺ کے زمانہ وفات میں کچھ میسر نہ آیا کہ حضور ﷺ کی نیاز کے لئے کھانا پکایا

Marfat.com

قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم

الیٰ آخرہ"۔

بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب دعویٰ

اجماع برجواز آں نمودہ اند کہ در رسالہ

ذبیحہ کہ در زبدۃ النصائح مطبوع ہم

گردیدہ است در دفع طعن التزام عرس

بزرگان خود از خود دربیان جواز عرس

فرمودہ اند ایں طعن مبین است بر جہل

بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیراز

فرائض شرعیہ مقررہ راہیچ کس فرض نمی

داند آرے زیارت وتبرک بقبور صالحین

و امداد ایشان بامداد ثواب و تلاوت

قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و

شیرینی امر مستحسن و خوب است

باجماع علماء وتعیین روز عرس برائے

جائے کچھ بھونے چنے اور گڑ میں نے نیاز کیے الخ۔

بلکہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اس کے جواز پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے اپنے رسالہ ذبیحہ میں جو زبدۃ النصائح میں چھپا ہوا ہے اپنے بزرگوں کے عرس کے التزام پر طعن کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جانب سے انہوں نے عرس کے جواز کا بیان فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"یہ طعنہ، مطعون کے حالات سے جہالت کا کھلا بیان ہے کیونکہ شریعت کے متعین کردہ فرائض کے ماسوا کو کوئی بھی فرض نہیں سمجھتا۔ ہاں علماء کے اجماع کی بنیاد پر، صالحین کے قبور کی زیارت، تحصیل برکت، ثواب تلاوت قرآن، دعاء خیر، کھانے اور شیرینی کی تقسیم کے ذریعہ اُن کی امداد مستحسن اور اچھی بات ہے۔ اور روز عرس کی تعیین اس

Marfat.com

آں ست کہ آنروز مذکر انتقالِ ایشان
می باشد از دار العمل بدار الثواب
والا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب
فلاح ونجات ست وخلف را لازم
است کہ سلف خود را بایں نوع
بر واحسان نماید الخ۔

وبالجملہ قیود ہیئت کذائیہ از ینہا
وامثال اینہا کہ ایمۂ دین جائز میدار
ند ووہابیہ اسماعیلیہ موجب ضلالت می
انگارند ہمہ آں قیود استحباب آنہا از
مضامین احادیث وآثار ثابت واگر
کسے از جہلہ امرے از محرمات و
مکروہات بعمل آرد آنرا خارج از
بحث وتحقیق واصل مسئلہ باید شمرد پس
علی الاطلاق بمخلوط بودن تذکرۂ شمائل
آنحضرت با قیود منہی عنہ وخصائص
نامشروع تفوہ ساختن؛ برائے ابطال

لئے ہے کہ وہ دن ان کے دار العمل
سے دار الثواب کی طرف انتقال کی
یاد دلاتا ہے ورنہ ہر روز بھی یہ عمل ہو تو
فلاح ونجات کا موجب ہے۔ بعد
والوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے
اسلاف کے ساتھ اسطرح حسن
سلوک کریں۔الخ۔

الحاصل یہ اور اس طرح کی
ہیئت کذائی کے دوسرے قیود جسے
ائمۂ دین جائز قرار دیتے ہیں۔
وہابیہ اسماعیلیہ باعث گمراہی سمجھتے
ہیں وہ سارے قیود اور ان کا استحباب
احادیث و آثار کے مضامین سے
ثابت ہیں۔اور اگر کوئی جاہل حرام یا
مکروہ عمل کرتا ہے اس کو بحث، تحقیق
اور اصل مسئلہ سے خارج سمجھنا چاہئے
۔اس لئے علی الاطلاق آنحضرت
ﷺ کے ذکر شمائل کا، منہی عنہ قیود
اور ناجائز خصوصیتوں سے مخلوط
ہونے کی بکواس کرنا اور عمل میلاد

Marfat.com

عملِ مولد بذکر قول فقہاء "لو کان فی شئی وجوہ کثیرۃ" پرداختن سفاہت ست کہ ایں عمل چنانکہ ائمہ دین استحسان آن فرمودہ اند ہیچ کئے از وجوہ حرمت در ان ثابت نیست۔

وثانیاً فقہاء کرام اینہم فرمودہ اند کہ از مجرد اقتران ومجاورت کدامی امر مشروع بامر ممنوع آں امر علی الاطلاق غیر مشروع نمیگردد۔

در غنیۃ المستملی در بیان انصات وقت خطبہ آوردہ "ولذا ذہب بعضہم الی ان البعد فی زماننا من الامام افضل کیلا یسمع مدح الظلمۃ لکن الصحیح ان القرب افضل لما مر من الحدیث والحاصل ان الدنو فضیلۃ فلا تترک لا جل

کے ابطال کے لئے فقہاء کا قول لوکان فی شئی وجوہ کثیرۃ الخ، کا ذکر کرنا نادانی ہے۔ اسلئے کہ اس عمل میں جس کا استحسان ائمہ دین نے فرمایا ہے حرمت کی کوئی وجہ ثابت نہیں۔

ثانیاً۔ فقہاء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی امر جائز کا کسی امر ممنوع سے محض اتصال واقتران علی الاطلاق اُس امر کو ممنوع قرار نہیں دیتا۔ غنیۃ المستملی میں خطبہ کے وقت خاموش رہنے کے بیان میں نقل فرمایا۔

"اسی لئے بعض لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام سے دور رہنا ہی افضل ہے تاکہ ظالموں کی مدح وستائش نہ سن سکے۔ لیکن مذہبِ صحیح یہ ہے کہ گذشتہ حدیث کی بناء پر نزدیکی افضل ہے حاصل یہ ہے کہ قرب، فضیلت ہے اس لئے کسی دوسری معصیت کے

Marfat.com

مایجاورها من معصیة غیره کاتباع الجنازة التی معها نائحة الی آخره"۔

علامہ شامی در ردمحتار در بحث زیارت قبور آوردہ۔

"قال ابن حجر فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندها من منکرات المفاسد لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل علی الانسان فعلها و انکار البدع بل ازالتها ان امکن آہ۔

قلت ویؤیدہ ما مر عن عدم ترک اتباع الجنازة و انکان معها نساء نائحات الخ۔

پس اگر جملہ امور نامشروعہ در بعض مجالس

اتصال سے متروک نہیں ہوگی جیسے اس جنازہ کے ساتھ چلنا جسمیں نوحہ کرنے والی عورت ہو الخ"۔

علامہ شامی نے زیارت قبور کی بحث میں نقل کیا ہے۔

علامہ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ قبور کے پاس جو مفاسد اور منکرات ہوتے ہیں ان کی بناء پر ان کی زیارت نہیں چھوڑی جائے گی۔ کیونکہ نیکیاں اس طرح کی چیزوں سے ترک نہیں کی جاتیں۔ بلکہ آدمی پر لازم ہے کہ کرے اور ناجائز چیزوں کو برا سمجھے بلکہ ممکن ہو تو ان کا خاتمہ کردے الخ۔

میں کہوں گا کہ ماسبق سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی اس سے کہ اگر جنازہ کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورتیں ہوں تب بھی جنازہ کا ساتھ نہیں چھوڑا جائے گا۔

اسلئے اگر کچھ جاہل کسی وقت،

Marfat.com

دربعض اوقات قرین این عمل نمایند بموجب این اقوال اقتران آں امور خارجہ اصل عمل مولد را حرام نخواہد ساخت۔

قولہ - دلیل ہشتم آنکہ در حدیث شریف ست من تشبہ بقوم فھو منھم الیٰ قولہ در ہنود جنم اشٹمی ست کہ دراں تولد کنہیا حسب اعتقاد شان میشود پیش اہل بصیرت وبصر ہیچ تفاوت عید مولد بایں اعیاد نیست الخ۔

اقول - حسب تصریح محققین مستندین صاحب رسالہ ہم مراد از تشبیہ ممنوع آنست کہ موافقت کفار در فعل مخصوص ایشان کہ از شعار شان باشد نمودہ آید ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ آوردہ

کسی مجلس میں کچھ ناجائز کام کی آمیزش کردیں تو بھی ان اقوال کے بموجب اُن خارجی امور کا اقتران اصل عمل میلاد کو حرام نہیں بنائے گا۔

قولہ - آٹھویں دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے جو کسی قوم سے تشبہ کرے تو وہ انہیں میں ہے۔ الی قولہ، ہندوؤں میں جنم اشٹمی ہے، اس میں ان کے اعتقاد کے مطابق کنہیا کا جنم ہوتا ہے۔ اہل بصیرت و بصارت کے نزدیک عید میلاد اور ان عیدوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اقول - صاحب رسالہ کے محققین اور مستندین کی صراحت کے مطابق بھی ممنوع تشبیہ سے یہ مراد ہے کہ کفار سے یکسانیت اُن کے اس فعل میں پیدا کی جائے جو ان کا شعار ہو۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

Marfat.com

"اما جواب بعض العلماء فی مقام الانکار لبس هذه الکسوة بان لبس القلنسوة الازبکیة ایضا بدعة فلیس فی محله فانا ممنوعون من التشبه بالکفرة و اهل البدعة المنکرة فی شعارهم لا منهیون عن کل بدعة ولوکانت مباحة سواء کانت من افعال اهل السنة او من افعال اهل البدعة فالمدار علی الشعار الیٰ آخره"

وہمچناں امریکہ بہ نیت ادائے رسم جاہلیت وبقصد تکلف مشابہت ادا نمودہ شود گو مذموم نباشد داخل تشبیہ ممنوع است۔

پس برائے تضلیل ائمہ اسلام و ابطال شرف ایام ولادت باسعادت حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام متبرک وشریف دانستن آں ایام و

"اس لباس کو پہننے کے انکار کی جگہ بعض علماء کا یہ جواب اپنے محل میں نہیں ہے کہ اُزبکی ٹوپی پہننا بھی بدعت ہے۔ کیونکہ ہمیں کفار اور بدعتِ سیئہ والوں کے شعار میں تشبہ سے روکا گیا ہے نہ کہ ہر بدعت سے خواہ وہ مباح ہی کیوں نہ ہو یا خواہ وہ اہل سنت کا فعل ہو یا اہل بدعت کا تو حکم کا مدار شعار پر ہے۔"

یونہی جو کام جاہلی رواج کی ادائیگی اور اس سے مشابہت کے ارادہ سے کیا جائے بھلے مذموم نہ ہو ممنوع تشبیہ میں داخل ہے۔

اس بنا پر ائمہ اسلام کو گمراہ، اور حضرت سید الانام ﷺ کے زمانۂ ولادت کے شرف کو باطل قرار دینے کے لئے، مقصود میلاد، شکر نعمت کے ارادہ سے، حضرت سید الرسل کے حالات وفضائل کا تذکرہ کر کے،

Marfat.com

اظہار فرحت وسرور بذکر احوال وفضائل
حضرت سید رسل و ایصال ثواب
تلاوت قرآن مجید و دعوات اخوان و
ادائے دیگر صدقات وقربات را بقصد
شکر نعمت کہ عمل مولد عبارت ازاں ست
داخل وعید "من تشبہ بقوم فھو
منھم ولیس منا" پرداختن وبایں
کلمۂ شیطانیہ کہ مابین ایں عمل وجنم
اشٹمی ہنود کہ در ان تولد کنہیا حسب
اعتقاد ایشان می شود ہیچ تفاوت نیست
تفوہ ساختن قولی ست باطل وقبیح و
امرے ست لغو وفضیح اگر کسی اعیاد کفار
را مانند جنم کنہیا ومہر جان وغیرہ عید
میگردانید البتہ در رد آں ذکر وعید
فھو منھم ولیس منا می رسید
حالانکہ مشرف دانستن ایام ولادت
باسعادت و اظہار سرور و

قرآن مجید کی تلاوت کا ایصال ثواب
اور دوستوں کی دعوت کر کے، نیز
دیگر عبادات وصدقات کی ادائیگی کر
کے اُن ایام کو متبرک اور شرف والا
سمجھنے کو' فرحت وسرور کا اظہار کرنے
کو، "من تشبہ بقومٍ فھو منھم
ولیس منا" کی وعید میں داخل
کرنے کا چکر چلانا اور یہ شیطانی
بولی بولنا کہ اس عمل میلاد اور
ہندوؤں کی اُس "جنم اشٹمی" میں
کوئی فرق نہیں جس میں ان کے
اعتقاد کے مطابق کنھیا کا جنم ہوتا
ہے۔ باطل و قبیح بات اور لغو
ورسوا کن امر ہے۔ اگر کوئی "کنھیا
جنم" اور "مہر جان" جیسی کفار کی
عیدوں کو اپنی عید بنالے تو بلاشبہ اس
کی تردید میں "فھو منھم ولیس
منا" کی وعید ذکر کرنے کا حق ہے۔
حالانکہ ولادت باسعادت کے
ایام کو مشرف جاننا اور خاتم رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے فرحت

Marfat.com

فرحت بذکر احوال خاتم رسالت ﷺ نہ از اعمال شعار نصاریٰ و ہنود ست و نہ ادائ رسم کفار و جہالت ازاں مقصودست۔

و از انجا کہ اضراب صاحب رسالہ بے آنکہ بفہم سخن رسند برائے تکفیر اہل اسلام اکثر ذکر ایں حدیث میکنند دریں جا مثالے از اربعین اسحاقیہ می نویسم در مسئلہ چھو چک کہ رسم اہل ہندست نوشتہ۔

''فرستادن جنس و غلہ وغیرہ از طرف نانہال مولود اگر بہ نیت صلۂ رحم باشد جائز ست الیٰ قولہ و اگر نیت ادائے رسم جہالت باشد جائز نیست کہ دران تشبیہ برسم ہنود لازم خواہد آمد و آن درست نیست قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من تشبہ بقوم فھو منھم الیٰ آخرہ''

و سرور کا اظہار کرنا۔ نہ تو عیسائیوں اور ہندوؤں کا شعار ہے نہ کفار کے رواج کی ادائیگی نہ ہی اس سے کسی جاہلی رسم کا قصد ہے۔

چونکہ صاحب رسالہ کے ہمنوا حضرات، بات سمجھے بغیر اہل اسلام کی تکفیر کے لئے اکثر اس حدیث کا تذکرہ کرتے ہیں اس لئے یہاں ''اربعین اسحاقیہ'' سے ایک مثال نقل کر رہا ہوں۔

ہندوؤں کی ایک رسم ''چھو چک'' کے مسئلہ میں لکھا ہے۔

''پیدا شدہ بچے کی نانہال کے طرف سے غلہ اور سامان، صلہ رحمی کی نیت سے بھیجنا جائز ہے، الیٰ قولہ اور اگر نیت رسم جہالت کی ادائیگی ہو تو جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں رسم ہنود سے مشابہت لازم آئیگی جو درست نہیں ہے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے ''جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں ہے الخ''۔

Marfat.com

باید دید کہ امر واحد یعنی طریقۂ مروّجہ چھو چک را بہ یک نیت کہ از قسم خیر ست داخل تشبیہ نہ ساختہ و بہ نیت ادائے رسم جہالت حکم بلزوم تشبیہ نمودہ بادخال در وعید من تشبہ بقوم فھو منھم پرداختہ و تفصیل عدم لزوم تشبیہ کفار دریں عمل و ممکن نبودن اندراج ایں عمل دراں وعید در جواب تحریر برادر بزرگ خواہد آمد۔

قولہ - دلیل نہم آنکہ در حدیث شریف ست الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه و امر تبین لك عيبه فاجتنبهٗ الیٰ قولہٖ و عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

دیکھنا چاہئے کہ ایک ہی رائج طریقہ ''چھو چک'' کو خیر کی نیت کی بنا پر داخل تشبیہ نہیں کیا، اور رسم جہالت ادا کرنے کی نیت سے لزوم تشبیہ کا حکم دیا اور ''من تشبہ بقوم فھو منھم الخ کی وعید میں داخل گردانا -- اور اس بات کی تفصیل کہ اس عمل میلاد میں کفار سے مشابہت لازم نہیں اور اس کا اس وعید میں اندراج ممکن نہیں صاحب رسالہ کے بڑے بھائی کی تحریر کے جواب میں آئے گا۔

قولہ نویں دلیل حدیث شریف میں ہے۔

امور کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جس کا رشد ظاہر ہو اس کی پیروی کرو دوسرے وہ جس کا عیب ظاہر ہو اس سے بچو - الی قولہ- حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

Marfat.com

قال سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول ان الحلال بین والحرام بین و بینھما مشتبہات الخ۔

اقول۔ جمہور محققین ائمہ دین کہ مستند صاحب رسالہ ند در شروح حدیث تصریح فرمودہ اند کہ اصل در اشیاء حلت وا باحت است پس چیز یکہ از شارع دلیل تحریم برآن قائم نباشد داخل حلال بین ست پس استدلال بایں احادیث بے فہم معانی و بے دیدن شروح حدیث درست نیست ملا علی قاری علیہ الرحمۃ در مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف فرمودہ الحلال بین ای واضح لا یخفی حلہ بان ورد نص علی حلہ او مھدا صل یمکن استخراج الجزئیات

وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے، حرام ظاہر ہے اور دونوں کے بیچ مشتبہات ہیں۔

اقول۔ صاحب رسالہ کے بھی مستند جمہور محققین اور ائمۂ دین نے حدیث کی شرحوں میں صراحت فرمائی ہے کہ اشیاء میں اصل حلت و اباحت ہے۔ تو جس چیز کی حرمت پر شارع کی جانب سے دلیل قائم نہ ہو وہ حلالِ بیّن میں داخل ہے۔ اس لئے معنی سمجھے بغیر، حدیث کی شرحوں کو دیکھے بغیر ان احادیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات شرح مشکوۃ شریف میں لکھتے ہیں۔

حلال بین ہے یعنی واضح ہے اس کی حلت مخفی نہیں کیونکہ اس کی حلت پر یا تو نص وارد ہے یا اصل موجود ہے جس سے جزئیات کا

Marfat.com

منہ کقولہ تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا فان اللام للنفع فعلم ان الاصل فی الاشیاء الحل الا ان یکون فیہ مضرۃ والحرام بین ای ظاھر لا یخفیٰ حرمتہ بان ورد فیہ نص علیٰ حرمتہ و بینھما مشتبھات ای امور ملتبسۃ لکونھا ذات جھۃ الیٰ کل من الحلال و الحرام الخ۔

و نیز ملا علی قاری در مرقاۃ بذیل حدیث شریف وسکت عن اشیاء عن غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا فرمودہ۔

دل علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کقولہ تعالیٰ ھو الذی

استخراج ممکن ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "اس نے تمہارے نفع کے لئے زمین کی ساری چیزوں کو پیدا فرمایا کیونکہ لام نفع کے لئے ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اشیاء میں اصل حلت ہے الا یہ کہ اُس میں کوئی ضرر ہو اور حرام ظاہر ہے یعنی اس کی حرمت مخفی نہیں کیونکہ اس کی حرمت پر نص وارد ہے۔ اور دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں یعنی حلال و حرام دونوں رخ رکھنے کی بناء پر انکی حلت وحرمت میں اشتباہ ہے۔

ملا علی قاری نے مرقات میں اس حدیث کے تحت تحریر کیا ہے کہ:

"بے بھولے بعض چیزوں سے سکوت فرمایا تو اس کی چھان بین مت کرو۔

حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے کہ "وہی وہ ذات ہے

Marfat.com

خلق لکم ما فی الارض جمیعا الخ۔

و نیز در مرقاۃ در کتاب الاطعمہ بذیل حدیث ما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ نوشتہ۔

فیہ ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ الخ۔

درینجا باید دانست کہ طائفہ ہوائیہ را کیدے دگر ست و آن اینکہ اشیائے را کہ در کتاب و سنت تحریم و منع آں مفقود ست بلکہ قول مجتہدے ہم در تحریم بلکہ کراہت آن غیر موجود باوجود اندراج در مندوبات شریعت و نبودن ہیچگونہ مزاحمت گاہی داخل حرام بین و گاہی داخل مشتبہات میسازند و اصل در اشیاء حرمت می انگارند و بمسئلہ متعلقہ قبل بعثت دست می زنند

جس نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین کی ساری چیزوں کو پیدا فرمایا''

نیز مرقات کتاب الاطعمہ میں حدیث ''جس سے سکوت ہے وہ معاف ہے'' کے تحت فرمایا ''اس میں دلالت ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔''

یہاں یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس نفس پرست گروہ کی ایک اور مکاری ہے اور وہ یہ کہ جن چیزوں کی حرمت وممانعت کتاب وسنت میں نہیں ہے بلکہ کسی مجتہد کا قول بھی اس کی حرمت بلکہ کراہت میں موجود نہیں وہ چیزیں شریعت کے مستحبات میں مندرج بھی ہیں۔ شریعت سے کسی بھی طرح مزاحم بھی نہیں انہیں کبھی تو وہ حرام ظاہر میں اور کبھی مشتبہات میں داخل کرتے ہیں اور اشیاء میں اصل حرمت سمجھتے ہیں نیز مسائلِ قبلِ بعثت کو ہاتھ لگاتے ہیں۔

Marfat.com

و برائے اثبات مدعائے خود بعض عبارات مبہمہ مجملہ از نافہمی نقل می کنند اگر دریں مقام بغایت اختصار بایں بحث ہم اشعار رود مضائقہ ندارد۔

براہل تحقیق مخفی نیست کہ بعد بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدلائل کتاب وسنت، اصل حلت و اباحت ست اما بحسب فطرت پس در آنہم بمذہب جمہور حنفیہ وشافعیہ مختار اباحت ست واگر کسی رادریں تحقیق اشتباہ روداده محققین بردقولش پرداختہ اند علامہ شامی درردالمحتار حاشیہ درمختار دراعتراض برقول درمختار وجواب از طرف صاحب ہدایہ فرمودہ۔

الاول ان ما مر عن الهداية ليس مبنيًا على ان الاصل الاباحة لان الخلاف المذكور فيه انما هو قبل ورود الشرع

اگر یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ اس بحث کی طرف بھی اشارہ کردیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اہل تحقیق پر پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کتاب وسنت کی دلیلوں سے اشیاء میں اصل اباحت ہے لیکن باعتبار فطرت بھی جمہور احناف و شوافع کے مذہب مختار میں اصل اباحت ہے اور اگر کسی کو اس تحقیق میں اشتباہ ہوا تو محققین نے اس کی تردید کردی ہے۔ علامہ شامی رد المحتار حاشیۂ درمختار میں درمختار کے قول پر اعتراض کرتے ہوئے صاحب ہدایہ کی جانب سے جواب میں فرماتے ہیں۔

”پہلی بات، ہدایہ کا جو قول گذرا اس کا مدار اس پر نہیں کہ اصل اباحت ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں مذکورہ اختلاف ورود شریعت سے

Marfat.com

و صاحب الهداية انما اثبت
الاباحة بعد ورود الشرع
بمقتضى الدليل يعنى ان
مقتضى الدليل اباحتها لكن
تثبت العصمة بعارض وقد
صرح بذلك فى اصول
البزدوى حيث قال بعدورود
الشرع الاموال على الاباحة
بالاجماع مالم يظهر دليل
الحرمة لان الله تعالى ابا
حها بقوله جعل لكم ما فى
الارض جميعا الخ وهمدران
است الرابع ان نسبة
الاباحة الى المعتزلة مخالف
لما فى كتب الاصول ففى تحر
ير ابن الهمام المختار
الاباحة عند جمهو رالحنفية
والشافعية آه وفى شرح اصول
البزدوى للعلامة الاكمل

پہلے کا ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے
اباحت کا اثبات ورود شریعت کے
بعد، دلیل کی اقتضاء سے کیا ہے یعنی
دلیل کی اقتضاء اس کی اباحت ہے
لیکن عصمت کا ثبوت عارض کی بناء
پر ہے۔ اصول بزدوی میں اس کی
صراحت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا
ہے کہ ورودِ شریعت کے بعد اور
دلیل حرمت کے ظہور سے پہلے بطور
اجماع اموال اباحت پر محمول ہوں
گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے
قول "جعل لکم ما فی الارض
جمیعا" سے مباح فرمایا ہے۔ "چوتھی
بات یہ ہے کہ معتزلہ کی جانب
اباحت کی نسبت کرنا اصول کی
کتابوں میں مذکور اقوال کے خلاف
ہے۔ ابن ہمام کی تحریر میں ہے کہ
جمہور احناف و شوافع کے نزدیک
مذہب مختار اباحت ہے۔ علامہ اکمل
کی شرح اصول بزدوی میں ہے

Marfat.com

قال اكثر اصحابنا واكثر اصحاب الشافعی ان الا شياء التی يجوز ان يرد ا الشرع باباحتها وحرمتها قبل و روده علی الا باحة وهی الاصل فيها حتیٰ ابيح لمن لم يبلغه الشرع ان يأكل ما شاء واليه ا شا رمحمد وهو قول الجبائی وا صحاب الظاهر وقال بعض اصحابنا و بعض اصحاب الشافعی و معتزلة بغداد انها علی الحظر وقالت الا شعرية وعامة اهل الحديث انها علی الوقف حتی ان من لم يبلغه الشرع يتوقف ولا يتنا ول شيئاً فان تناول لم يو صف فعله بحل ولا حرمة

"ہمارے اور شوافع کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ وہ چیزیں جن کی اباحت یا حرمت دونوں میں شریعت کا ورود ممکن ہے وہ ورود شریعت سے پہلے پہلے اباحت پر محمول ہوں گی اور یہی ان میں اصل ہے۔ یہاں تک کہ شریعت جس آدمی تک نہیں پہونچی اسکے لئے کچھ بھی کھانا مباح ہے۔ امام محمد نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جبائی اور اصحاب ظواہر کا یہی قول ہے اور ہمارے اور امام شافعی کے بعض اصحاب اور بغداد کے معتزلہ نے کہا ہے کہ وہ ممنوع ہیں، اشاعرہ اور عام اہل حدیث کا کہنا ہے کہ ان کا حکم توقف ہے یہاں تک کہ جس آدمی تک شریعت نہ پہونچے وہ کچھ نہ تناول کرے توقف کرے۔ اور اگر کچھ تناول کیا تو اس کا فعل حلت وحرمت سے متصف نہیں ہوگا۔

Marfat.com

وقال عبد القاهر البغدادی تفسیرہ لا یستحق ثوابا ولا عقابا والیه مال الشیخ ابو منصور الخ۔

عبدالقاہر بغدادی نے کہا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ثواب یا عقاب کا حق دار نہ ہوگا۔ شیخ ابو منصور کا رجحان ادھر ہی ہے۔ الخ۔

قولہ دلیل دہم آنکه فی مجالس الابرار انه روی عن المعذور بن سوید ان عمر صلی فی طریق مکة ثم رأی الناس یذهبون مذهباً الخ۔

قولہ۔ دسویں دلیل یہ ہے کہ مجالس الابرار میں ہے۔ معذور ابن سوید سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کی راہ میں نماز ادا کی پھر لوگوں کو دیکھا کہ وہ کہیں جا رہے ہیں۔

اقول اولاً کہ تبرک بمواضع متبرکہ محبوبان حق سبحانہ، خصوصاً مساجد ومشاہد و آبار و آثار آنحضرت ﷺ از جمهو رصحابه و تابعین

اقول۔ اولاً حق سبحانہ کے محبوب بندوں کے مقامات سے، بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوؤں، مسجدوں، مشہدوں سے تبرک حاصل کرنا جمہور صحابہؓ و تابعین

Marfat.com

ودیگر ائمہ دین از سلف تا خلف ثابت و صحیح ست پس یک دو قول را کہ موہم خلاف آن باشند پیش آوردن و آنرا دلیل قاطع برائے تضلیل ائمہ دین از مجوزین عمل مولد دانستن دلیلے ست قاطع بر سفاہت صاحب رسالہ۔

امام بخاری در صحیح خود آوردہ

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی قال نا فضیل بن سلیمان قال نا موسی بن عقبة قال رأیت سالم بن عبداللہ یتحری اماکن من الطریق فیصلی فیھا ویحدث ان اباہ کان

اور سلف سے لیکر خلف تک دوسرے ائمۂ دین سے ثابت اور صحیح ہے۔ اسلئے ایک دو ایسے قول کو پیش کرنا جو اس کے مخالف کا وہم پیدا کرے۔ اور اسے عمل میلاد کو جائز قرار دینے والے ائمۂ دین کی گمراہی کی دلیل قطعی بنانا صاحب رسالہ کی بے وقوفی پر دلیل یقینی ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

"محمد ابن ابی بکر مقدمی نے ہم سے، فضیل بن سلیمان نے اُن سے اور موسیٰ ابن عقبہ نے فضیل ابن سلیمان سے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سالم ابن عبد اللہ کو راستہ کی کچھ جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد ان مقامات پر نماز ادا کرتے تھے

Marfat.com

يصلي فيها وانه رأى النبى
صلى الله عليه وسلم يصلى فى تلك الا مكنة
الحديث۔

علامہ عینی در شرح صحیح بخاری
آوردہ الوجه الثانى فى بيان
وجه تتبع عبدالله ابن
عمر رضى الله عنهما
المواضع التى صلى فيها
رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو انه كان
يستحب التتبع لآثار النبى
صلى الله عليه وسلم االتبرك
بها ولم يزل الناس يتبركون
بمواضع الصالحين الخ۔

در صحیح مسلم مروی ست کہ گفت
حضرت ابن مالك رضى الله
عنه اصابنى فى بصرى شىء
نبعثت الى النبى ﷺ انى
احب ان تأتينى

اور انہوں نے وہاں نبی ﷺ کو نماز
پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

علامہ عینی شرح صحیح بخاری میں
لکھتے ہیں:

"دوسری وجہ اس بات کے
بیان میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن
عمر رضی اللہ عنہ ان جگہوں کی جستجو
کیوں کرتے تھے جہاں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی
وجہ یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے
آثار کی تلاش اور اس سے برکت کی
تحصیل مستحب سمجھتے تھے اور مقامات
صالحین سے لوگ برکت حاصل کرتے
چلے آئے ہیں الخ۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ
حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
"میری بینائی میں کچھ خلل
ہو گیا تو میں نے ایک صاحب کو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا
کہ میری خواہش ہے کہ حضور میرے
یہاں تشریف لائیں اور میری خاطر

Marfat.com

وتصلى لى فى منزلى فاتخذه مصلى وفى رواية فخط لى خطا۔

امام نووی در شرح آوردہ۔

اى اعلم لى على موضع لا تخذه مسجدا اى موضعا اجعل صلوتى فيه متبركا بآثارك وفى هذا الحديث انواع من العلم ففيه التبرك بآثار الصالحين الخ۔

شعرانی مستند صاحب رسالہ وامثالش در کشف الغمہ آوردہ۔

وكانت الصحابة رضى الله عنهم يتتبعون آثار رسول الله صلى الله عليه وسلم فكل مكان صلى فيه يصلون فيه حتىٰ كان ابن عمر رضى الله عنهما

میرے گھر میں نماز ادا کر دیں تاکہ اسی جگہ کو میں نماز کے لئے مقرر کرلوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ میرے لئے نشان کھینچ دیں"

امام نووی شرح میں لکھتے ہیں:

"یعنی کسی جگہ نشان لگادیجئے جسے میں مسجد یعنی نماز کی ادائیگی کا مقام بنالوں اور آپ کے آثار سے برکت حاصل کروں، اس حدیث میں کئی طرح کے علوم ہیں، صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنا بھی الخ۔

صاحب رسالہ اور اس جیسے لوگوں کے مستند امام شعرانی نے کشف الغمہ میں لکھا ہے۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی جستجو کیا کرتے تھے اور ہر اُس جگہ نماز ادا کرتے تھے جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو

Marfat.com

لم یزل یتعاهد شجرة ما یسقی فقیل له فی ذلك فقال رأیته صلی اللہ علیہ وسلم نزل تحتها مرة فانی اتعاهدها حتی لا تیبس الخ۔

در جذب القلوب آوردہ واز انجملہ آنست کہ زیارت مساجد نبویہ و تتبع آثار محمدیہ کہ در اثنائے طریق واقع اند و در بیان مساجد ماثورہ مذکورہ شدند لازم وقت داند الخ۔

شاہ ولی اللہ دہلوی در ہمعات در بحث طہارت نوشتہ اند۔

حقیقت طہارت منحصر نیست در غسل ووضو بلکہ بسیار چیز ہا

ایک درخت کے پاس آکر اسے پانی دینے کی عادت بنالی تھی اور جب ان سے دریافت کیا گیا تو بتایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس کے نیچے ایک بار انہوں نے اقامت فرمائی تو میں نے اس درخت کے نیچے آکر اسے سیراب کرنے کی عادت اسلئے بنالی ہے کہ کہیں وہ خشک نہ ہوجائے۔

"جذب القلوب میں منقول ہے کہ: ان تمام باتوں میں ایک یہ ہے کہ ماثور مساجد کے بیان میں مذکور راستہ میں واقع آثار محمدیہ و مساجد نبویہ کی جستجو اور زیارت وقت کی ضرورت سمجھے الخ"

شاہ ولی اللہ دہلوی ہمعات کے اندر طہارت کی بحث میں لکھتے ہیں کہ:

"حقیقت طہارت غسل و وضو میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ بہت ساری

Marfat.com

درحکم وضو وغسل ہستند چنانکہ صدقہ دادن وفرشتگان وبزرگان راخوبی یاد کردن و در مواضع متبرکہ و مساجد معظّمہ و مشاہد سلف صالح معتکف شدن الخ۔

در تفسیر عزیزی فرمودہ وبرکت در کلام و انفاس و افعال در مکانات ایشان وہم صحبتان و اولاد ونسل ایشان وزیارت کنندگان ایشان پے در پے ظاہر میگردد الخ۔

وہمدران ست سیوم آنکہ بعض مواضع متبرکہ مورد نعمت ورحمت الٰہی گشتہ اندیا بعض خاندانہائے قدیم اہل صلاح وتقویٰ خاصیتی پیدا کردہ اند کہ در آنہا احداث توبہ نمودن و طاعات بجا آوردن موجب سرعت قبول وثمرات نیک می باشد الخ۔

بالجملہ استحسان تبرک

چیزیں غسل ووضو کے حکم میں ہیں مثلاً صدقہ دینا، فرشتوں اور بزرگوں کو بہ خوبی یاد کرنا متبرک مقامات اور باعظمت مساجد اور سلف صالحین کے مشاہد میں معتکف ہونا الخ''

تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے

''ان کی ذات، ان کے مکانات اُن کے افعال ان کی گفتگو، ان کے مصاحبین، ان کی اولاد ان کی نسل اور ان سے ملاقات کرنے والوں کے اندر مسلسل برکتوں کا ظہور ہوتا ہے''

اسی میں ہے ''سوم یہ کہ بعض مقامات متبرکہ اللہ کی نعمت اور رحمت کے ورود کا محل بن گئے ہیں یا بعض قدیم اربابِ صلاح وتقویٰ کے خانوادوں میں کچھ خاصیت پیدا ہوگئی ہے کہ ان کے درمیان توبہ کرنا، اطاعت بجا لانا جلد قبولیت اور نیک نتائج کا موجب ہیں۔

الحاصل مقامات متبرکہ سے برکت حاصل کرنا برکت کے حصول

Marfat.com

بمواضع متبرکہ وادائے عبادات بہ
نیت حصول برکت از سلف و خلف
ثابت ست

وثانیاً قطع نظر از دیگر آثار صریحۂ
صحیحہ ہمیں اثر منقول از مجالس دلالت
میدارد بر استحسان تبرک بمشاہد و
مساجد آنحضرت ﷺ از صحابہ و
تابعین کہ دراں لفظ ''رأی الناس
یذہبون'' موجود نبودند ناس دراں
وقت مگر صحابہ وتابعین پس چگونہ عمل
آنحضرات کرام را موجب ضلالت
اعتقاد کردہ شود و بنا بر قیاس بر آن حکم
مولد ہم ہمان قرار دادہ آید کسیکہ بسیر و
مطالعۂ کتب حدیث وفقہ مشرف ست
مفاد ایں لفظ نیک میداند درینجا یکدو
مثال مذکور می کنم علامہ عینی در شرح صحیح
بخاری شریف در باب صدقۃ الفطر
آوردہ۔

کی نیت سے وہاں عبادت ادا کرنا
سلف وخلف سے ثابت ہے۔

ثانیاً دوسرے صریح وصحیح آثار
سے قطع نظر مجالس الابرار کی یہی
مذکورہ حدیث اس بات پر دلالت
کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے مشاہد ومساجد سے برکت حاصل
کرنا صحابہ و تابعین کے نزدیک
مستحسن ہے کیونکہ اس میں لفظِ
''رأی لناس یذہبون''
موجود ہے اور اس زمانہ میں یہ لوگ
تو صحابہ یا تابعین ہی تھے۔ پھر کس
طرح ان کے عمل کو گمراہی کا موجب
سمجھا جائے گا۔ اور اس پر قیاس کر
کے میلاد کا وہی حکم قرار پائے گا۔

جو آدمی فقہ وحدیث کی کتابوں
کے مطالعہ کا شرف رکھتا ہے اس لفظ
کا مفاد خوب سمجھتا ہے یہاں ایک دو
مثال ذکر کر رہا ہوں علامہ عینی، نے صحیح
بخاری شریف کی شرح میں صدقۃ
الفطر کے بیان میں نقل فرمایا ہے۔

Marfat.com

قال ابوداؤد عن ابی
سعید الخدری رضی الله عنه
قال کنا نخرج اذا کان فینا
رسول الله صلی الله علیه
وسلم زکوٰة الفطر عن کل صغیر
و کبیر حر ومملوك صاعا من
طعام اوصاعا من اقط
اوصاعا من شعیر اوصاعاً
من تمر اوصاعا من زبیب فلم
نزل نخرجه حتی قدم معاویة
حاجا او معتمراً فکلم الناس
علی المنبر فکان فیما کلم
الناس ان قال انی اری مدین
من بر الشام صاعاً من تمرٍ
فاخذ الناس بذلك قال ابو
سعید فاما انا فلا ازال اخرجه
ابداما عشت قال النووی

"حضرت ابوداؤد نے حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کر
کے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
موجودگی میں ہر صغیر و کبیر، آزاد غلام
کی طرف سے صدقۂ فطر ایک صاع
کھانا، یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع
جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع
کشمش نکالا کرتے تھے۔ یہاں
تک کہ عمرہ یا حج کے لئے حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور منبر پر
لوگوں سے بات چیت کی ان کی
گفتگو میں یہ بات بھی تھی کہ انہوں
نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ دو مد
شامی گیہوں یا ایک صاع کھجور ہے۔
لوگوں نے اسی کو اخذ کر لیا۔ حضرت ابو
سعید خدری نے کہا کہ لیکن میں تا
حیات وہی نکالتا رہا۔ امام نووی نے فرمایا

Marfat.com

هذا الحدیث معتمد ابی حنیفة ثم قال انه فعل صحابی ای معاویة رضی الله تعالی عنه وقد خالفه ابو سعید و غیره من الصحابة ممن هو اطول صحبة و اعلم بحال النبی صلی الله علیه وسلم قلنا ان قولهٗ فعل صحابی لا یمنع لانه قد وافقه غیره من الصحابة الجم الغفیر بدلیل قوله فی الحدیث فاخذ الناس و لفظ الناس للعموم فکان اجماعا فلا یضر مخالفة ابی سعید رضی الله تعالی عنه لذلك الخ ۔

در غنیۃ المستملی در بحث عدم استحباب قنوت در غیر وتر آوردہ۔

کہ اسی حدیث پر امام ابو حنیفہ کا اعتماد ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ ایک صحابی یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فعل ہے جس کی مخالفت حضرت ابو سعید خدری اور دیگر اُن صحابۂ کرام نے کی ہے جو نسبتاً عرصۂ دراز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رہے ہیں اور ان کے حالات سے نسبتاً زیادہ آشنا ہیں۔ ہم کہیں گے کہ ان کا قول ”فعل صحابی“ مانع نہیں ہے کیونکہ ان کی موافقت ان کے علاوہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے کردی ہے جس کی دلیل حدیث میں راوی کا قول ”فاخذ الناس“ ہے لفظ ناس عموم کیلئے ہے تو اجماع ہوگا اس لئے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی مخالفت مضر نہیں ہوگی۔ الخ“

غنیۃ المستملی میں وتر کے علاوہ قنوت کے عدم استحباب کے بیان میں منقول ہے:

Marfat.com

و اخرج عن علی ؓ انه لما قنت فی الصبح انکر الناس علیه فقال استنصر نا علی عدو نا و فیه انه کان منکرا عند الناس ولیس الناس اذ ذاك الا الصحابة والتابعین رضی الله عنه الخ۔

باالجملہ امریکہ ازصحابہ وتابعین و دیگر ائمہٗ دین مروی باشد بہ جہت خلاف کدامی روایت درمسائل فرعیہ آنرا ضلالت قرار دادن والزام ضلالت برائمہٗ امت نہادن محض ضلالت ست۔

وثالثاایں امررامعارض ست دیگر آثارمعروفہ کہ مثبت اہتمام حضرت

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب انہوں نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھا تو لوگوں نے ناپسند کیا۔تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے دشمن کے خلاف نصرت وحمایت طلب کی ہے۔اس میں اس کا بیان ہے کہ نماز صبح میں قنوت پڑھنا، لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ عمل تھا اور لوگ تو اس وقت صحابہ تھے یا تابعین۔''

الحاصل وہ امر جوصحابہ،تابعین اور دیگر ائمہ دین سے مروی ہو۔ اسے فرعی مسائل میں کسی روایت کے خلاف ہونے کی بناء پر گمرہی قرار دینا اور ائمہ امت پر گمراہی کا الزام رکھنا خالص گمراہی ہے۔

ثالثاً۔یہ بات ان دیگر معروف آثار کے معارض ہے جس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت

Marfat.com

امیر المؤمنین فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزیارت آنحضرت و مساجد و مشاہد آنحضرت ہستند۔

در جذب القلوب آوردہ کہ روزے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ بزیارت مسجد قبا آمد فرمود سوگند بخدا پیغمبر خدا را دیدم کہ با اصحاب خود سنگ برائے بنائے ایں مسجد می کشید واللہ اگر ایں مسجد در طرفے از اطراف عالم می بود چہ جگر ہائے شتران کہ در طلب او نمی زدیم پس شاخہائے خرما طلبیدہ و جارو بے بربست و تنظیف خس و خاشاک نمود الخ۔

و نیز در جذب القلوب آوردہ کہ چون امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فتح شام کرد با اہل بیت مقدس مصالحہ نمود

امیر المؤمنین فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت اور ان کے مساجد و مشاہد کی زیارت کا اہتمام کرتے تھے۔

جذب القلوب میں نقل کیا ہے کہ "ایک روز امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قبا کی زیارت کے لئے آئے اور فرمایا۔ کہ قسم خدا کی میں نے پیغمبر خدا ﷺ کو اس مسجد کی تعمیر کے لئے اپنے اصحاب کے ساتھ پتھر اٹھاتے دیکھا ہے۔ واللہ اگر یہ مسجد دنیا کے کسی دور دراز گوشہ میں بھی ہوتی تو اس کی طلب میں سفر کی صعوبت برداشت کر کے ہم جاتے۔ پھر کھجور کی شاخ طلب کی اور جھاڑو بنا کر خس و خاشاک کو صاف فرمایا۔"

نیز جذب القلوب میں منقول ہے کہ جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے شام کو فتح فرمایا اور بیت المقدس والوں کے ساتھ

Marfat.com

کعب احبار آمد و بشرف اسلام مشرف شد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را باسلام او غایت فرح و سرور دست داد در وقت رجوع باوی گفت یا کعب خواہی کہ باما بہ مدینہ آئی و زیارت سید انبیاء کنی ﷺ گفت نعم یا امیر المؤمنین انا افعل ذلک بعد از قدوم بمدینۂ مطہرہ اول کاری کہ عمر رضی اللہ عنہ کرد سلام پیغمبر بود ﷺ الخ۔

مصالحت کی تو حضرت کعب احبار آئے اور شرفِ اسلام سے مشرف ہوئے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے سے انتہائی فرحت و مسرت حاصل ہوئی لوٹتے وقت ان سے بولے اے کعب آپ ہمارے ساتھ مدینہ چل کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہیں گے؟ تو انہوں نے کہا ہاں اے امیر المومنین میں ایسا ہی کروں گا۔ مدینہ مطہرہ آمد کے بعد حضرت عمر رضی اللہ نے پہلا کام جو کیا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا تھا۔

ورابعاً بر تقدیر سلامت از معارضہ ہم ازیں اثر بطلان فضیلت و استحباب و تطوعیت تبرک بآثار و مشاہد نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام وضلالت معتقد آں کہ مزعوم اسماعیلیہ است ثابت نیست

رابعاً - اس اثر کے معارضہ سے سلامتی کی تقدیر پر بھی حضور ﷺ کے آثار و مشاہد سے تحصیل برکت کے استحباب کا بطلان اور اس کے معتقد کی اسماعیلیوں کے خیال خام کے مطابق گمراہی کا

Marfat.com

کہ بعض ائمہ کرام در ابتداء شیوع
اسلام بر اہتمام و التزام بسیاری از
ابواب خیرو مستحبات و تطوعات
و برائے اعلام و تمیز احکام انکار فرمودہ
اند باوجود یکہ جمہور محققین ائمہٴ دین
قائل و معتقد استحسان و فضیلت بلکہ
مداومت ہمان امور خیر بودہ اند پس
غرض تعلیم آنست کہ کسے آں را از
عبادات مفروضہ وواجبہ نہ انگارد
چنانکہ لفظ فلا یعتمدھا دریں
اثر ہم دلالت برآں دارد۔

علامہ عینی در شرح صحیح بخاری بعد
ذکر استمرار ناس از عہد صحابہ وتابعین بر
تبرک بمواضع صالحین فرمودہ۔

قالوا اما ما روی

ثبوت نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ بعض ائمہٴ
کرام نے احکام میں امتیاز کیلئے،
اشاعتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ
میں، بہت ساری بھلائیوں اور
مستحبات ونوافل کے اہتمام والتزام
کا انکار کیا ہے۔ اس کے باوجود،
جمہور محققین ائمہٴ دین نہ صرف یہ کہ
اُن امور خیر کی فضیلت و استحسان
کے قائل اور معتقد رہے ہیں بلکہ ان
پر مداومت بھی فرمائی ہے۔ پس تعلیم
کا مقصود یہ رہا کہ کوئی اُنھیں فرض و
واجب عبادات میں نہ شمار کرلے۔
جیسا کہ اسی اثر میں "فلا یعتمدھا"
کا لفظ اسی پر دلالت کررہا ہے۔

علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری
میں، صحابہ وتابعین سے لیکر ابتک
صالحین کے مواضع سے لوگوں کے
ہمیشہ برکت حاصل کرتے رہنے کا
ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

"فقہاء نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

عن عمر رضی الله عنه انه
کره ذلك فلانه خشی ان
یلتزم الناس الصلوٰة فی تلك
المواضع فیشکل ذلك علی من
یاتی بعدهم ویری ذلك واجبا
وکذا ینبغی للعالم اذا رأی
الناس یلتزمون النوافل
التزاما شدیدا ان یترخص
فیها فی بعض المدات و
یترکها لیعلم بذلك انها غیر
واجبة الخ۔

درغنیۃ الطالبین آوردہ قد ورد
عن بعض الصحابة انکار
صلوٰة الضحیٰ فمن ذلك
ماروی ابن المبارك من
اصحابنا باسناده عن ابن
عمر رضی الله عنه

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت
کہ انہوں نے اسے (یعنی راہ مکہ
کے بعض مقامات پر نماز پڑھنے کو)
مکروہ سمجھا وہ اس لئے کہ انھیں خطرہ
لگا کہ اُن مقامات میں اگر لوگ نماز
کا التزام کرلیں گے تو بعد میں آنے
والوں کے لئے مشکل کھڑی ہو
جائے گی اور وہ اسے واجب سمجھ لیں
گے عالم کے لئے یہی مناسب ہے
جب وہ لوگوں کو دیکھے کہ نوافل کا
شدید التزام کر رہے ہیں تو بعض
مدوں میں تساہلی برتتے اور ترک کر
دے تا کہ معلوم ہو کہ وہ واجب نہیں
ہے۔"

غنیۃ الطالبین میں ہے:
"بعض صحابہ سے نماز چاشت
کا انکار مروی ہے۔ اسی قبیل سے
ہمارے اصحاب میں ابن مبارک
نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی
سند سے روایت کی ہے کہ انہوں

Marfat.com

انه قال ما صليت منذ اسلمت
الا ان اطوف با لبيت و انها
لبدعة و نعمت البدعة و انها
لمن احسن ما احدثه الناس
وكان ابن مسعود رضى الله
عنه يقول فى صلوٰة الضحىٰ
يا عباد الله لا تحملو اا الناس
على مالم يحملهم الله فان
كنتم لا بد فا عليها فصلو ها
فى بيوتكم وكل هذا لايدّل
على رد ما قد منا ذكر ه من
الفضائل الواردة فى فعلها
انما اراد و ذلك لئلا يشتبه
بصلوٰة الفرض فيعتقد الناس
وجوبها وليس كل الناس سواءً
فى نشاط العبادة
فطلبوا التسهيل عليهم الى آخره

نے فرمایا کہ میں نے یہ نماز اسلام
لانے کے بعد ادا نہیں کی سوائے اس
صورت میں کہ بیت اللہ کا طواف
کروں ۔ وہ بدعت ہے اور بڑی
اچھی بدعت ہے ۔ لوگوں نے جن
چیزوں کی ایجاد کی ہے یہ اُن میں
احسن ترین ہے ۔ نماز چاشت کے
بارے میں حضرت عبداللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ۔ خدا
کے بندو! لوگوں پر وہ بار نہ رکھو جو
ان پر اللہ نے نہیں رکھا ہے اگر تم
پڑھنا ہی چاہتے ہو تو گھروں میں
پڑھ لو یہ ساری باتیں اُن فضائل
کارد نہیں جو اس کی ادائیگی کے
بارے میں وارد ہیں اور جن کا تذکرہ
ہم پہلے کر چکے ہیں ۔ ان کی مراد یہ ہے
کہ اس کا فرض نماز کے ساتھ اشتباہ نہ ہو
اور لوگ اسکے وجوب کا اعتقاد نہ کریں
نشاطِ عبادت میں سب یکساں تو ہیں
نہیں ۔ اسلئے انہوں نے اُن پر
سہولت چاہی ہے الخ ۔''

Marfat.com

قولہٗ - وكذلك لما بلغه ان الناس يتنا ولون الشجرة التى بويع تحتها الخ -

اقول - از کتب معتمدہ بروایات معتمدہ ظاہر کہ شجرہ کہ بیعت تحت آن شدہ بود مشتبہ گردید و دوکس راہم از حاضرین بیعت اتفاق اجتماع بر آن نیفتادہ۔

درصحیح بخاری شریف آوردہ

عن نافع قال قال ابن عمر رضى الله عنه رجعنا من العام المقبل فما اجتمع منا اثنان على الشجرة التى بايعنا تحتها كانت رحمة من الله الى آخره۔

قولہ - اور یونہی جب فاروق اعظم کو اطلاع ملی کہ لوگ اس درخت کو تناول کرنے لگے ہیں جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی تو انہوں نے اسے کٹوا دیا۔

اقول - معتمد کتابوں کی قابل اعتماد روایات سے یہ ظاہر ہے کہ جس درخت کے نیچے بیعت ہوئی تھی وہ مشتبہ ہو گیا تھا اور حاضرین بیعت میں سے دو فرد کا بھی اس درخت پر اتفاق نہیں ہو سکا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت نافع سے مروی ہے۔

راوی کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آئندہ سال جب ہم لوٹے تو ہم میں سے دو فرد کا بھی اُس درخت پر اتفاق نہ ہو سکا جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی۔ یہ من جانب اللہ ایک رحمت تھی الخ۔

Marfat.com

در حاشیہ نسخہ مطبوعہ دہلی از کرمانی آوردہ فما اجتمع منا ای ما وافق منا رجلان علی الشجرۃ انہا ھی التی وقعت المبایعۃ تحتھا بل خفی علینا مکانھا۔

وہمدرران حاشیہ است

کانت رحمۃ من اللہ ای کان اخفاء ھا علیھم رحمۃ من اللہ لئلا یعظمھا الناس تعظیما ممنوعاً شرعاً کذا قالہ النووی وغیرہ۔

و نیز در صحیح بخاری از سعید بن المسیب آوردہ،

حدثنی انہ کان فیمن بایع رسول اللہ ﷺ تحت الشجرۃ قال فلما خرجنا من العام المقبل نسیناھا

دہلی میں مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ میں علامہ کرمانی سے منقول ہے:

"فما اجتمع منا" یعنی ہم میں دو آدمی بھی اس درخت پر ہم رائے نہیں ہوئے جس کے نیچے بیعت ہوئی تھی۔ بلکہ اس کا محل وقوع ہم پر مخفی ہو گیا اسی حاشیہ میں ہے:

"کانت رحمۃ من اللہ" یعنی اس کا اُن پر مخفی کرنا من جانب اللہ ایک رحمت تھی تاکہ لوگ اس کی ایسی تعظیم نہ کرنے لگیں جو شرعاً ممنوع ہو امام نووی وغیرہ نے یونہی ارشاد فرمایا ہے۔"

نیز بخاری شریف میں حضرت سعید ابن میتب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

"انہوں نے بیان کیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی بیعت کرنے والوں میں تھے کہتے ہیں کہ جب ہم اگلے سال نکلے تو اس درخت کو بھول

Marfat.com

فلم نقدر علیها الخ۔

ودرروایت دیگرآمده فرجعنا الیها العام المقبل فعمیت علینا (الحدیث)۔

پس قول بعض علماء کرام که قائل قطع همان شجرۂ معینه اند چرا بر شهادت صحابۂ کرام که در صحیح بخاری شریف موجودست راجح گردد و روایات صحیح بخاری قابل اعتماد نباشد۔

اما آنچه در بعض روایات ذکر امر قطع شجره نسبت حضرت امیر المؤمنین مروی ست پس محققین تحقیق فرموده اند که شجرۂ دیگر بود که بعض کسان باوجود غائب گردانیده شدن شجرۂ بیعت آنرا از غلطی همان شجرۂ بیعت فهمیده بودند

گئے اور اس کی پہچان پر قادر نہ ہوئے۔"

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ "آئندہ سال جب ہم لوگ وہاں واپس ہوئے تو وہ درخت ہم پر مخفی ہوگیا۔" صحیح بخاری شریف میں موجود صحابہ کرام کی شہادت کے برخلاف اُن بعض علماء کا قول کیونکر راجح ہوگا جو اُسی متعین درخت کے کاٹے جانے کے قائل ہیں (جسکے نیچے بیعت ہوئی تھی) اور صحیح بخاری شریف کی روایتیں کیوں قابل اعتماد نہیں ہوں گی۔

رہ گئی یہ بات کہ بعض روایات میں درخت کاٹنے کے حکم کی نسبت حضرت امیر المؤمنین کیطرف کی گئی ہے تو محققین تحقیق نے فرمایا ہے کہ وہ دوسرا درخت تھا جسے لوگوں نے "شجرۂ بیعت" کے مخفی کردئے جانے کے باوجود غلطی سے شجرۂ بیعت سمجھ لیا

Marfat.com

پس برائے رفع شیوع کذب وافتراء امر بقطع گردیدہ۔

در رسالہ مکاتیب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کہ جمع نمودۂ مولوی حاجی رفیع الدین خان صاحب مراد آبادی علیہما الرحمۃ است مرقوم۔

اقول الذی یظهر من مجموع الروایات فی امر الشجرة ان الشجرة غممت علی الناس بعد وقوع البیعة لحکمة مخفیة والمجمل انه تعالیٰ لما علق الرضا بالبیعة تحت الشجرة کان مظنة ان یسبق الی ذهن العوام ان لتلك الشجرة دخلا فی تعلیق الرضا فرفع الله تعالیٰ تلك الشجرة عن ابصارهم

تھا اس لئے جھوٹ اور افتراء کی اشاعت روکنے کی غرض سے کاٹنے کا حکم دیا گیا۔

مولوی حاجی رفیع الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمہ کی جمع کردہ رسالہ مکاتیب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ میں مرقوم ہے:

"میں کہتا ہوں درخت سے متعلق تمام روایات کے مجموعہ سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اُس درخت کو، بیعت کے بعد ایک مخفی حکمت کی وجہ سے لوگوں پر چھپا دیا گیا تھا۔ ایک مجمل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی رضا کو زیر درخت بیعت پر معلق کر دیا تو اس گمان کی گنجائش تھی کہ کہیں عوام کے ذہن میں یہ بات نہ آجائے کہ رضا کی تعلیق میں اس درخت کا بھی دخل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔

Marfat.com

والقوم كانوا حديثى عهد بالجاهلية و عبادة الانصاب حتى قالوا يو مأ للرسول صلى الله عليه وسلم اجعل لنا ذات انواط كما كانت لهم فاخمل ذكرها ثم لما عين بعض الناس موضعها بالقياس والحدس وكانت تلك الشجرة فى الحقيقة غيرها امر امير المؤمنين بقطعها لا لان التبرك بآثار الصالحين مذموم غير محمود بل لان الجعل والغش فى التبركات امر مذموم الىٰ قوله فالامر بالقطع انما كان لاجل ان عمر رضى الله عنه كان يعلم ان الشجرة غممت عن الابصار و ان هذه الشجرة ليست تلك الشجرة التى من شانها ان يتبرك بها وقول

اور قوم، جاہلیت اور استھانوں کی عبادت کے عہد سے قریب تھی یہاں تک کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض تھا کہ ہمارے لئے ''ذات انواط'' بنا دیجئے جیسا کہ پہلے تھا۔ تو اس کی یاد گم کردی گئی پھر جب لوگوں نے اپنے قیاس اور حس باطن سے اس کا محل وقوع متعین کر لیا اور در حقیقت وہ درخت دوسرا تھا تو امیر المؤمنین نے اس کے کاٹنے کا حکم دیدیا۔ اس لئے نہیں کہ صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مذموم ہے محمود نہیں بلکہ اسلئے کہ تبرکات میں فریب اور بناوٹ امر مذموم ہے ''الیٰ قولہ'' تو کاٹنے کا حکم اس وجہ سے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اُس درخت کو نگاہوں سے چھپا دیا گیا ہے اور یہ درخت وہ نہیں جس سے برکت حاصل کرنا شایانِ شان ہے ۔ اور حضرت

Marfat.com

جابر رضی الله عنه لو کنت ابصر الیوم لا ریتکم مکان الشجرة لا یدل الا علی انه کان یضبط مکان الشجرة وهو لا یدل علی بقاء الشجرة بل یدل علی رفع معرفة الشجرة الخ۔

وثانیاً اگر برخلاف شہادت صحابۂ کرام قول بعض علماء تسلیم کردہ شود ومحمول بر سہو نکردہ آید و گفتہ شود کہ آں شجرۂ مخصوصہ غائب و مخفی نکردہ شدہ بود وہمان شجرہ را قطع کردند تاہم تبرک و توسل بآثار و مساجد و تبرکات آنحضرت ﷺ کہ ماثور از صحابۂ کرام و سلف عظام ست چگونہ صرف بایں دلیل حکم ممانعت آں و الزام ضلالت بر فاعل آں کہ مزعوم وہابیہ است

جابرؓ کا یہ قول کہ اگر آج میری بینائی برقرار ہوتی تو میں تمہیں درخت کی جگہ دکھا دیتا صرف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہیں درخت کی جگہ یاد تھی، اس پر دلالت نہیں کرتا کہ درخت برقرار تھا بلکہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ درخت کی شناخت ختم کردی گئی تھی۔

ثانیاً- اگر صحابہ کرام کی شہادت کے برخلاف بعض علماء کا قول مان لیا جائے اور بھول پر محمول نہ کیا جائے اور کہا جائے کہ اُس مخصوص درخت کو غائب اور مخفی نہیں کیا گیا تھا اور اسی درخت کو انہوں نے کاٹا تاہم صحابۂ کرام اور اسلاف عظام سے منقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات، مساجد اور آثار سے توسل کرنا اُن سے برکت حاصل کرنا وہابیہ کے فاسد خیال کے مطابق کیونکر ممنوع ہوگا اور اس کے

Marfat.com

نمودہ آید کہ اگر بناء بر ضرورت دفع وہم مداخلت آں در قبولیت و رضوان بیعت بجہت قرب دخول اعراب و عوام در اسلام و نیز بجہت عدم تدوین احکام انکار بر التزام صلوٰۃ تحت آں نمودہ آید یا آں را قطع نمودہ شود بالاتر از ان نیست کہ حضرت ابن مسعود وغیرہ انکار بر صلوٰۃ ضحیٰ میفر مودند معہذا انکار شاں و ہمچناں اطلاق بدعت براں کہ بناء بر مصلحت تمیز احکام بود مستلزم حرمت صلوٰۃ ضحیٰ و ضلالت ملتزم و مداوم آں نگردیدہ۔

کرنے والوں پر گمراہی کا الزام کس طرح لگایا جائے گا۔

اسلئے کہ اعراب اور عوام کی اسلام میں آمد ابھی قریب میں ہونے کی بناء پر اُن کے اس وہم کو ختم کرنے کے لئے کہ بیعت سے رضا اور اس کی قبولیت میں، اس درخت کا عمل دخل ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ تب احکام کی تدوین نہیں ہوئی تھی اُس درخت کے نیچے نماز کے التزام کا انکار کیا جائے یا اسے کاٹ دیا جائے یہ اُس انکار سے بڑھ کر نہیں، جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چاشت کے تعلق سے فرمایا ہے اور اس کے باوجود اُن کا وہ انکار اور اس پر اطلاق بدعت جو احکام کے امتیاز کی مصلحت کی بناء پر تھا نماز چاشت کی حرمت اور اسکا التزام کرنے والے کی گمراہی کو مستلزم نہ ہوا۔

Marfat.com

قولہ-قیل لابن مسعود ان قوما اجتمعوا فی المسجد یھللون و یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یرفعون اصواتھم فی المسجد لمخالفتھم برسول اللہ ﷺ فما ظنک بالذین عقد وا مجالس مولد النبی الخ

اقول- اولا اگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بر رافعین اصوات در مسجد بہ تہلیل وصلوٰۃ انکار فرمود ومعہود نبودن رفع اصوات در عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان نمود مقصود ازاں رفع تشویش خاطر مصلیان بود اسماعیلیہ را در ان چہ بہبود چون آنحضرت ﷺ از رفع اصوات در مسجد منع فرمودہ اند و در عہد صحابۂ کرام

قولہ - حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ایک قوم مسجد میں اکٹھا ہو کر باآواز بلند کلمہ پڑھ رہی ہے اور نبی ﷺ پر درود بھیج رہی ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہے تھے - پھر میلاد النبی کی مجلس منعقد کرنے والوں کے بارے میں تمہار کیا خیال ہے؟

اقول - اولاً حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد کے اندر کلمہ اور درود کی آواز بلند کرنے والوں پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ رفع صوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں معہود نہیں تھا اگر اس سے مقصود نمازیوں کی پریشاں خاطری کو ختم کرنا تھا تو اسماعیلیوں کو اس سے کیا فائدہ ؟ جب خود حضور ﷺ نے مسجد میں آواز بلند کرنے سے روکا ہے اور صحابہؓ کرام کے

Marfat.com

در مسجد شریف بکمال آہستگی و اسرار
متکلم بودہ اند پس اگر کدامی مجتہد
حسب اجتہاد خود رفع اصوات تہلیل
وتصلیہ را ہم نزد خود مخالف سنت قرار
دہد کے مستلزم آں است کہ بر عمل مولد
کہ ایمۂ دین استحسان آں فرمودہ اندو
معہود بودن اجزاء آں از سنت ثابت
نمودہ اند گو جمع آں چند عبادات ثابتہ
در جلسۂ واحدہ بخصوصہا ماثور نباشد
اما ہیچ گونہ مخالفت بہ ہیچ سنت ندارد
خواہ مخواہ برائے تضلیل اکابر دین
تہمت مخالفت سنت سید المرسلین ﷺ
نہادہ آید منشاء ایں قیاس مع الفارق
جہالت از معنی لفظ مخالفت ست۔

و ثانیا رفع صوت باذکار در
مساجد مسئلۂ است فقہیہ فرعیہ

عہد میں مسجد شریف کے اندر پوری
آہستگی اور رازدارانہ طریقہ پر لوگ
گفتگو کرتے رہے ہیں۔ پھر اگر کوئی
مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق کلمہ اور
درود کی بلند آواز کو بھی سنت کے
مخالف قرار دے تو اس بات کو کب
مستلزم ہے کہ اُس عمل میلاد پر
خواہ مخواہ محض اکابر دین کو گمراہ قرار
دینے کیلئے سنتِ سید المرسلین ﷺ
سے مخالفت کی تہمت رکھی جائے
جس کا استحسان ائمۂ دین نے فرمایا
ہے اور اس کے اجزاء کا معہود ہونا سنت
سے ثابت کیا ہے بھلے ایک نشست
میں ان ثابت عبادتوں کا اکٹھا کرنا
خصوصیت سے منقول نہ ہو لیکن کسی
بھی طرح کسی سنت کے مخالف بھی تو
نہیں ہے۔ لفظِ مخالفت کا مفہوم نہ
جاننا اس قیاس مع الفارق کی بنیاد ہے۔

ثانیاً۔ مساجد میں بذریعۂ
اذکار آواز بلند کرنا ایک فقہی اور فرعی

Marfat.com

کہ بعض فقہاء باستدلالِ احادیث
ممانعت رفع اصوات مکروہ می پندارند
و دیگران جواب ازاں استدلال دادہ
بجہت دیگر دلائل جائز می پندارند وانکار
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راما نند
انکار بعض صحابہ کرام بر صلوٰۃ ضحیٰ و
اطلاق بدعت براں بغرض مصلحت
تعلیم وتمیز احکام می دارند پس قطع نظر
از انکہ قیاس عمل مولد براں درست
نبود در خصوص ایں مسئلہ ہم کہ استدلال
باں نمودہ مطلب اسماعیلیہ کہ تضلیل و
تکفیر ائمہ امت محمدیہ و الزام تہمت
مخالفت شریعت بر آنحضرات است
رونہ نمود۔

در اشباہ و نظائر در احکام مسجد
جائیکہ نوشتہ و رفع الصوت
بالذکر الا للمتفقہۃِ الخ

مسئلہ ہے بعض فقہاء ممانعت کی
احادیث سے استدلال کر کے آواز
بلند کرنا مکروہ سمجھتے ہیں اور دوسرے
اس استدلال کا جواب دیکر دوسرے
دلائل کی رو سے جائز سمجھتے ہیں
اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ کے انکار کو بعض صحابہؓ کرام
کے نماز چاشت پر انکار جیسا سمجھتے
ہیں اور اُس پر اُن کے بدعت کے
اطلاق کو مصلحتِ تعلیم اور تمیز احکام
کی غرض پر محمول کرتے ہیں۔
پس قطع نظر اس سے کہ عمل
میلاد کا قیاس اس پر درست نہیں ہے
خاص اس مسئلہ میں بھی اس سے
استدلال کر کے اسماعیلی لوگوں کا مقصود
یعنی ائمہؑ امتِ محمدیہ کی تکفیر و تضلیل
اور ان حضرات پر مخالفت شریعت
کی تہمت و الزام پورا نہیں ہوگا۔
اشباہ و نظائر میں احکام مسجد کا
بیان کرتے ہوئے جہاں ”و رفع
الصوت الا للمتفقہ الخ لکھا ہے

Marfat.com

علامہ حموی ایں قول فرمودہ :

قد اضطرب کلام البزازی فی ھذہٖ المسئلة فقالِ و فی فتاویٰ القاضی الجهر بالذکر حرام وقد صح عن ابن مسعود انه سمع قوما اجتمعوا فی مسجد الیٰ قولهٖ ثم قال فان قلت المذکور فی الفتاویٰ ان الجهر بالذکر و لو فی المسجد لا یمنع احتراز ا عن الدخول تحت قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه ان یذکر فیها اسمه وصنیع ابن مسعود رضی الله عنه یخالف قولکم قلت الاخراج من المسجد لو نسب الیه بطریق الحقیقة

علامہ حموی اس قول کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

''اس مسئلہ میں بزازی کا کلام مضطرب ہے انہوں نے کہا ہے کہ فتاویٰ القاضی میں ہے۔ جہری ذکر حرام ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت درجۂ صحت کو پہونچی ہے کہ انہوں نے جب سنا کہ ایک جماعت مسجد میں اکٹھی ہے۔ الی قولہٖ۔ پھر کہا کہ اگر تم اعتراض کرو کہ فتاویٰ میں یہ مذکور ہے کہ باآواز بلند ذکر کرنے سے خواہ مسجد ہی میں کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے قول ومن اظلم ' الآیة کے تحت دخول سے بچنے کے لئے روکا نہیں جائے گا اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل تو تمہارے قول کے خلاف ہے۔ میں جواب دوں گا۔ اگر مسجد سے اخراج کی نسبت ان کی طرف بطور حقیقت

یجوز ان یکون لا عتقادھم العبادۃ و تعلیم الناس بانہ بدعۃ والفعل الجائز یکون غیر جائز لغرض یلحقہ فکذا غیر الجائز یجوز ان یجوز لغرض کما لو ترک ﷺ الافضل تعلیما للجواز وما روی فی الصحیح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لرافعی اصواتھم بالتکبیر اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا انہ معکم الحدیث یحتمل انہ لم یکن فی الرفع مصلحۃ فقد روی انہ کان فی غزوۃ وعدم رفع الصوت نحو بلاد العدو خدعۃ

صحیح ہو تو ممکن ہے کہ اخراج اس بنیاد پر ہو کہ انہوں نے اس کے عبادت ہونے کا اعتقاد کر لیا تھا اور یہ بتانا ہو کہ وہ بدعت ہے اور جائز فعل کسی غرض کی بناء پر ناجائز ہو جاتا ہے یونہی ناجائز فعل کسی غرض کیوجہ سے جائز ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے جواز کی تعلیم کے لئے افضل امر کو ترک فرمایا ہے، اور یہ جو صحیح روایت میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے بلند آواز سے تکبیر کہنے والوں کو کہا کہ رُک جاؤ! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے تم اسے پکارتے ہو جو سمیع و قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔ (الحدیث) تو اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ آواز بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ کیونکہ یہ روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں تھے اور دشمن ملک کی طرف آواز بلند نہ کرنا ایک جنگی تدبیر تھی۔

Marfat.com

واما رفع الصوت بالذكر فجائز كما فى الاذان والخطبة والحج والاختلاف فى عدد تكبير التشريق لا يدل على ان الجهر بدعة لان الخلاف بناء على كونه سنة زائدة على اصل الفعل كما اختلفوا فى ان سنة الاربع من الظهر بتسليمة ام بتسليمتين و ذلك لا يدل علىٰ انها لو لم تكن بتسليمتين يكون بدعة او حراما وفى تفسير الثعالبى لا يحب المعتدين اى الجهر بالدعاء فيدل على كراهته۔

وقد ذكر الشيخ عبد الوهاب الشعرانى ما نصه اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الله جماعة فى المساجد وغيرها من

لیکن بلند آواز سے ذکر جائز ہے۔ جیسا کہ اذان، خطبہ اور حج میں عدد تکبیر تشریق میں اختلاف کی دلالت اس بات پر نہیں ہے کہ جہر بدعت ہے کیونکہ اختلاف کی بناء اصلِ فعل پر زائد چیز کے مسنون ہونے پر ہے ویسے ہی جیسے یہ اختلاف کہ ظہر میں چار رکعت والی سنت ایک سلام سے ہے یا دو سلام سے۔ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ اگر دو سلام سے نہ ہو تو بدعت یا حرام ہے۔ تفسیر ثعالبی میں ہے۔ لا یحب اللہ المعتدین ”اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں یعنی باآواز بلند دعاء مانگنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس میں دلالت ہے کہ جہر بالدعاء مکروہ ہے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی نے ذکر کیا ہے کہ مساجد وغیرہ میں اکٹھا ہو کر ذکر اللہ کے استحباب پر علماء کا

Marfat.com

غیر نکیر الاان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم او مصل اوقار کما هو مقرر فی کتب الفقه الخ۔

قولہ- اذ لو کان وصف العبادة فی الفعل المبتدع یقتضی کونه بدعة حسنة لما وجد فی العبادات ما هو بدعة مکروهة الخ ۔

اقول- ایراد ایں نقل دریں مبحث خلاف عقل ست ائمہ دین کہ تقسیم بدعت بسوئے حسنہ وسیئہ نمودہ اند و استحسان عمل مولد فرمودہ اند کے گفتہ اند کہ مجرد وصف عبادت برائے حسن کفایت می کند بلکہ تصریح نمودہ اند کہ ہر امریکہ

سلفاً وخلفاً بلانکیر اجماع رہا ہے۔ ہاں اگر ان کا بلند آواز سے ذکر کرنا، سونے والے، نمازی یا قاری کی پریشان خاطری کا سبب بنے تب نہیں جیسا کہ کتب فقہ میں ثابت ہے الخ۔"

قولہ- اس لئے کہ اگر بدعتی کے فعل میں عبادت کی صفت فعل کے بدعتِ حسنہ ہونے کا سبب بنے تو عبادات میں بدعتِ مکروہہ کا وجود ہوگا ہی نہیں الخ۔

اقول- اس بحث میں اس نقل کو پیش کرنا خلاف عقل ہے۔ جن ائمہ دین نے بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کیطرف کی ہے اور عمل میلاد کا استحسان فرمایا ہے انہوں نے کب کہا ہے کہ محض فعلِ بدعت کا عبادت سے متصف ہونا حسنہ ہونے کے لئے کافی ہے بلکہ انہوں نے تو صراحت کردی ہے کہ ہر وہ

Marfat.com

دران تغییر و مزاحمت کدامی واجب وسنت باشد آں بدعت سیئہ وحرام و مکروہ می باشد آری امریکہ ہیچگونہ مزاحم ومغیر واجب وسنت نباشد و در عبادات عامہ و مندوبات مطلقہ شارع مندرج باشد گوہیئت کذائیہ خاصہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماثور نباشد اما ائمہ دین استحسان آں فرمودہ باشند ہچوامر راباعتبار اصل عام سنت وباعتبار خصوص بدعت حسنہ فرمودہ اند و بر حصول ثواب در بدعت حسنہ اتفاق نقل نمودہ اند۔

قولہ ۔ دلیل یازدہم علماء نوشتہ اند کہ اتباع امر غیر صحیح روانیست الخ۔

اقول ۔ اولا کہ علماء محققین نوشتہ اند کہ اصل در ہر مسئلہ صحت است پس کسیکہ در

امر جس میں کسی واجب یا سنت کی تبدیلی یا اس سے مخالفت ہو وہ بدعت سیئہ، مکروہ اور حرام ہوگا۔ ہاں وہ امر جو کسی طرح کسی واجب یا سنت کا مغیر اور مزاحم نہ ہو عام عبادات میں اور شارع کے مطلق مستحبات میں مندرج ہو۔ گو اس کی خاص ہیئت کذائی آنحضرت ﷺ سے منقول نہ ہو لیکن اس کا استحسان ائمہ دین نے فرمایا ہو اس طرح کے امر کو باعتبار اصل عام سنت اور باعتبار ہیئتِ خصوصی بدعت حسنہ کہا گیا ہے۔ اور بدعت حسنہ میں ثواب کے حصول پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔

قولہ ۔ گیارہویں دلیل۔ علماء نے لکھا ہے کہ غیر صحیح امر کی پیروی جائز نہیں الخ۔

اقول ۔ اولاً۔ محققین علماء نے تحریر فرمایا ہے کہ اصل ہر مسئلہ میں صحت ہے اسلئے وہ آدمی جو کسی

Marfat.com

خصوص عملی کہ فسادش منصوص نیست قائل صحت گردد ہمان ست مستمسک باصل کہ در اثبات آں حاجت دلیل دیگر ندارد البتہ کسیکہ دعوے خلاف آں دارد محتاج دلیل اقوی است برائے ابطال خصوص آں عمل۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ در رسالہ صحت اقتداء بالمخالف فرمودہ۔

و من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة من غير الكراهة اما القول بالفساد او الكراهة فيحتاج الى حجة من الكتاب او السنة او اجماع الامة الخ

وشکی نیست کہ علم بحرمت و بطلان مجلس ذکر مولد شریف وضلالت مجوزین خصوصِ ایں عمل تا حال حاصل

خاص ایسے عمل کے بارے میں صحت کا قول کرے جس کا فساد منصوص نہیں ہے وہی اصل پر عامل ہے جس کے اثبات کے لئے کسی دوسری دلیل کی اسے حاجت نہیں البتہ جو اس کے خلاف کا دعویدار ہے وہ اس خاص عمل کو باطل قرار دینے کے لئے قوی ترین دلیل کا محتاج ہے۔

ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ''صحة اقتداء بالمخالف'' میں فرمایا ہے کہ:

''اور یہ بات معلوم ہے کہ ہر مسئلہ میں اصل صحت بلا کراہت ہے، رہ گیا فساد یا کراہت کا قول تو اس میں کتاب یا سنت یا اجماع امت کی حجت درکار ہے۔

اور کوئی شک نہیں کہ مجلس ذکر میلاد شریف کے بطلان و حرمت اور اس عمل مخصوص کو جائز قرار دینے والوں کی گمراہی کا علم اب تک حاصل

Marfat.com

نیست زیرا کہ عدم ثبوت حرمت خصوص ایں عمل وضلالت مجوزین آں از نصوص کتاب و سنت مثل دیگر ممنوعات مخصوصہ محتاج بیان نیست اما عدم ثبوت تحریم وممانعت از قیاس پس ازاں جہت کہ اجتہاد از شروط قیاس ست وہمچناں ست عدم ثبوت از اجماع چہ در تحریم وممانعت آں قول مجتہد واحد نیز منقول نہ شدہ تا باتفاق اہل اجتہاد چہ رسد پس متحقق شد کہ ایں عمل حرام وممنوع نیست وادعاء تحریم آں صرف از ہواء نفس ست وبس و

صاحب مدارک بذیل آیۂ کریمہ قل لا اجد فیما اوحی الی — الآیۃ — می نویسد۔

وفیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی اللہ و شرعہ

نہیں ہے۔ اسلئے کہ دیگر مخصوص ممنوعات کیطرح کتاب و سنت سے تو اس خاص عمل کی حرمت اور اسے جائز قرار دینے والوں کی ضلالت کا عدم ثبوت محتاج بیان نہیں یونہی قیاس سے بھی اس کی تحریم و ممانعت کا ثبوت نہیں کیونکہ اجتہاد قیاس کی ایک شرط ہے یونہی اجماع سے بھی ثابت نہیں کیونکہ مجتہدین کا اتفاق تو درکنار ایک مجتہد کا قول بھی اس عمل کی تحریم وممانعت میں منقول نہیں اسلئے بہ تحقیق ثابت ہوگیا کہ یہ عمل ممنوع وحرام نہیں ہے۔ اس کی حرمت کا دعویٰ محض نفسانیت ہے اور کچھ نہیں۔

صاحب مدارک آیت کریمہ ”قل لا اجد فیما اوحی الی“ الایۃ، کے تحت لکھتے ہیں ”اس آیت میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ تحریم کا ثبوت اللہ کی وحی اور اس کی شریعت

Marfat.com

لا بھو ی النفس الخ۔

اگر گوئی کہ در صورت نزاع منازعان احتیاط در قول بکراہت ست گویم اینہم مخالف تحقیق محققین ست علامہ شامی در ردالمحتار از علامہ نابلسي آوردہ۔

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰہ تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراھة الذین لا بدلھما من دلیل بل فی الاباحة التی ھی الاصل الخ۔

و اگر صاحب رسالہ برائے اثبات تحریم ایں عمل و تھلیل مجوزین آں بہ بعض احادیث کہ بطور عموم و اطلاق در ذم بدعت وارد اند تشبث نماید پس اولاً بہ تصریح اکابر او مراد از عموم ہر امری ست کہ مزاحم سنت باشد

سے ہوتا ہے ہوائے نفس سے نہیں‘‘

اگر تم کہو کہ منازعین کی نزاع کی صورت میں کراہت کا قول کرنے میں احتیاط ہے میں کہوں گا یہ بھی محققین کی تحقیق کے خلاف ہے علامہ شامی ردالمحتار میں علامہ نابلسی سے ناقل کہ :

’’ احتیاط ، حرمت یا کراہت ثابت کر کے اللّٰہ پر افتراء کرنے میں نہیں ہے ، حرمت و کراہت کیلئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت میں ہے جو اصل ہے۔‘‘

اگر صاحب رسالہ اس عمل کی تحریم اور اسے جائز قرار دینے والوں کی تھلیل کے لئے ان بعض احادیث سے استدلال کرے جو بطور عموم و اطلاق بدعت کی مذمت میں وارد ہیں۔ پس اُسی کے اکابر کی صراحت کے مطابق عموم سے مراد ہر وہ امر ہے جو سنت سے مزاحم ہو،

Marfat.com

و جواب تفصیلی شبہہ اطلاق بدعت سابقاً گذشتہ ولاحقاً ہم می آید خلاصہ اش آنکہ بدعت بدان معنی کہ عموما مذموم است بر عمل مولد صادق نیست و بدان معنی کہ اطلاق ایں لفظ می توان نمود آں معنی مراد شارع از عموم و کلیت در ذم بدعت نیست۔

وثانیاً بریں تقدیر ادعا اینکہ عدم ثبوتش از کتاب و سنت محتاج بیان نیست محض ہذیان ست چہ ایں عمل کہ فردے از افراد تکریم نبی کریم ست و مزاحمت بامور محدودۂ شارع ندارد و استحباب توقیر و تکریم کہ در امور غیر منصوصۃ التحریم مطلقاً و باتعمیم ست برائے ثبوت افراد خاصہ کفایت میکند چنانچہ سند ایں معنی کہ چیزیکہ دراں مقصود شارع مطلق ثناء و تعظیم باشد

اور بدعت کے اطلاق پر شبہ کا تفصیلی جواب پہلے بھی گذر چکا اور بعد میں بھی آرہا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بدعت اُس معنی کے لحاظ سے جو بطور عموم مذموم ہے عمل میلاد پر صادق نہیں اور جس معنی کے اعتبار سے بدعت کا لفظ اُس عمل پر صادق ہے وہ معنی مذمتِ بدعت کے عموم اور کلیت میں شارع کی مراد نہیں۔

ثانیاً- اس تقدیر پر یہ دعویٰ کہ کتاب وسنت سے اس کا عدم ثبوت محتاج بیان نہیں ہے محض بکواس ہے اسلئے کہ یہ عمل تکریم نبی کریم کا ایک فرد ہے اور شارع کے متعین کردہ حدود کے مزاحم نہیں ہے اور ان امور میں توقیر و تکریم کا استحباب جن کی حرمت منصوص نہیں ہے مطلقاً بطور عموم ہے جو خاص افراد کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔اور جس چیز سے شارع کا مقصود مطلق ثناء و تعظیم ہو

Marfat.com

زیادت برقدرِ ماثور دراں جائزست سابقاً از ہدایہ وغیرہ مرقوم گردیدہ وقطع نظر از آنہمہ استحباب اعادۂ ادائے شکر نعمت بعبادت کہ از مضمون حدیث صحیح بشہادت ایمہ دین ثابت است پس ایں قاعدہ است ثابتہ از سنت کہ برائے ثبوت افراد مندرجہ تحت آں ہمیں قدر کفایت می کند پس در ثبوت و صحت جمع چندے از عبادات ثابتہ مثل ذکر شریف و دعوتِ اخوان و شکر نعمت ہیچ شکے باقی نیست۔

اُس میں مقدار ماثور پر زیادتی جائز ہے اس بات کی سند اس سے پہلے ہدایہ وغیرہ سے لکھی جاچکی۔ ان تمام سے قطع نظر، عبادت کر کے اعادۂ شکر نعمت کا استحباب صحیح حدیث کے مضمون اور ائمہ دین کی شہادت سے ثابت ہے پس اس استحباب کے تحت مندرج افراد کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی۔ یہ وہ اصول ہے جو سنت سے ثابت ہے اسلئے ذکر شریف مومن بھائیوں کی دعوت اور شکر نعمت جیسی چند ثابت عبادات کے ثبوت و صحت میں کوئی شک باقی نہ رہا۔

قولہ۔ دلیل دوازدہم فقہاء نوشتہ اند کل مباح ادی الی اعتقاد الواجب او السنة فهو مکروہ الخ

قولہ۔ بارہویں دلیل۔

"فقہاء نے لکھا ہے کہ ہر وہ مباح جو واجب یا سنت کے اعتقاد تک مؤدی ہو وہ مکروہ ہے"۔

اقول۔ اولاً دریں قول ذکر امر مباح ست پس اموریکہ قربت اند مثل ذکر شمائل وارہاصات و معجزات آنجناب

اقول۔ اولاً اس قول میں امر مباح کا تذکرہ ہے اسلئے سرکار کے معجزات اور قبل نبوت کے محیر العقول

ودعوت احباب واعطاء صدقات وشکر
نعمت و فرحت بذکر آنحضرت کئے
مندرج دریں قول تواند شد کہ ہمہ ایں
امور ثابت از سنت اند۔

وثانیاً ہمان فقہاء این ہم نوشتہ اند
کہ استعمال مکروہ بچند معنی می آید مکروہ
تحریمی ومکروہ تنزیہی وخلاف اولیٰ و
نیز تصریح می نمایند کہ بے ثبوت دلیل
خاص ممانعت حکم مکروہ تحریمی صرف
بوجہ عدم ماثوریت از سنت بلکہ از ترک
ہر سنت ہم لازم نمی گردد۔

در درمختار نوشتہ ۔

وکرہ التربع تنزیھا
لترک الجلسة المسنونة۔

شامی درحاشیہ آوردہ علة

کارناموں اوران کے شمائل کا تذکرہ
احباب کی دعوت صدقات کی داد و
دہش نعمت کا شکر اور آنحضرت کا
ذکر کرکے مسرور ہونے جیسی عبادتیں
اس قول کے تحت کب مندرج ہوں
گی جو سب سنت سے ثابت ہیں۔

ثانیاً وہی فقہاء یہ بھی لکھتے ہیں
کہ مکروہ کا استعمال چند معنوں میں
ہوتا ہے مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی
خلاف اولیٰ ۔ نیز اس بات کی بھی
صراحت کرتے ہیں کہ ممانعت کی
دلیل خاص کے ثبوت کے بغیر، صرف
سنت سے منقول نہ ہونے بلکہ ہر
سنت کے ترک سے بھی مکروہ تحریمی
کا حکم لازم نہیں ہے۔

درمختار میں لکھا ہے جلسہ
مسنونہ کے ترک کی بناء پر چار زانو
بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ شامی نے
حاشیہ میں تحریر کیا کہ ”لترک
الجلسة المسنونہ“ مکروہ
تنزیہی ہونے کی علت ہے۔

Marfat.com

لکونه مکروها تنزیهاً اذ لیس فیه نهی لیکون مکروها تحریما بحر انتهیٰ۔

در فتح القدیر در بحث تنفل قبل مغرب بعد ترجیح عدم سنیت نوشته ثم الثابت بعد هذا نفی المندوبیة اما ثبوت الکراهة فلا الا ان یدل دلیل آخر الخ۔

در احیاء العلوم آورده اما مجرد السواد فلیس بمکروه لکنه لیس بمحبوب اذا حب الثیاب الی الله البیض الخ۔

درمواهب گفته فان المکروه ما ثبت فیه نهی وهذا لم یثبت فیه ولعلهم اراد وابا لکراهة خلاف الاولیٰ الخ۔

پس در امر مباح هم صرف بدلیل مکروه نوشتن باوجود عدم ثبوت

اسلئے کہ اس سلسلہ میں کوئی نہی موجود نہیں کہ مکروہ تحریمی ہو۔ بحر انتہی —— فتح القدیر میں قبل مغرب اداء نفل کی بحث میں عدم سنیت کی ترجیح کے بعد لکھا۔

" پھر اس کے بعد استحباب کی نفی کا ثبوت ہوا کراہت کا نہیں مگر یہ کہ کوئی دوسری دلیل کراہت پر دلالت کرے۔"

احیاء العلوم میں منقول ہے:

" محض کالا کپڑا مکروہ نہیں ہے لیکن پسندیدہ نہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ سفید کپڑا ہے"

مواہب میں فرمایا:

" اسلئے کہ مکروہ وہ ہے جس کے بارے میں نہی کا ثبوت ہو اور اس میں ثبوت نہیں۔ شاید کراہت سے ان کی مراد خلاف اولیٰ ہے۔

پس امر مباح میں بھی ان کے صرف مکروہ لکھنے کی دلیل سے، خاص نہی کے ثبوت کے بغیر کراہت تحریمی

Marfat.com

نہی خاص حکم کراہت تحریمی
ہم لازم نخواہد بود چہ جائے آنکہ مزعوم
اسماعیلیہ اعنی تھلیل و تفسیق فاعل و
مجوز آں رونماید وقول بعض فقہاء
بکراہت صوم ایام بیض دلیل تام و
حجت عام نیست برائے اثبات تھلیل
مجوزین عمل مولد و فاعلین آں از علماء
کرام وائمہ اسلام چہ محققین فضیلت
مداومت امور خیر و مندوبات را عموماً
مسلم داشتہ اند صرف بر اعتقاد وجوب
ولزوم انکار نمودہ اند امام عینی در شرح
صحیح بخاری بذیل باب احب
الدین الی اللہ ادومہ فرمودہ
الثالث فیہ فضیلۃ
الدوام علی العمل

کا حکم لازم نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ
مزعوم اسماعیلیہ یعنی عمل میلاد کو جائز
سمجھنے والوں، اسے برتنے والوں کی
تھلیل و تفریق کا ثبوت ہو۔ اور
بعض فقہاء کا ایام بیض کے روزے
کو مکروہ قرار دینا، مجلس میلاد منعقد
کرنے والے اور اسے جائز سمجھنے
والے علماء کرام و ائمہ اسلام کی
گمراہی ثابت کرنے کے لئے تام و
عام دلیل و حجت نہیں ہے۔ اسلئے کہ
محققین نے امور خیر اور مستحبات پر
مداومت کی فضیلت کو مسلّم رکھا ہے،
صرف ان کے وجوب ولزوم کے
اعتقاد کا انکار کیا ہے۔

امام عینی شرح صحیح بخاری میں
"باب احب الدین الی اللہ
ادومہ" کے تحت ارشاد فرماتے ہیں
"تیسری بات، اس میں عمل پر مداومت

Marfat.com

والحث على العمل الذى
يدوم ويثمر القليل الدائم
على الكثير المنقطع اضعافا
كثيرة الخ۔

وہمدراں است وقد ذم
اللّٰہ تعالیٰ من التزم فعل
البر ثم قطعه بقوله و
رهبانية ابتدعوها ماكتبنا
ها عليهم الا ابتغاء رضوان
الله فما رعوها حق رعايتها
الا ترى ان عبد الله ابن عمر
ندم على مراجعة النبى عليه
السلام بالتخفيف عنه لما
ضعف و مع ذلك لم يقطع
الذى التزمه الخ ۔

قولہ- دلیل سیزدہم در حدیث
شریف ست ما احدث قوم بدعة الا

کی فضیلت اور دائمی عمل پر برانگیختہ کرنا
ہے۔ اور قلیل دائم، کثیر منقطع کے
مقابلہ میں کئی گونہ بارآور ہے۔"

اسی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں
ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے
جنہوں نے کسی نیک کام کا التزام کیا
پھر اسے ختم کر دیا۔ ارشاد ہے۔ خدا
کی خوشنودی کی خاطر رہبانیت کی
ایجاد خود انہوں نے کی تھی ہم نے
ان پر فرض نہیں کیا تھا پھر انہوں نے
اس کی کما حقہ رعایت نہیں کی۔ تم
دیکھتے نہیں کہ حضرت ابن عمر جب
کمزور ہو گئے تو تخفیف کے لئے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع
کرنے میں ندامت تو محسوس کی مگر
جس کا التزام کیا تھا اسے ترک نہیں کیا۔

قولہ - تیرہویں دلیل ۔
حدیث شریف میں ہے کوئی قوم
جب کسی بدعت کی ایجاد کرتی ہے تو

Marfat.com

رفع مثلها من السنة الخ ۔

اقول ۔کسیکہ مطالعۂ شروح حدیث از ائمۂ اہلسنت کردہ است نیک میداند کہ مراد دراحادیث شریفہ ذم ہرامرے ست کہ مخالف ومزاحم و مغیر کدامی سنت محدودہ مخصوصہ باشد درمرقاۃ بذیل حدیث ما احدث قوم بدعۃ نوشتہ ۔

ای مزاحمۃ لسنۃ الخ و بذیل ما ابتدع قوم بدعۃ ہم قید مزاحمۃ افزودہ است۔

اگر صاحب رسالہ را طاقت رجوع بشروح ائمۂ دین نباشد یابراں اعتمادش نیاید تا برائے تسلی او عبارت مظاہر حق کہ مولفۂ اکابر طائفہ است دریںجا منقول میگردد در شرح حدیث اول نوشتہ۔

اس کی مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔"

اقول ۔ جس نے بھی ائمۂ اہل سنت کی شروح حدیث کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ احادیث شریفہ میں مراد ہر اس امر کی مذمت ہے جو کسی محدود و مخصوص سنت کے مزاحم اور اس کا مغیر ہو۔ مرقات میں حدیثِ "ما احدث قوم بدعۃ" کے تحت لکھا ہے کہ "ای مزاحمۃ لسنۃ" یعنی وہ بدعت جو سنت سے مزاحم ہو۔ اور "ما ابتدع قوم بدعۃ" کے بعد قید "مزاحمۃ" کا اضافہ فرمایا۔

اگر صاحب رسالہ کو ائمۂ دین کی شرحوں کی طرف رجوع کی طاقت نہ ہو یا اُن پر بھروسہ نہ ہو تو اس کی تسلی کیلئے اس کے گروہ کے اکابر کی تالیف "مظاہر حق" کی عبارت یہاں نقل کر دی جارہی ہے۔ حدیث اول کی شرح میں انہوں نے لکھا ہے

Marfat.com

"نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت یعنی جو بدعت کہ مزاحم سنت کی ہو" الخ۔

وبذیل حدیث دوم "گفتہ نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت ہیچ دین اپنے کے یعنی بدعت سیئہ کہ مزاحم سنت کے ہو" الخ۔

پس امریکہ مزاحم سنت نباشد و مندرج عمومات مندوبات شرعیہ باشد ہمچو امر را حکم احادیث مذکورہ شامل نیست گو بمعنی دیگر براں اطلاق بدعت کردہ آید مانند ذکر خلفاء کرام و عمین مکرمین در خطبۂ جمعہ وعیدین و رجعت قہقریٰ برائے تکریم کعبۂ شریفہ وقت وداع والتزام و اہتمام جماعت تراویح و مداومت صلاۃ ضحیٰ و اذان ثالث جمعہ و امثال ذلک واز ہمیں قبیل است عمل مولد کہ قطع نظر از ثبوت اجرائے آں از سنت

"نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت یعنی جو بدعت کہ مزاحم سنت کی ہو۔ الخ۔ اور دوسری حدیث کے ذیل میں کہا کہ "نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت ہیچ دین اپنے کے یعنی بدعت سیئہ کہ مزاحم سنت کے ہو الخ۔

پس وہ امر جو سنت کے مزاحم نہ ہو اور شرعی مستحبات کے عموم میں مندرج ہو ایسا امر، احادیث مذکورہ کے حکم میں داخل نہیں۔ گو دوسرے معنی کے اعتبار سے اس پر بدعت کا اطلاق کیا جائے۔ جیسے خلفاء کرام اور عمین کریمین کا خطبۂ جمعہ وعیدین میں تذکرہ بوقت رخصت کعبہ شریف کی تعظیم کے لئے پیٹھ کے بل لوٹنا۔ جماعت تراویح کا التزام و اہتمام نماز چاشت کی پابندی جمعہ کی تیسری اذان، اوران جیسے دیگر امور اور اسی قبیل سے مجلس میلاد بھی

Marfat.com

ہیئت کذائیہ کہ عبارت از جمع چند عبادات متفرقہ در جلسہ واحدہ است ہیچ گونہ مزاحم و مخالف کدامی سنت نیست و داخل عمومات مندوبات و مندرج اطلاق مجالس اذکار ست واز مستحسنات ائمہ دین ست پس اول اندراج آں تحت احادیث مذکورہ و صدق معنی مراد ازاں احادیث براں ثابت کنند سپس حکم آں لازم گردانند ثبت العرش ثم انقش۔

اما خواہ مخواہ برہمگی عاقدین مجلس مذکور واصحاب محفل ترک فرض وواجب لازم گردانیدن قطع نظر از آنکہ کذب بے ست صریح اثبات اصل مقصد نہ می کند کلام در استحسان ائمہ اعلام و ارکان اسلام مثل صاحب حصن حصین و امام قسطلانی و حافظ سیوطی و ملا علی قاری

ہے۔ کہ سنت سے اس کے اجزاء کے ثبوت سے قطع نظر، اسکی ہیئت کذائی جو ایک مجلس میں چند متفرق عبادتوں کو اکٹھا کرنے کا نام ہے کسی بھی طرح کسی سنت کے مزاحم ومخالف نہیں مندوبات کے عموم میں داخل، مجالس اذکار کے اطلاق میں مندرج، اور ائمہ دین کے مستحسنات میں شامل ہے۔

اسلئے پہلے ان مذکورہ احادیث میں عمل میلاد کا اندراج اور اس عمل پر اُن احادیث کے معنیٰ مراد کا صدق ثابت کریں پھر اس حکم کو لازم گردانیں۔ پہلے تخت کا ثبوت پھر اس کا نقش ونگار۔

خواہ مخواہ تمام بانیان مجلس مذکور واصحاب محفل پر ترک فرض وواجب ، لازم قرار دینا اس سے قطع نظر کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔ اصل مقصد ثابت نہیں کرتا۔ گفتگو، صاحب حصن حصین،

Marfat.com

وغیرہم ست کہ بریں حضرات تہمت بدمذہبی وضلالت نہادن وخودرا مقدس قرار دادن باوجودیکہ خود ہم از ہماں اکابر استحسان میکند کمال حماقت ضلالت ست۔

قولہ۔ دلیل چہاردہم آنکہ ایں فعل درصدر اول واقع نشدہ الخ۔

اقول۔ جواب ایں مغالطہ سابقاً بطور نقض وحل مرقوم گردیدہ و مستلزم بنودن ترک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدم فعل آنجناب وہمچناں عدم فعل اصحاب حرمت وکراہت را از تحقیق مستندین صاحب رسالہ بثبوت رسیدہ کہ اعادہ موجب تطویل ست۔

اما ایں قدر درینجا دانستنی ست کہ ادعاء عام عدم وقوع علی الاطلاق درصدر اول وقرون سابقہ

امام قسطلانی حافظ سیوطی، ملا علی قاری علیہم الرحمہ وغیرہم جیسے ارکان اسلام اور سرکردہ ائمۂ عظام کے استحسان میں ہے۔ ان حضرات پر بدمذہبی اور گمراہی کی تہمت رکھنا اور اپنے آپ کو مقدس قرار دینا باوجودیکہ خود بھی انہیں اکابر سے استناد کرتا ہے کمال حماقت وگمراہی ہے۔

قولہ۔ چودہویں دلیل یہ ہے کہ یہ فعل صدر اول میں نہیں ہوا الخ۔

اقول۔ اس مغالطہ کا جواب بطور نقض وحل تحریر ہو چکا اور صاحب رسالہ کے مستندین کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی فعل کو ترک کر دینا یا نہ کرنا یونہی صحابہ کرام کا نہ کرنا حرمت وکراہت کو مستلزم نہیں ہے۔ اعادہ موجب تطویل ہے۔

لیکن اتنا یہاں جان لینا ہے کہ۔ صدر اول اور قرون سابقہ

Marfat.com

بے احاطۂ علمی بجزئیات جمیع افعال
جمیع اکابر صدر اول وقرون سابقہ محل
کلام ست وچگونہ محل کلام نباشد کہ
اجلۂ صحابۂ کرام و ملازمین خیر لانام
دربسیاری از مسائل باوجود آن قسم
کمال اطلاع بحال باکمال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بنابر احتیاط از دعویٰ
عدم وقوع فعل در سنت احتراز می نمودند
وصرف بر عدم علم وگمان خود اقتصار می
فرمودند ازاں جملہ آنکہ در صحیح بخاری
وغیرہ مروی ست کہ کسے از حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ استفسار نمود کہ
آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
چاشت میخواندند یانہ حضرت وی بر
لفظ ''لا اخالہ'' اکتفاء فرمودند
آخر احتیاط وی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مقرون بصواب بود کہ

کے تمام اکابر کے تمام افعال کی
جزئیات کا علمی احاطہ کئے بغیر ان
سے عدم وقوع کا عام دعویٰ کرنا محل
کلام ہے اور محل کلام کیونکر نہ ہوگا۔
اسلئے کہ جلیل القدر صحابۂ کرام و
ملازمین خیر الانام، حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کے احوال باکمال پر
پوری آگاہی کے باوجود بہت
سارے مسائل میں احتیاطاً سنت
میں فعل کے عدم وقوع کے دعویٰ
سے احتراز کرتے ہیں اور صرف
اپنے علم وظن کے عدم پر اکتفا
فرماتے ہیں۔

اسی قبیل سے وہ روایت ہے
جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ
کسی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ
عنہ سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے نمازِ چاشت پڑھی تھی یا
نہیں تو انہوں نے ''لا اخالہ'' یعنی
میرے خیال میں نہیں پر اکتفا فرمایا۔

Marfat.com

ثبوت ہمان فعل از علم و شہادت دیگر ان رونمود۔

قولہ- دلیل پانزدہم آنکہ زمان امر سیال غیر قار است الخ۔

اقول- ائمۂ دیں و محققین شرع مبین بدلیل مضامین آیات کلام رب العلمین و احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت و شرف ازمنۂ لاحقہ کہ نظیر ازمنۂ سابقہ اند بجہت آنچہ درآں ازمان ازنعم الٰہیہ ظاہر گردیدہ ثابت فرمودہ اند و نزول نعمت را در یک زمان سبب تخصیص وتشریف نظائر آں قرار دادہ اند و ایں امر منافاتی بہ سیال و غیر قار بودن زمان ندارد امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ در تفسیر کبیر بذیل آیۂ کریمہ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدًی

آخر ان کا احتیاط درست رہا کہ اسی فعل کا ثبوت دوسروں کے علم و شہادت سے سامنے آیا۔

قولہ- پندرہویں دلیل یہ ہے کہ زمانہ امر سیال غیر قارّ ہے۔

اقول- ائمہ دین و محققین شرع مبین، آیات کلام رب العالمین کے مضامین اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی دلیل سے، اوقات گذشتہ کی نظیر، اوقات آئندہ کی فضیلت و شرف اس طور پر ثابت فرما چکے ہیں۔ کہ اُن اوقات میں اللہ کی نعمتوں کا ظہور ہوا ہے اور ایک زمانہ میں نعمت کے نزول کو اس زمانے کے نظائر کے شرف و تخصیص کا سبب قرار دیا ہے۔ اور یہ بات زمانہ کے سیال اور غیر قار ہونے کے منافی نہیں ہے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ آیت کریمہ "شہر رمضان

Marfat.com

للناس و بينات من الهدى
والفرقان۔ الآية آورده اما قوله
انزل فيه القرآن اعلم ان الله
سبحانه لما خص هذ الشهر
بهذه العبادة بين العلة
لهذا التخصيص و ذلك هو ان
الله سبحانه خصه باعظم
آيات الربوبية و هو انه انزل
فيه القرآن فلا يبعد ايضا
تخصيصه بنوع عظيم من
آيات العبودية ۔ الیٰ قوله
فثبت ان بين الصوم و بين
نزول القرآن مناسبة عظيمة
فلما كان هذ الشهر مختصا
بنزول القرآن وجب ان
يكون مختصا بالصوم الخ۔

صاحب رسالہ بیان نماید کہ حصول
نعمت نزول قرآن رادر یک رمضان
علت تخصیص وتشریف مطلق ماہ رمضان

الذی انزل فیه القرآن ھُدیً
للناس وبیناتٍ من الھدیٰ
والفرقان "الآیة کے تحت لکھتے ہیں:

"ارشاد ربانی، "اُنزل فیه
القرآن" تم جان لو کہ اللہ سبحانہٗ
نے جب اس ماہ کو اس عبادت سے
مختص کیا تو تخصیص کی علت بھی
بیان فرمائی اور وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ
نے اسے ربوبیت کی سب سے
عظیم الشان نشانی سے مختص کیا یعنی
اس میں قرآن نازل فرمایا پھر اس
مہینہ کو عبودیت کی ایک عظیم الشان
نشانی سے مختص کرنا کیا بعید ہے۔ الیٰ
قولہٖ۔ تو ثابت ہوا کہ روزہ اور نزول
قرآن میں بڑی مناسبت ہے اسلئے
جب یہ مہینہ نزول قرآن سے مختص
ہوا تو روزے سے بھی مختص ہونا
ضروری ہوا الخ۔

صاحب رسالہ بتائے کہ ایک
رمضان میں نزولِ قرآن کی نعمت

Marfat.com

قرار دادن وقائل مناسبت آں
گردیدن مخالف عقل و موافق وہم
است یا معاملہ برعکس ست۔

وقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم فی جواب من
سأل عن صوم الاثنین فیه
"ولدت الحدیث"۔

ملا علی قاری علیہ
الرحمہ درمرقاۃ آوردہ فیہ ان
الزمان یتشرف بما یقع فیه
وکذاالمکان۔

پس ازنافہمی وجہالت خود
درمیدان تجہیل وتضلیل اکابر اسلام
تاختن وبمدعائے حدیث رسول مقبول
نرسیدن وعلم طعن و ملام بر افراختن
سفاہت وضلالت ست وبس۔

کے حصول کو مطلق ماہ رمضان کے
شرف وخصوصیت کی علت قرار دینا،
اور اسکی مناسبت کا قائل ہونا عقل
کے خلاف اور وہم کے مطابق ہے یا
معاملہ برعکس ہے؟

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس شخص کے جواب میں فرمایا
جس نے دوشنبہ کے دن روزہ کے
تعلق سے ان سے دریافت کیا تھا
کہ اسی دن میری پیدائش ہوئی ہے۔

ملاعلی قاری علیہ الرحمہ مرقات
میں لکھتے ہیں کہ اس میں ثبوت ہے
کہ زمان ومکان اپنے اندر واقع
ہونے والے امورِ خیر سے شرف
والے ہوجاتے ہیں۔

پس اپنی ناسمجھی اور جہالت
سے اکابر اسلام کی تجہیل وتضلیل
کے میدان میں دوڑنا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے
مدعاء تک نہ پہونچنا اور طعن و
ملامت کا جھنڈا بلند کرنا صرف

Marfat.com

امام احمد در مسند امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ آوردہ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان ابا بکر لما حضرته الوفاة قال ای یوم ھذا قالوا یوم الاثنین قال فان مت من لیلتی فلا تنظروا بی الغد فان احب الایام واللیالی الیٰ اقربها من رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

دراستیعاب فرمودہ:

کان نکاحه صلی الله علیه وسلم بعائشة فی شوال و ابتنائهٔ بها فی شوال وکانت تحب ان یدخل النساء من اهلها

حماقت وگمراہی ہے۔

امام احمد مسند امیر المؤمنین ابوبکر رضی اللہ عنہ میں ناقل کہ:

"ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانۂ وفات جب قریب آیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ آج کون سا دن ہے لوگوں نے عرض کیا دوشنبہ، فرمایا کہ اگر میں آج ہی انتقال کر جاؤں تو کل تک کے لئے میرا انتظار نہ کرنا کیونکہ سب سے محبوب رات ودن میرے نزدیک وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں۔

استیعاب میں فرمایا:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح شوال میں ہوا تھا۔ رخصتی بھی شوال میں ہوئی تھی ام المؤمنین بھی پسند کرتی تھیں کہ ان

Marfat.com

فی شوال علی ازواجهنّ وتقول هل کان فی نسائه عنده احظی منی وقد نکحنی و ابتنی بی فی شوال الخ۔

طحطاوی فرمودہ وفی منهاج الحلیمی و شعب الایمان للبیهقی ان الدعاء مستجاب یوم الاربعاء بعد الزوال قبل وقت العصر لانه صلی الله علیه وسلم استجیب له علیٰ الاحزاب فی ذٰلك الیوم وکان جابر یتحریٰ ذٰلك فی مهماته وذکرانه ما بدئ شئ یوم الاربعاء الاتم فینبغی البدایة بنحو التدریس فیه الخ۔

اما آنچه گفته ولادت باسعادت

کے خاندان کی عورتیں اپنے شوہروں کے گھر شوال ہی میں جائیں۔ اور فرماتی تھیں کہ میری بہ نسبت سرکار کے نزدیک ان کی ازواج مطہرات میں کون زیادہ رتبہ والی تھی؟ مجھ سے شوال میں نکاح فرمایا اور اسی مہینہ میں رخصتی کرائی۔

علامہ طحطاوی نے فرمایا:

''منہاج حلیمی اور بیہقی کے شعب ایمان میں مذکور ہے کہ کہ بروز بدھ بعد زوال، قبل وقت عصر دعاء مقبول ہوتی ہے کیونکہ احزاب والوں کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اسی دن قبول ہوئی تھی۔ حضرت جابر اپنے اہم معاملات میں اس وقت کو بہتر سمجھا کرتے تھے اور ذکر کیا ہے کہ بروز بدھ جو کام بھی شروع کیا جائے گا وہ پورا ہوگا۔ اس لئے تدریس جیسے امور کا اسی دن آغاز مناسب ہے۔''

لیکن صاحب رسالہ نے یہ جو

Marfat.com

حضرت نبوی در روزے شدہ بود الخ

پس ایں اعتراضی ست قبیح برارشاد

حضرت سید المرسلین کہ در حدیث صحیح

ست فیہ ولدت الحدیث۔

صاحب رسالہ بیان نماید کہ بآں

اثنین کہ ولادت باسعادت دراں شدہ

بود دیگر ایام اثنین را مناسبتی ہست یا

نہ وقول تحفہ اولاً خارج از مبحث ست

کہ یک چیز بعینہٖ دانستن چیزے

دیگرست واعتقاد بقاء شرف و برکت

در نظائر زمان نزول نعمت چیزے دیگر

ست وہمچناں عید گردانیدن امرے

ست خارج از مبحث۔

وثانیاً بر تقدیر تسلیم ایں کہ قول تحفہ

موافق مدعائے صاحب رسالہ باشد

معارض ست آنچہ در تفسیر عزیزی جابجا

مشرف گردیدن زمان لاحق بسبب

نزول نعمت در زمان سابق

کہا کہ ''حضرت نبوی کی ولادت

باسعادت جس دن ہوئی تھی۔ الخ یہ

صحیح حدیث میں مذکور حضرت سید

المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

''فیہ ولدت'' پر قبیح اعتراض ہے۔

صاحب رسالہ بتائے کہ جس دوشنبہ

کو ولادت باسعادت ہوئی تھی اس

سے دوسرے دوشنبوں کو مناسبت

ہے یا نہیں؟

تحفہ کی بات اولاً خارج از بحث

ہے کہ بعینہٖ دونوں کو ایک ہی چیز سمجھنا

دوسری چیز ہے۔ اور زمانۂ نزولِ

نعمت کے نظائر میں شرف و برکت

کی بقاء کا اعتقاد دوسری چیز۔ یونہی

کسی امر کو عید قرار دینا بحث سے

خارج ہے۔

ثانیاً۔ یہ تسلیم کر لینے کی تقدیر

پر کہ صاحب تحفہ کا قول صاحب

رسالہ کے دعویٰ کے مطابق ہے تفسیر

عزیزی کے مندرجات کے معارض

Marfat.com

بیان نمودہ از آنجملہ در وجوہ خصوصیات وقت ضحیٰ نوشتہ اند۔

''سیوم آنکہ ایں وقتی ست کہ کلام حق تعالیٰ با حضرت موسیٰ علیہ السلام دریں وقت شدہ بود چہارم آنکہ ساحران فرعون در ہمیں وقت بدیدن معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ اند پس ایں وقت وقت کمال ظہور نور حق بر ظلمات باطل ست کہ در امت سابقہ اثر آں واقع شدہ الخ۔

و در خصوصیات شب قدر گفتہ ایں شب بہ جہات چند شرف وارد الیٰ قولہ سوم آنکہ نزول قرآن مجید دریں شب واقع ست و ایں شرفی ست کہ نہایت ندارد و چہارم آنکہ خلقت فرشتگان نیز دریں شب ست الخ۔

ہے۔ جس میں جگہ، جگہ زمانہ سابق میں نزولِ نعمت کے سبب زمانہ لاحق کا مشرف ہونا بیان کیا ہے۔ وقت چاشت کی خصوصیات کے اسباب میں لکھا ہے۔

''سوم یہ کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو ہوئی چہارم یہ کہ فرعون کے جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر اسی وقت ایمان لائے تھے۔ پس یہ وقت باطل کی تاریکیوں کے بالمقابل نور حق کے کمالِ ظہور کا وقت ہے۔ جس کا اثر امت سابقہ میں واقع ہوا ہے الخ

اور شبِ قدر کی خصوصیات میں فرمایا۔ ''یہ شب چند جہتوں سے شرف رکھتی ہے الیٰ قولہ۔ سوم یہ کہ قرآن مجید کا نزول اسی شب میں ہوا ہے اور یہ وہ شرف ہے جس کی انتہا نہیں۔ چہارم یہ کہ فرشتوں کی پیدائش اسی شب میں ہوئی۔

Marfat.com

و ثالثاً استحسان و التزام مجلس
شریف و اعراس کبراء خویش از جد
صاحب تحفہ ووالدومرشد صاحب تحفہ
وخود صاحب تحفہ و برادران و تلامذۂ
راشدین ایشان نہ چنان ست کہ بر
کسے مخفی تواند شد اینکہ انتباہ و انفاس
العارفین و فیوض الحرمین و رسائل و
فتاویٰ صاحب تحفہ مثل رسالہ ذبیحہ و
رسائل مولوی رفیع الدین صاحب و
رسائل مولوی رشید الدین خاں صاحب و
مفتی صدر الدین خان صاحب استاد
صاحب رسالہ وغیرہم معروف و مشہور اند۔

فما هو جواب صاحب
الرسالہ عن جانب صاحب
التحفة و اسلافه و اخلافه فهو
جوابنا عن سائر الائمة
السابقين۔

طرفہ آنست کہ مولوی رفیع الدین صاحب

ثالثاً مجلس شریف، اور اپنے
بزرگوں کے عرس کے التزام کا
استحسان صاحب تحفہ کے دادا، اُن
کے والد و مرشد اور خود صاحب تحفہ
کیطرف سے ایسا امر نہیں کہ کسی پر
پوشیدہ ہو سکے یہ ساری باتیں۔
انتباہ، انفاس العارفین، فیوض
الحرمین، صاحب تحفہ کے فتاویٰ و
رسائل مثلاً رسالہ ذبیحہ میں۔ مولوی
رفیع الدین صاحب مولوی رشید
الدین خاں صاحب مفتی صدر
الدین خان صاحب استاذ صاحب
رسالہ، کے رسائل میں اور ان کے
علاوہ دوسروں کے رسائل میں
معروف و مشہور ہیں۔

اسلئے صاحب تحفہ اور ان کے
اسلاف و اخلاف کی جانب سے
صاحب رسالہ کا جو جواب ہوگا وہی
جواب ہم اپنے باقی ائمۂ اسلام
کیطرف سے دے لیں گے۔

طرفہ یہ کہ مولوی رفیع الدین صاحب

Marfat.com

در رسالۂ خود ایں وسوسہ صاحب رسالہ را بتصریح مردود ساختہ اند۔ چنانچہ در رسالہ مسائل فرمودہ۔

''زمان اگرچہ سیال غیر قارست۔ اما انچہ بآں تقدیر کردہ میشود زمان را از شب و روز و ماہ و سال ا۔نہا را شرعا و عرفا دورہ مقررست چوں یک دورہ تمام میشود باز از سر شروع میشود و بہمیں حساب رمضان شہر صوم وذی الحجہ شہر حج وہمچنیں شہور دیگر را در دورہ حکم اتحاد بانظیر دادہ می شود چنانکہ در حدیث ست کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالیٰ نجات حضرت موسیٰ علیہ السلام وغرق فرعون دریں روز کردہ ست برائے شکرانہ روزہ میگیرم

نے اپنے رسالہ میں صاحب رسالہ کے اس وسوسہ کو صراحت کے ساتھ رد کر دیا ہے جیسا کہ رسالہ مسائل میں فرمایا ہے۔

''زمانہ اگرچہ سیال اور غیر قارّ ہے لیکن اس تقدیر پر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اس لئے کہ زمانہ کے روز و شب اور ان کے ماہ و سال کا شرعاً اور عرفاً دورہ مقرر ہے جب ایک دورہ کی تکمیل ہوتی ہے از سر نو دوسرا دورہ شروع ہو جاتا ہے اور اسی حساب سے رمضان ماہِ روزہ، ذوالحجہ، شہر حج اور یونہی دوسرے مہینوں کو دورہ میں اپنی نظیر کے ساتھ اتحاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جناب نبوت کی بارگاہ میں یہودیوں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نجات اور فرعون کو غرقاب اسی دن فرمایا ہے۔ شکرانہ میں ہم لوگ روزہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ
انا احق من تبع بموسی
فصام یوم عاشوراء و
امر الناس بصیامه ونیز حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت
کردند بصوم روز دوشنبہ فرمودند
"فیه ولدت وفیه انزل وفیه
هاجرت وفیه اموت" الیٰ
آخرہ۔

قولہ - وجوب صوم یوم عاشوراء
بفرضیت صوم رمضان وانفرادش بسبب
فرمودن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ
اگر سال آیندہ زندہ بمانم روزہ نہم
راباآن ضم کنم تاملت ما ازملت موسیٰ
علیہ السلام مختلف باشد منسوخ شد
واستحباب صوم عاشوراء بانضمام صوم
دیگر اگرچہ باقی ست الیٰ آخرہ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
۔حضرت موسیٰ کے پیروکاروں کی بہ
نسبت اس کے ہم زیادہ حقدار ہیں
۔پھر سرکار نے بروز عاشوراء خود
روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا
حکم دیا۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت بلال کو وصیت فرمائی کہ
دوشنبہ کو روزہ رکھنا اسی دن میری
پیدائش ہوئی، اسی دن مجھ پر نزولِ
وحی ہوا، اسی دن میں نے ہجرت کی
اسی دن میرا وصال ہوگا۔ الخ''

قولہ - روزِ عاشوراء کے روزہ کا
وجوب روزۂ رمضان کی فرضیت سے اور
اس کا انفراد سرکار دو عالم ﷺ کے اس
فرمان سے۔ ''کہ اگر سال آئندہ زندگی
رہی تو نویں کا روزہ اس کے ساتھ ملا
دوں گا تاکہ ہمارا دین دین موسوی سے
مختلف رہے،'' منسوخ ہو چکا ہے اگر
چہ روزۂ عاشورہ کا استحباب روزۂ دیگر کے
انضمام کے ساتھ باقی ہے الخ۔''

Marfat.com

اقول - ہرگاہ کہ بہ بجا آوردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم عاشوراء بموافقت یہود بوجہ احیائے سنت موسیٰ علیہ السلام اعتراف نمود وسوسۂ طعن صاحب رسالہ ائمۂ اسلام باطل گردید گو وجوب صوم عاشوراء بفرضیت صوم رمضان منسوخ شدہ چہ اگر نظائر را باہم در ازمنۂ لاحقہ وسابقہ ہیچ علاقہ ومناسبت نمی بود، بعد گذشتن صدہا سال از یوم حصول نعمت نجات حضرت موسیٰ علیہ السلام، روزہ داشتن آنجناب در آں روز برائے شکر نعمت باز اعادۂ شکر ان نعمت و احیائے آں سنت بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام چہ معنی داشت کہ حصول نعمت نجات حضرت موسیٰ علیہ السلام

اقول - جب صاحبِ رسالہ نے، یہودیوں کی موافقت، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت کو زندگی دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشوراء کے دن روزہ رکھنا مان لیا تو ائمۂ اسلام پر اس کے طعن کا وسوسہ باطل ہو گیا۔

صوم عاشوراء کی فرضیت گو کہ صوم رمضان سے منسوخ ہو گئی، پھر بھی اگر نظائر کا باہم ازمنۂ سابقہ سے کوئی علاقہ اور مناسبت نہیں ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حصول نعمت نجات کے دن سے سیکڑوں سال گذر جانے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کی سنت کا احیاء، اعادۂ شکر نعمت اور شکر نعمت کی خاطر آں جناب کا روزہ رکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیونکہ بہ قول آپ کے اُس دن میں، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعمتِ نجات

Marfat.com

وصوم آنجناب در روزی شدہ بود کہ از عاشورائے عہد حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فاصلۂ صدہا سال داشت واحکام ماضی جداست واحکام حال واستقبال جداو اعادۂ معدوم مستحیل الی آخر المغالطہ۔

اما آنچہ گفتہ کہ در مولد اتباع صاحب ملت محمدی مفقود است الخ ایں قولش حسب تحقیق متندین او مردودست تا آنکہ در قول علامہ ابن حاج ہم از مضمون حدیث شریف شرف و عظمت ایام ولادت و استحباب اعادۂ شکر آن نعمت بتصریح موجودست۔

قولہ۔ دلیل شانزدہم جماعتے از اہل علم ودیانت الی قولہ احمد بن محمد مصری در کتاب خود اتفاق علمائے ہر چہار مذہب برمنع ایں نقل کردہ الخ

ملی اور عہد رسالت مآب ﷺ کے اُس روز عاشوراء میں، جس دن آپ نے روزہ رکھا صدیوں کا فاصلہ ہے۔اور ماضی کا حکم الگ ہے ، حال و استقبال کا الگ اور اعادۂ معدوم محال الی آخر المغالطہ۔

صاحب رسالہ کی یہ بات کہ میلاد میں صاحب ملت محمدی کی اتباع نہیں خود صاحب رسالہ کے متندین کی تحقیق کے مطابق مردود ہے یہاں تک کہ علامہ ابن حاج کے قول میں بھی ، حدیث شریف کے مضمون سے ایام ولادت کا شرف وعظمت اور اس نعمت کے اعادہ شکر کا استحباب صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

قولہ۔ سولھویں دلیل۔ اہل علم و دیانت کی ایک جماعت اس عمل کی کراہت وبدعت کی صراحت کر چکی ہے۔ الیٰ قولہ۔ احمد بن محمد مصری نے اپنی کتاب میں اس عمل کی ممانعت پر مذاہب اربعہ کے علماء کا اتفاق نقل کیا ہے۔الیٰ آخرہ

Marfat.com

اقول - الحق تعصب ونفسانیت دیدۂ بصیرت را کوری سازد وسب و شتم ائمہؑ امت انسان رادر چاہ کذب و ضلالت می اندازد وجہ تصحیح استناد بکتاب مجہول مصریؔ مجہول وموجب ترجیح آں بر ائمہ مشہورین شرع محمدی بوجہیکہ مثبت تجویز حکم ضلالت بر تبعین آنحضرات باشد چیست۔

وعجب آنکہ سابقاً حکم جہالت شیخ عمر بن محمد ملا باآں زور وشور نمودہ کہ ہیچ کئے از مشائخ وصوفیہ وعلماء کرام اورا نمی شناشد ودر ہیچ کتاب از واستناد مروی نیست الخ باوجودیکہ در سیرت شامی کہ کتابے ست معروف ومشہور و صاحب رسالہ وکبرائے طائفہ

اقول - حق ہے کہ تعصب اور نفسانیت نگاہِ بصیرت کو اندھا کر دیتی ہے اور ائمہ امت کو برا بھلا کہنا انسان کو جھوٹ اور گمراہی کے کنویں میں ڈال دیتا ہے۔ مصریؔ مجہول کی کتاب مجہول سے تصحیح استناد کا، اور شرع محمدی کے ائمہ مشہورین پر اس کے قول کی اس طور پر ترجیح کا سبب کیا ہے؟ کہ اس کے قول سے اُن مشہور ائمہ کے پیروکاروں پر حکمِ ضلالت کی تجویز کا ثبوت ہو۔

حیرت یہ ہے کہ اس سے پہلے شیخ عمر ابن محمد ملاؔ کے مجہول ہونے کا حکم اس زور وشور سے لگا چکا ہے کہ مشائخ، صوفیہ اور علماء کرام میں سے کوئی بھی اسے نہیں پہچانتا اور کسی کتاب میں اس سے استناد مروی نہیں ہے'' باوجودیکہ مشہور ومعروف کتاب سیرتِ شامی جس سے صاحبِ رسالہ کے کبراء گروہ بھی

Marfat.com

هم از وسند می آرند صراحۃ استناد و
شہادت صلاحیت وشہرت شیخ مذکور
ست وانیجا کہ استناد بمصری می نماید
ہرگز مجہولیت مصنف ومصنف بخیال
نمی آردو قطع نظراز ہمہ ایں وآن بحث
وکلام کہ دراں بیان ست بطلان و
کذب قول مصری از ماۃ مسائل
اسحاقیہ عیان ست بلکہ صاحب تفہیم
بکثرت اقوال جانب استحسان و
تجویز اعتراف میکند وآنرا مسلم می
دارد گو بمقتضای آنکہ دروغ گورا
حافظہ نباشد درانجا بر خلاف دیگر
مقامات کثرت را سبب ترجیح نمی
پندارد۔

بالجملہ اگر دریں مقام فقرہ
"کفی اللہ المؤمنین
القتال" کہ صاحب رسالہ

استناد کرتے ہیں۔ اُس میں صراحت
کے ساتھ شیخ سے استناد، شہادت اور
صلاحیت وشہرت مذکور ہے۔ اور
یہاں ایک مصری سے استناد کرتا ہے
اور مصنف اور اس کی تصنیف کی
مجہولیت، خیال میں نہیں لاتا؟ اس
کتاب میں موجود بیان ایں وآں
اور بحث وکلام سے قطع نظر قولِ
مصری کا کذب و بطلان ''ماۃ
مسائل اسحاقیہ'' سے ظاہر ہے۔ بلکہ
صاحبِ تفہیم، کثرتِ اقوال کے
سبب جانب استحسان و تجویز کا
اعتراف کرتا ہے اور اسے مسلم رکھتا
ہے۔ گو ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد''
کی مقتضاء کے مطابق اس مقام پر
دیگر مقامات کے برخلاف کثرت کو
سبب ترجیح نہیں سمجھتا۔

الحاصل اس مقام پر ''کفی
اللہ المومنین القتال'' کا وہ
جملہ میں تحریر کردوں جسے صاحب

Marfat.com

برائے اشعار تکفیر ائمہ امت محمدیہ بکمال بیباکی نوشتہ برنویسم باکے ندارد اما احقر ہمچو تطویل را کہ خارج از تحقیق مبحث ست بے فائدہ می پندارد۔

قولہ قال ابن الحاج الخ۔

اقول قول ابن حاج را بحذف آنچہ وساوس صاحب رسالہ را از بیخ وبن بر میکند حجت گردانیدن و بناء تضلیل اکابر دین بر آں نہادن بر علم و دیانت خود خط کشیدن و در ضلالت و اضلال کشادن ست ابن حاج مذکور در خلال ہمان قول منقول و مسطور بعد از انکہ ترک نمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمل را برحمت خود بخوف فرضیت و سزا وار بودن شہر مولد بزیادت عبادت باوجود عدم زیادت حضرت بیان فرمودہ می فرماید۔

رسالہ نے امت محمدیہ کی تکفیر کی جانب اشارہ کرنے کے لئے کمال بیباکی سے لکھا ہے تو کوئی حرج نہ ہوگا ۔ لیکن احقر اس طرح کی خارج از بحث تطویل کو بے فائدہ سمجھتا ہے۔

قولہ-ابن الحاج نے کہا ہے الخ۔

اقول- صاحب رسالہ کے وسوسوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے والے حصہ کو حذف کر کے ابن الحاج کے باقی قول کو، حجت قرار دینا اور اس پر اکابر دین کی تضلیل کی بنیاد رکھنا اپنے علم و دیانت پر خط کھینچنا اور گمراہی، گمراہ گری کا دروازہ کھولنا ہے۔ اپنی رحمت اور فرضیت کے خوف سے کسی فعل کے ترک کرنے اور اس بات کا بیان کرنے کے بعد کہ ماہ میلاد اپنے اندر عبادت کی زیادتی کا سزاوار ہے بھلے حضور نے اس میں زیادتی نہیں کی ہے، ابن حاج اپنے اسی قول میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"لكن اشار عليه الصلوٰة والسلام الیٰ فضيلة هذاالشهر العظيم بقوله للسائل الذی سأله عن صوم يوم الاثنين ذلك يوم ولدت فيه فتشريف هذا اليوم متضمن لتشريف هذا الشهر الذی ولد فيه فينبغی ان يحترم حق الاحترام و يفضل بما فضل الله به الاشهر الفاضلة و فضيلة الامنكة والازمنة بما خصها الله من العبادات التی تفعل فيها لما قد علم ان الامكنة والازمنة لا شرف لها لذاتها وانما يحصل لها التشريف بماخصت به من المعانی فانظر الیٰ ما خص الله به

لیکن حضور ﷺ نے روز دوشنبہ کے اپنے روزہ سے متعلق سوال کرنے والے کو یہ جواب دیکر کہ "اسی دن میری ولادت ہوئی تھی" اس عظیم مہینہ کی فضیلت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ اس لئے کہ اس دن کا مشرف ہونا اس مہینے کے مشرف ہونے کو متضمن ہے جس میں ان کی ولادت ہوئی اسلئے اس مہینہ کا احترام اور اس کی فضیلت کا اُس بنیاد پر اعتراف کرنا چاہئے جس بنیاد پر اللہ نے فضیلت والے مہینوں کو فضیلت دی ہے۔ زمان و مکان کی فضیلت ان کے اندر اللہ کی خاص کردہ عبادتوں کی ادائیگی کی بناء پر ہوتی ہے کیونکہ یہ پتہ ہے کہ زمان و مکان کو بالذات کوئی شرف نہیں ہے۔ ان کو شرف ان معانی کی بناء پر حاصل ہوتا ہے جس سے وہ مخصوص ہیں تو غور کرے کہ اللہ رب العزت

Marfat.com

هذالشهر الشريف ويوم الاثنين الاترى ان صوم هذا اليوم فيه فضل عظيم لانه صلى الله عليه وسلم ولد فيه۔

فعلى هذا ينبغى انه اذا دخل هذا الشهر الشريف الكريم ان يكرم و يعظم ويحترم بالاحترام اللائق به اتباعاله ﷺ فى كونه يخص الاوقات الفاضلة بزيادہ فعل البر فيها وكثرة الخيرات الخ۔

ازیں عبارت خرافت بسیاری از خرافات صاحب رسالہ و دیگر اسماعیلیہ ظاہر گردیدہ۔

حالا از صاحب رسالہ استفتاء می رود کہ صاحب رسالہ بیان ابن حاج را مردود می انگارد یا مسلم میدارد و قائل قول مذکور را از اصحاب جہل و ضلالت می شمارد

نے اس مہینہ اور اس دن کو کس خصوصیت سے مختص کیا ہے۔تم دیکھتے نہیں اس دن روزہ رکھنے ہیں عظیم فضیلت ہے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن پیدا ہوئے۔

اس بنیاد پر مناسب ہے کہ جب یہ مشرف ومکرم مہینہ آئے تو اس کی تعظیم وتکریم کی جائے اور شایانِ شان احترام کیا جائے۔اس میں سرکار کی اتباع ہے کیونکہ وہ بھی فضیلت والے اوقات کو نیک کاموں کی زیادتی اور خیرات کی کثرت سے مختص کیا کرتے تھے الخ۔

اس عبارت سے صاحب رسالہ اور دیگر اسماعیلی لوگوں کے بہت سارے خرافات ظاہر ہو گئے۔

اب صاحب رسالہ سے یہ سوال ہے کہ ابن حاج کے بیان کو مردود سمجھتا ہے یا مسلم اسے اصحاب جہل وضلالت میں شمار کرتا ہے

Marfat.com

یا از ارباب علم و دیانت می پندارد بر تقدیر اول حجت ابن حاج آوردن مغالطۂ محض ست و بر تقدیر ثانی حکم بہ تضلیل مجوزین عمل مولد سفسطۂ بحت ست فافہم ولا تکن من المتعصبین اولی العناد فان التعصب والعناد اصل الشقاق و الفساد۔

و نیز حافظ سیوطی کہ مستند طائفہ است جرح و تنقیح تقریر ابن حاج فرمودہ چنانکہ از سیرت شامی ظاہر ست پس آوردن عبارت مجروحہ بی نقل رفع آں جرح از دیگر ائمہ مشہورین کار ارباب دیانت نیست و نیست مگر خاصہ لازمۂ وہابیہ کہ مدار مذہب شان بر امثال ہمیں امور ست۔

و نیز محققین بر کتاب مدخل ابن الحاج کلامہا نمودہ اند و بس ست برائے اسکات مخالفین

یا ارباب علم و دیانت میں پہلی تقدیر پر ابن حاج کی حجت پیش کرنا محض مغالطہ ہے اور دوسری تقدیر پر عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں پر گمراہی کا حکم لگانا خالص سفسطہ ہے۔

تو سمجھو متعصب اور معاندمت بنو کیونکہ عناد اور تعصب فساد اور جھگڑے کی جڑ ہے"

نیز اس گروہ کے بھی مستند حافظ سیوطی نے ابن حاج کی تقریر و تنقیح پر جرح فرمایا ہے جیسا کہ سیرت شامی سے ظاہر ہے۔ اس لئے مجروح عبارتوں کی، دوسرے ائمہ مشہورین کی جرح ذکر کئے بغیر نقل، دینداروں کا کام نہیں یہ تو وہابیہ کا خاصۂ لازمہ ہے جن کے مذہب کا مدار اسی طرح کے امور پر ہے۔

نیز ابن الحاج کے مدخل پر محققین کے بہت سارے کلام ہیں مخالفین کو خاموش کرنے کے لئے

Marfat.com

آنچہ شاہ عبدالعزیز صاحب در بستان المحدثین فرمودہ "ابن مرزوق حفید در شرح مختصر خلیل بتقریبی آوردہ کہ۔

ان ابن ابی حمزة و تلمیذہ ابن الحاج لا یعتمد علیھما فی نقل المذھب وغرض

او ازیں کلام اعتراض ست بر صاحب مختصر خلیل زیرا کہ اعتماد او در نقل مذہب بیشتر بر مدخل ابن الحاج ست انتہی۔

وسیوطی در شرح ابن ماجہ در حال مدخل نوشتہ۔

علی ان فیہ مواضع لا یسلم بہ انکارھا وفی عزمی ان شاء اللہ تعالی ان اختصرہ و اھذبہ واجردہ" الی آخرہ۔

قولہ-قال الشیخ تاج الدین الی آخرہ۔

بُستان المحدثین میں مذکور، شاہ عبد العزیز صاحب کا فرمان کافی ہے۔

فرماتے ہیں ابن مرزوق حفید، مختصر خلیل کی شرح میں ایک تقریب کے تحت فرماتے ہیں۔کہ

"نقل مذہب میں ابن حمزہ اور ان کے شاگرد ابن الحاج پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اس کلام سے ان کا مقصود صاحب مختصرِ خلیل پر اعتراض کرنا ہے کیونکہ انہوں نے نقل مذہب میں زیادہ تر ابن الحاج کے مدخل پر اعتماد کیا ہے انتہیٰ"

امام سیوطی شرح ابن ماجہ میں مدخل کا حال تحریر کرتے ہیں۔

"علاوہ ازیں اس میں کچھ جگہیں ایسی ہیں جہاں انکار قابل تسلیم نہیں میرا پختہ ارادہ ہے کہ انشاءاللہ اس کی تہذیب وتجرید اور اختصار کروں گا۔

قولہ- شیخ تاج الدین نے فرمایا الخ۔

Marfat.com

اقول - اولاً قول فاکہانی کہ بر عدم علم ایشان مبتنی ست چنانکہ علامہ مذکور از انصاف تصریح بدان فرمودہ کئے براقوال دیگر محققین ترجیح میدارد کہ صاحب رسالہ بنا بر تضلیل ائمۂ دین ازاں حجت می آرد۔

وثانیاً قول مذکور باوجودیکہ بے دلیل محض ست مستندین صاحب رسالہ مثل حافظ سیوطی و علامہ ابن حجر رد آں نمودہ اند کہ در انسان العیون مذکور و رد تفصیلی سیوطی بر فاکہانی در سبیل الہدیٰ والرشاد مسطور و ہر گاہ کہ حال قول فاکہانی کہ از مشہورین ست وقولش در کتب مشہورہ برائے رد مذکور ست چنین ست پس چہ جائے ذکر ذخیرۃ السالکین وتحفۃ القضاۃ و سبیل السنۃ ونور الیقین ست۔

اقول - انصاف سے منقول علامہ سیوطی کی صراحت کے مطابق فاکہانی کا وہ قول محققین کے اقوال پر کب راجح ہوگا؟ جس کا مدار ان کی لاعلمی پر ہے۔ کہ صاحب رسالہ ائمہ دین کی گمراہی کے لئے اس سے دلیل پکڑے۔

ثانیاً - مذکورہ قول باوجودیکہ محض بے دلیل ہے پھر بھی اس کی تردید صاحب رسالہ کے مستندین مثلاً حافظ سیوطی اور علامہ ابن حجر نے کردی ہے۔ جس کا تذکرہ انسان العیون میں ہے اور فاکہانی پر علامہ سیوطی کا تفصیلی رد "سبیل الہدیٰ والرشاد" میں مرقوم ہے اور جب فاکہانی جیسے مشہور آدمی کے قول کا یہ حال ہے کہ اسے رد کے لئے اُن مشہور کتابوں میں ذکر کیا گیا۔ پھر ذخیرۃ السالکین، تحفۃ القضاۃ سبیل السنۃ اور نور الیقین کے تذکرہ کا کیا محل؟

Marfat.com

اولاً اثبات اعتماد ایں کتب از حوالۂ کتب مشہورہ۔

وثانیاً تصحیحِ نقول مذکورہ۔

وثالثاً بیان وجہ ترجیح اقوال کتب مسطورہ بر تحقیقات محققین مشہورین مستندین صاحب رسالہ برذمۂ وے ضرورست۔

و رابعاً معہذا اکلہ حکم بہ تفسیق و تضلیل دیگر ائمۂ دین کہ مجوزین ایں عمل اندو متبعین ایشاں از دیانت و انصاف نہایت دورست۔

قولہ۔ مجدد الف ثانی الخ۔

اقول۔ ایں چہ جرأت وبی باکی وچہ مغالطہ وچالاکی ست اگر صاحب رسالہ راحظی از عقل وانصاف می بود کلام شیخ راکہ

اولاً مشہور کتابوں کے حوالہ سے ان کتابوں کا معتمد ہونا ثابت کرے۔

ثانیاً۔ مذکورہ نقول کی تصحیح پیش کرے۔

ثالثاً۔ صاحبِ رسالہ کی ذمہ داری ہے کہ مشہور محققین ومستندین کی تحقیقات پر مذکورہ کتابوں کے اقوال کی ترجیح کا سبب بیان کرے۔

رابعاً ان تمام باتوں کے باوجود دوسرے ان ائمۂ دین اور ان کے متبعین کی تضلیل وتفسیق کا حکم لگانا انصاف و دیانت سے انتہائی بعید ہے جو حضرات اس عمل کو جائز قرار دینے والے ہیں۔

قولہ۔ مجدد الف ثانی الخ

اقول۔ یہ کیا جرأت وبیباکی ہے؟ اور کیا مغالطہ اور چالاکی ہے؟ اگر صاحب رسالہ کو عقل وانصاف کا کچھ بھی حصہ ملا ہوتا تو شیخ کے اُس

Marfat.com

از مبحث نزاع خارج ست برائے اثبات تضلیل ائمہ دین پیش نمی نمود عبارتیکہ مرتبط بہ اول باشد اقتصار ذکر آخر آں نمودن کہ صراحۃً منع خاص از مولد مبحوث عنہ دراں مسطور نیست ہیچ مفید نیست ہماں شیخ در مکتوب صد و ہفتم از جلد ثالث مکاتیب خود نوشتہ اند دیگر آنچہ در باب مولد خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن وصوت حسن و در قصائد نعت و مناقب خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن ست و التزام رعایات مقامات نغمہ الخ۔

قولہ۔ در تحفۂ اثنا عشریہ است الخ

اقول۔ جوابش بہ تفصیل بالا گذشتہ۔

کلام کو ائمہ دین کی گمراہی ثابت کرنے کے لئے پیش نہیں کرتا جو متنازع فیہ بحث سے خارج ہے۔ وہ عبارت جو اول حصہ سے مربوط ہو اس کے آخری حصہ کے ذکر پر اکتفاء کرنا جس میں صراحۃً زیر بحث میلاد شریف کی خاص ممانعت نہیں ہے۔ کسی طرح مفید نہیں۔ وہی شیخ اپنے مکتوبات کے تیسرے حصہ کے مکتوب نمبر ایک سو سات میں لکھتے ہیں۔

"دوسرے وہ جو میلاد خوانی کے باب میں مندرج ہو گئے ہیں۔ محض قرآن پڑھنے، اور اچھی آواز میں، نعت منقبت اور قصائد پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے ممنوع قرآن کے حروف کی تغییر و تحریف اور راگ کے قواعد کی رعایتوں کا التزام ہے۔

قولہ تحفۂ اثنا عشریہ میں ہے۔

اقول اوپر کی تفصیل میں اس کا جواب گذر گیا۔

Marfat.com

قولہ- مولوی عبد الحیٔ در بعض
مکاتیب خود بمیر احمد بریلوی پیر خود
نوشتہ اند الخ۔

اقول- ذکر ہیچو کس در مقابلۂ
أیمہ محققین خصوصاً اساتذہ وشیوخ
خودش در دین کار ارباب حیاء نیست۔

قولہ- بعض شافعیہ ہیچو ابو الخیر
سخاوی وابو شامہ وظہیر الدین جعفر وشیخ
نصیر الدین کہ ایں عمل را بدعت حسنہ
گفتہ اند مدفوع ست بعدم تقسیم بدعت
بسوئے حسنہ و سیئہ اول قسمت بدعت
باستحسان واساءت ثابت کنند پس
ایں عمل را بدعت حسنہ گویند۔

اقول- ثبوت استحسان
بدعات حسنہ از صحابہ کرام ودیگر ائمہ
عظام از حنفیہ وشافعیہ وغیرہم از ماسبق
بوضوح رسیدہ و موجب ثواب

قولہ- مولوی عبد الحیٔ صاحب
نے اپنے پیر میر احمد بریلوی کو اپنے
بعض مکتوب میں لکھا ہے۔

اقول- ائمہ محققین بالخصوص
اپنے اساتذہ اور شیوخ کے مقابلہ
میں، ایسے شخص کا تذکرہ کرنا دین
میں حیاداروں کا کام نہیں۔

قولہ- بعض شافعیہ جیسے
ابو الخیر سخاوی، ابو شامہ، ظہیر الدین
جعفر اور شیخ نصیر الدین جنہوں نے
اس عمل کو بدعت حسنہ کہا ہے۔ حسنہ
اور سیئہ کی طرف تقسیم بدعت کے
معدوم ہونے کے سبب مدفوع ہے
پہلے استحسان واساءت کی طرف
بدعت کی تقسیم ثابت کریں بعد میں
بدعت حسنہ کا قول۔

اقول- صحابہ کرام ودیگر حنفی و
شافعی وغیرہ ائمہ عظام سے۔ ماسبق
میں بدعات حسنہ کے استحسان کا ثبوت
واضح ہو چکا۔ اور صاحب رسالہ

Marfat.com

وعدم ملام بودنش بدلیل اتفاق محققین از مستندین صاحب رسالہ نقل گردیدہ بلکہ صاحب تنبیہ السفیہ بنقل اجماع فرق اسلامیہ براں پرداختہ کہ قولش شجرۂ خبیثۂ وسوسۂ روافض و اسماعیلیہ وہابیہ راازبیخ وبن قطع ساختہ۔

وثانیاً تلفظ بلفظ بعض شافعیہ محض برائے تغلیط عوام ست چہ استحسان ایں عمل بتصریح محققین شافعیہ و حنفیہ وغیرہم تا استاذ صاحب رسالہ بنقول مشہورہ معتمدہ ثابت و معلوم و اسماء چندے از علماء کرام و محققین اعلام در ما سبق ہم مرقوم۔

قولہ۔ استناد باشخاص مقلدین مجتہد دیگر معتبر نیست۔

کے مستندین و محققین کی دلیل اتفاق سے اس کا موجبِ ثواب ہونا اور نا قابل ملامت ہونا منقول ہو چکا بلکہ صاحب تنبیہ السفیہ نے اس بات پر اسلامی فرقوں کا اجماع تک لکھ ڈالا ہے۔ جن کے قول نے روافض اور اسماعیلیہ وہابیہ کے وسوسوں کے خبیث درخت کو بیخ و بن سے کاٹ ڈالا۔

ثانیاً۔ ''بعض شافعیہ'' کے لفظ کا تلفظ محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے ہے ورنہ اس عمل کا استحسان، محققینِ شافعیہ، حنفیہ وغیرھم یہانتک کہ صاحب رسالہ کے استاذ کی صراحت سے مشہور اور قابل اعتماد نقول سے ثابت و معلوم ہو چکا۔ چند علماء کرام و محققین اعلام کے اسماء ماسبق میں بھی مرقوم ہوئے۔

قولہ۔ دوسرے مجتہد کے مقلد افراد سے استناد معتبر نہیں،

Marfat.com

خاصۂ مقلدان مذہب حنفی را کہ قائل با فقہ بودن امام خود اند و اگر عاملین عمل مولد دریں مسئلہ غیر مدلل اقتداء بشافعیہ کیف ما کان جائز دارند باید کہ در امور دیگر معمول شوافع کہ مدلل اند بدلائل بسیار ہمچو تامین بالجہر و رفع الیدین و ترجیع فی الشہادتین وغیرہا من العبادات نیز اقتداء باٰنحضرات نمایند الخ۔

اقول- اولاً کہ دریں مسئلہ اقتداء الشافعیہ چہ ضرورست چنانکہ علماء شافعیہ قائل جواز ایں عمل اند ہمچنان محققین عظام از علماء حنفیہ کہ حاویٔ فروع و اصول مذہب خود و محقق و مدقق طریق خود اند تصریح باستحسان ایں عمل فرمودہ اند و استناد بہ محققین شافعیہ برائے تائید کلام چیزے دیگر ست و تقلید مذہب شان امرے دگر ست۔

بالخصوص مذہب حنفی کے مقلدین کے لئے جو اپنے امام کو سب سے بڑا فقیہ کہتے ہیں۔ اور اگر عمل میلاد کرنے والے اس غیر مدلل مسئلہ میں شافعیہ کی اقتداء کسی طرح جائز رکھیں تو انہیں چاہیے کہ دیگر معاملوں میں بھی شوافع کے اُن معمولات پر عمل کریں جو بہت سارے دلائل سے مدلل ہیں۔ مثلاً آمین بالجہر و رفع یدین، شہادت میں ترجیع وغیرہ۔

اقول- اولاً- اس مسئلہ میں شافعیہ کی اقتداء کیا ضروری؟ جس طرح شافعی علماء اس عمل کے جواز کے قائل ہیں اسی طرح اپنے طریق کے محقق و مدقق اپنے مذہب کے اصول و فروع پر حاوی علماء احناف کے بڑے بڑے محققین نے بھی اس عمل کے استحسان کی صراحت فرمائی ہے۔ کلام کی تائید میں محققین شافعیہ سے استناد اور چیز ہے اور ان کے مذہب کی تقلید دوسری چیز۔

Marfat.com

و ثانیاً در امریکه از مجتهد مذهب خود منقول نباشد اما مخالفت با اصول ہم نداشتہ باشد اگر بعلماء محققین از دیگر مذاہب حقہ اہلسنت کہ آنحضرات ہم أئمہ دین متین و ارکان شرع مبین اند استناد نمودہ آید بلکہ اقتداء جائز داشتہ شود مستلزم آن نیست کہ امور یکہ صریح مخالف ارشاد و اجتہاد مجتہد مذہب یا مخالف اصول مذہب خود باشند و از تحقیق مجتہدین مذہب خود نسخ آں امور یا مرجوحیت آں بروایت معتمدۂ صحابۂ کرام بثبوت رسیدہ باشد در ہیچو امر ہم ترک اتباع مجتہد مذہب خود و تقلید مذاہب دیگر لازم گردانیدہ شود ایں بحکم صاحب رسالہ الزام مالا یلزم و قیاس مع الفارق ست۔

ثانیاً ایسے امر میں جو اپنے مذہب کے مجتہد سے منقول نہ ہو لیکن اصول کے مخالف بھی نہ ہو اگر ان علماء محققین سے استناد، بلکہ اقتداء جائز رکھی جائے جو اہلسنت کے دوسرے مذاہب سے متعلق ہیں کہ کہ وہ بھی ائمۂ دین متین اور ارکان شرع مبین ہیں۔ اس سے کہاں لازم کہ ان امور میں جو اپنے مذہب کے مجتہد کے اجتہاد و ارشاد کے صریح مخالف ہیں اور اپنے مذہب کے مجتہدین کی تحقیق سے ان مور کی منسوخیت یا مرجوحیت صحابۂ کرام کی قابل اعتماد روایات سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہو، ایسے امر میں اپنے مذہب کے مجتہد کی اتباع ترک کر دی جائے اور دیگر مذاہب کی تقلید کی جائے یہ بات صاحب رسالہ کے مخالف ہیں یا اپنے مذہب کے اصو مطابق الزام ما لا یلزم اود قیاس مع الفارق ہے۔

Marfat.com

قولہ- حیف است کہ در عمل
بدعت اقتدائے غیر رداوارند ودرعمل
سنت سخن غیر نہ پذیرندالخ۔

اقول- منشاء ایں طعن قبیح جہل
صریح ست محل نزاع کہ تجویز واستحسان
عمل مولداست واستادصاحب رسالہ
واساتذہ واساتذۂ اساتذۂ شان وہلم
قائل آں اند ہیچ گونہ از نصوص
احادیث وتصریح مجتہدین ممانعت یا
مرجوحیت آں ثابت وامور یکہ آنھارا
سنت قرار دادہ ایں طعن می نماید اجلۂ
مجتہدین بسیاری از ان امور مخصوصۂ
خود ممانعت ومنسوخیت آں از احادیث
شریفہ خاصۂ مستنبط نمودہ و در
بسیاری ازاں مرجوحیت سنیت آں

قولہ حیف کہ عمل بدعت
میں تو غیر کی اقتداء جائز رکھتے ہیں
اور عملِ سنت میں دوسروں کی بات
قبول نہیں کرتے۔

اقول اس قبیح طعنہ کی بنیاد کھلی
جہالت ہے۔ محل نزاع عمل میلاد کا
استحسان اور اس کی تجویز ہے جس
کے قائل صاحب رسالہ کے استاذ،
استاذ کے استاذ، استاذ کے استاذ کے
استاذ آگے تک رہے ہیں جس کی
مرجوحیت وممانعت مجتہدین کی
صراحت اور احادیث کے نصوص
سے ثابت نہیں ہے۔ اور صاحب
رسالہ جن امور کو سنت قرار دیکر یہ طعنہ
دیرہا ہے ان میں سے بہت سارے
مخصوص امور کی ممانعت اور منسوخیت
خاص احادیث ہی سے جلیل القدر
مجتہدین نے مستنبط کی ہے
اور بہت سارے امور میں ان کے
مسنون ہونے کی مرجوحیت صحابۂ

Marfat.com

بدیگر آثار صحابۂ کرام ثابت فرمودہ اند پس طعن عدم پذیرائے سنت کہ برائے اظہار تضلیل ائمہ دین بلفظ حیف آوردہ جواب ایں حیف کہ مسکت طائفہ صاحب رسالہ باشد بجز از سیف چیست۔

قولہ: بانیان بدعات ومحدثات الخ

اقول۔ درحق قائلین استحسان عمل مکرم و عاقدین مجلس ذکر معظم بایں طعن فاسد وناصواب پرداختن تر د اولی الالباب خاک بر آفتاب انداختن ست بودن امام جزری صاحب حصن حصین وامام قسطلانی و ملا علی قاری و محدث دہلوی و شیخ عبد الوہاب متقی وغیرہم از محبان و محبوبان بارگاہ صاحب لولاک

کرام کے دوسرے آثار سے ثابت فرمائی۔ اسلئے ائمہ دین کی تضلیل کا اظہار کرنے کے لئے سنت قبول نہ کرنے کا جو طعنہ صاحب رسالہ نے لفظ ''حیف'' سے دیا ہے۔ صاحب رسالہ کے گروہ کو خاموش کرنے کیلئے اس ''حیف'' کا جواب ''سیف' کے سوا ہے ہی کیا ؟

قولہ۔ بانیان بدعات و محدثات'' الخ

اقول۔ اس عمل کے استحسان کا قول کرنے والوں اور مجلس ذکر معظم منعقد کرنیوالوں کے حق میں اس فاسد اور غیر درست طعنہ میں مشغول ہونا عقل والوں کے نزدیک آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ امام جزری صاحب حصن حصین امام قسطلانی، ملا علی قاری، محدث دہلوی اور شیخ عبد الوہاب متقی وغیرہ کا بارگاہ صاحب لولاک کا محب ومحبوب ہونا،

Marfat.com

و وارثان درگاہ پیغمبر پاک و پیشوائے دین وقدوۂ شرع مبین نزد کافۂ اہل دیانت وایقان زیادہ از آفتاب روشن وعیان ست اگر کسی از کور باطنی خود ایں ائمۂ ہدیٰ راز اہل ضلالت انگارد یا از مبغضان و مبغوضان جناب خاتم رسالت شمارد فی الحقیقت روئے خود سیاہ می سازد و خود را در خارستان ضلالت می اندازد۔

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

قولہ۔ فصل دوم در پانچ شبہات مجوزین عمل مولد الخ۔

اقول۔ تقریر علماء اہلسنت را کہ از تزویر خود بحذف بعض مقدمات وقلت بعض وعدم فہم مراد در بعض

درگاہ پیغمبر پاک کا وارث ہونا، دین کا پیشوا اور شرع مبین کا مقتدا ہونا، تمام اہلِ ایقان و دیانت کے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ اگر کوئی شخص ہدایت کے ان اماموں کو اپنی کور باطنی سے اہلِ ضلالت سمجھے یا جناب خاتم رسالت سے بغض رکھنے والا یا ان کا مبغوض سمجھے تو فی الحقیقۃ وہ اپنا چہرہ سیاہ کر رہا ہے اور اپنے آپ کو گمرہی کے خارزار میں ڈال رہا ہے۔ اگر چمگاڈر جیسی آنکھ والا دن میں نہ دیکھ سکے تو آفتاب کے ٹکیہ کا کیا قصور؟۔

قولہ۔ دوسری فصل عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں کے شبہات کے جواب میں ہے۔الخ

اقول۔ علماء اہلسنت کی تقریر کو اس کے بعض مقدمات اپنے فریب سے حذف کر کے، بعض میں کمی کر کے، بعض کی مراد بے سمجھے،

بلفظ شبہ تعبیر می نماید و بنام جواب ہر چہ در دلش می آید بے باکانہ می سراید و از غایت بے شرمی حقوق حضرات مستندین خود یاد نمی آرد و از مردود گردیدن اقوال خود باک نمی دارد کہ بہمین حضرات جابجا برائے نام استناد می سازد۔

طرفہ آنکہ بر شاگردیٔ سند العالمین فی العالمین می نازد و بر کلام اوشان نظر نمی اندازد کہ سہام طعن وملام جواب شبہات ہمہ بر کلام اوشان متوجہ میگردد۔

از انجا کہ ہمہ جواباتش از قبیل خرافات و ہمہ تقریر آتش مزخرفات پس احقر الطلبہ دریں رسالہ کہ اصل مقصد صرف دفع اوہام ہیچو جہلہ واظہار لغویت دعاویٔ سفلہ است بہ بسط تقاریر علماء دیں کہ از کتب شان در

لفظ شبہ سے تعبیر کر رہا ہے اور جواب کے نام پر جو کچھ اس کے دل میں آتا ہے بے باکانہ گاتا ہے۔ اور نہایت بے شرمی سے، اپنے مستندین حضرات کے حقوق کو بھی یاد نہیں کرتا نیز اپنے قول کے مردود ہونے کا خوف بھی نہیں کرتا کہ انہیں حضرات سے جابجا برائے نام استناد کرتا ہے۔

طرفہ یہ کہ سند العالمین فی العالمین کی شاگردی پر ناز بھی کرتا ہے اور ان کے کلام پر نظر نہیں ڈالتا۔ کہ شبہات کے جواب میں ملامت اور طعنوں کے تیر کا رخ ان کے کلام کی طرف بھی ہے۔

چونکہ اس کے تمام جوابات از قبیل خرافات اور ساری تقریریں مزخرفات ہیں اسلئے احقر الطلبہ جن علماء کی کتابوں سے عمل میلاد کا استحسان ظاہر و باہر ہے ان کی تقریروں کی تفصیل کی ضرورت اس رسالہ میں نہ سمجھتے ہوئے صاحب

Marfat.com

استحسان عمل مولد عیان و مستبین ست حاجتی ندیدہ متوجہ بیان فسادات اجوبہ صاحب رسالہ گردیدہ۔

قولہ۔ تحقیق بدعت درمقدمہ گذشت الخ۔

اقول۔ ازما سبق ثابت گردیدہ کہ ایں آنچہ درمقدمہ بنام تحقیق آوردہ مخالف تحقیق محققین بلکہ مخالف اتفاق ست پس حوالہ اش محض کاسد وبناء الفاسد علی الفاسد است ثبت العرش ثم انقش۔

قولہ۔ اگر وجود آں فعل از حضرت مقدس نبوی واقع شود بہماں سنت گردد و اگر آں فعل باوجود مقتضی و عدم مانع بوجود نیامد ترک آں فعل از سنن ہدیٰ بود الخ۔

رسالہ کے جوابات میں فساد کے بیان کی طرف توجہ کر رہا ہے کیونکہ رسالہ کا مقصود، صرف اس طرح کے جاہلوں کے اوہام کا دفاع اور ہیچ لوگوں کے دعوؤں کی لغویت کا اظہار ہے۔

قولہ۔ تحقیق بدعت مقدمہ میں گذر چکی۔

اقول۔ ماسبق سے ثابت ہو چکا کہ تحقیق کے نام پر مقدمہ میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ نہ صرف محققین کی تحقیق کے خلاف بلکہ اتفاق کے مخالف ہے اسلئے اس کا حوالہ کھوٹا اور فاسد پر فاسد کی بناء ہے ''ثبت العرش ثم النقش''۔

قولہ۔ اگر اُس فعل کا وجود حضرت مقدس نبوی سے ثابت ہو تو اسی بنیاد پر حسن ہو جائیگا اور اگر وہ فعل مقتضی اور عدم مانع کے باوجود واقع نہ ہو تو اس کا ترک سنتِ ہدیٰ ہوگا۔ الخ۔

Marfat.com

اقول - واجب بود کہ اولاً معنی مانع و مقتضی دریافت می نمود من بعد قدم در رد و ابطال اقوال ائمہ اعلام می فرسود از شہادت صحابہ کرام واضح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیاری از امور خیر را باوجودیکہ محبوب طبع مبارک می بود صرف شفقۃً علی الامۃ ہم بکراہت لزوم حرج بر ایشان ترک میفرمود پس ادراک ایں معانی کہ ایمۂ دین را میسر و پیداست اعتراض بران حضرات بدیں خرافات محض بے سروپاست۔

بالجملہ ترک آنحضرت را علی الاطلاق تحریم و ممانعت لازم نیست البتہ در صورتیکہ کدامی قرینہ خاصہ حسب فہم مجتہدین بر کف واجتناب از کدامی فعل دلالت کند آنوقت البتہ ترک آنحضرت بایں معنی دلیل ممانعت می تواند شد۔

اقول - ضروری تھا کہ پہلے مانع اور مقتضی کا معنی معلوم کرتا بعد میں ائمۂ اعلام کے اقوال کی تردید وابطال میں قدم رکھتا۔ صحابہ کرام کی شہادت سے واضح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سارے امور کو امت پر شفقت اور ان پر لزوم حرج کو ناپسند سمجھنے کے سبب ترک فرمادیا کرتے تھے باوجودیکہ وہ امور مبارک، طبیعت کو محبوب ہوتے۔ پس ان معانی کا ادراک جن ائمہ دین کے لئے میسر اور ظاہر ہے اُن حضرات پر ان خرافات سے اعتراض کرنا محض بے سروپا ہے۔

الحاصل آنحضرت کا ترک علی الاطلاق مستلزم تحریم وممانعت نہیں۔ البتہ اس صورت میں جب کوئی خاص قرینہ مجتہدین کی سمجھ کے مطابق کسی فعل سے کف اور اجتناب پر دلالت کرے اس وقت البتہ آنحضرت کا ترک اس معنی کے لحاظ سے ممانعت کی دلیل ہوسکے گا۔

Marfat.com

قولہ - چوں ذکر الٰہی ہمچو اذان عیدین و نماز نفل بعید گاہ الخ۔

اقول - اولاً ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ علی الاطلاق مرغوب شارع ست و مقید بہ ہیئتی مخصوص بہ قیدے نیست بر خصوص تقریر سنت اذان برائے عیدین کہ سنت مخصوص فرائض ست قیاس نمودن و از آں حکم ضلالت استنباط کردن قیاس مع الفارق ست کہ در تعیین سنن خاصہ برائے صلوات مخصوصہ البتہ خصوصیت قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرورست و امریکہ از قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ - جب ذکر الٰہی مثلاً اذان عیدین اور عیدگاہ میں نماز نفل الخ

اقول - اولاً رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ جو علی الاطلاق شارع کو مرغوب ہے، کسی ہیئت سے مقید اور کسی قید سے مخصوص نہیں، اس کا قیاس عیدین کے لئے اُس اذان کی تقریر سنت کے خصوص پر کرنا جو فرائض کی مخصوص سنت ہے اور اس سے گمرہی کا حکم مستنبط کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ مخصوص نمازوں کیلئے خاص سنتوں کی تعیین میں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی خصوصیت ضروری ہے۔ اور جو امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

ثابت نباشد اعتبار آں امر مخصوص بطور سنیت برائے کدامی نماز نمی تواں نمود علماء تصریح فرمودہ اند کہ اگر در عیدین ہم بجائے اذان کدامی ذکر دیگر نہ بطور سنیت بلکہ بلحاظ دعائے خلق گفتہ شود البتہ حسن ست کہ مندرج ست در عمومات شارع۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ در مرقاۃ از باب العیدین در فصل ثالث در شرح لا اذان ولا اقامة ولا نداء گفتہ۔

فینبغی ان یفسر النداء بالاذان لانہ یستحب ان ینادیٰ لها الصلوٰۃ جامعة بالاتفاق و عن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ انہ اذن لهما وقال ابن المسیب اول من اذن لصلوٰۃ العیدین

قول و فعل سے ثابت نہیں ہے اُس کا اعتبار کسی نماز کی سنت کے بطور نہیں کر سکتے علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ۔ اگر عیدین میں بھی اذان کے بجائے کوئی دوسرا ذکر بطور سنت نہیں بلکہ لوگوں کو بلانے کی غرض سے کیا جائے یقیناً مستحسن ہے اسلئے کہ شارع کے عمومات میں مندرج ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقات باب العیدین کی تیسری فصل میں ''لا اذان ولا اقامة ولا نداء'' کی شرح میں فرمایا۔

''پس نداء کی تفسیر اذان سے کرنی چاہیئے کیونکہ نماز عیدین کے لئے ''الصلوٰۃ جامعة'' کہنا بالاتفاق مستحب ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عیدین کے لئے اذان دی تھی اور حضرت ابن میتب نے کہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ پہلے وہ آدمی

Marfat.com

معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخ۔

وثانیاً در خصوص اذان عید ہم کہ از مجتہدات بعض صحابۂ کرام بودہ اطلاق ضلالت بطوریکہ داخل عقائد نجدیہ ست محل کلام ست وحال بطلان قیاس بر تنفل قبل عید وصحیح نبودن اطلاق ضلالت بر فاعل ومجوز ومستحسن آں و تعارض روایت منقولہ صاحب رسالہ بروایت ممانعت نفرمودن حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ ازاں کہ دیگر مفسرین وفقہاء نقل فرمودہ اند از ما سبق ظاہر ست۔

قطع نظر از آنہمہ میگویم کہ ہماں حضرت امیر کرم اللہ وجہہ قایل تجویز و استحسان جہر تکبیر در عید فطر بودہ اند باوجود یکہ

ہیں جنہوں نے عیدین کے لئے اذان کہی ہے۔

ثانیاً بعض صحابۂ کرام کا مجتہد، خاص عید کے اذان میں بھی ضلالت کا ایسا اطلاق جو عقائد نجدیہ میں داخل ہے محل کلام ہے اور نماز عید سے پہلے نفل کی ادائیگی پر قیاس کا بطلان اور اس کو مستحسن اور جائز سمجھنے والوں اور کرنے والوں پر ضلالت کے اطلاق کی عدم صحت اور صاحب رسالہ کی منقول روایت کا حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کی عدم نہی والی اُس روایت سے تعارض ماسبق سے ظاہر ہے۔ جس روایت کو دوسرے فقہاء اور مفسرین نے نقل فرمایا ہے۔

ان تمام باتوں سے صرف نظر کر کے میں کہتا ہوں کہ یہی حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ عید الفطر میں بالجہر تکبیر کے استحسان و تجویز کے قائل رہے ہیں اس کے باوجود

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عید فطر ترک آں فرمودہ اند وصرف در عید اضحیٰ جہر نمودہ اند بلکہ بعض فقہاء را در ثبوت جہر از آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام در عید اضحیٰ ہم کلام ست۔

در غنیۃ المستملی در بحث اختلاف حضرت امام اعظم وصاحبین وے رضی اللہ تعالیٰ عنھم در جہر تکبیر فطر وعدم آن بعد ذکر دلائل طرفین واجوبۂ آں فرمودہ۔

"والذی ینبغی ان یکون الخلاف فی استحباب الجهر وعدمها لا فی کراهته وعدمها فعندهما یستحب الجهرو عنده الاخفاء افضل لان الجهر قد نقل عن کثیر من السلف کابن عمر رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ وابو امامة الباهلی رضی اللہ عنہ الخ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر میں جہر ترک فرمایا ہے اور صرف عید الضحیٰ میں جہر کیا ہے۔ بلکہ بعض فقہاء کا عید الضحیٰ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر کے ثبوت میں کلام ہے۔

غنیة المستملی میں۔امام اعظم اور صاحبین رضی اللہ عنھم کے مابین۔ عید الفطر میں تکبیر کے جہر میں اختلاف کی بحث میں طرفین کے دلائل اور ان کے جوابات نقل کرنے کے بعد فرمایا:

" اختلاف جہر کے استحباب اور عدم استحباب میں ہونا چاہئے، کراہت اور عدم کراہت میں نہیں۔ اس بناء پر صاحبین کے نزدیک جہر مستحب ہوگا اور امام کے نزدیک اخفاء افضل ہوگا۔ کیونکہ جہر بہت سارے اسلاف جیسے حضرت ابن عمر حضرت علی اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے" الخ

Marfat.com

حالا صاحب رسالہ راباید از
خرافات خودتوبہ نماید کہ ازقول فاسدش
حکم ضلالت صحابۂ کرام لازم می آید
معاذالله من ذالك الفساد۔

قولہ وتخریج ابن حجر وتمثیل
آن بصوم عاشوراء قیاس مع الفارق
است الی قولہ درینجا احیای سنت
موسوی نیست تسمیۂ ایں استنباط
غفلت مناط بقیاس محض بے اصل وبی
اساس ست الخ۔

اقول- منشاء ایں طعن وملام
برکلام ائمہ اعلام خودرائی وہرزہ سرائی
ست باید دریافت کہ غایت تگاپوی
وہم مبطلین شرف ایام ولادت
باسعادت ومنکرین استحباب اعادۂ
شکرنعمت ہمیں ست کہ ایام لاحقہ را
باز مان سابقہ موافقتے پیدا نیست

اب صاحب رسالہ کو اپنے
خرافات سے توبہ کر لینی چاہئے
کیونکہ اس کے فاسد قول سے صحابۂ
کرام پر گمراہی کا حکم لازم آتا ہے۔
اس فساد سے خدا کی پناہ۔

قولہ- اور ابن حجر کی تخریج
اور اس کی روزۂ یوم عاشورہ سے
تمثیل قیاس مع الفارق ہے۔ الیٰ
قولہ- اور یہاں سنت موسوی کا احیاء
نہیں ہے پس اس غفلت آمیز
استنباط کا قیاس نام رکھنا محض بے
اصل وبے بنیاد ہے۔

اقول- ائمۂ اسلام کے کلام
پراس طعنہ اور ملامت کا منشاء خودبینی
اور بے ہودگی ہے۔ معلوم ہونا چاہئے
کہ ایام ولادتِ باسعادت کے شرف
کو باطل قرار دینے والوں، اور اعادۂ
شکر نعمت کے استحباب کے منکروں
کے وہم کی انتہائی تگ ودو یہ ہے کہ
زمانۂ لاحقہ کو زمانۂ سابقہ
سے کوئی یکسانیت ظاہر نہیں

Marfat.com

و برائے ادائے شکر نعمت بعد مرور زمان اصلی بہ شرع ہویدا نیست۔

امام حافظ ابو الفضل۔ ابن حجر بجہت دفع این وہم اصلے برائے استحباب اعادۂ شکر نعمت وادائے آں بعد مرور از مان در نظیر آن یوم از شرع شریف ذکر فرمودہ۔

حالا خرافات صاحب رسالہ باید دید کہ چقدر سرگردان گردید و یک لفظ ہم فہمید و باوجود آن الفاظ تشنیع ائمہ دین مستندان مقتدایان خود کہ سنت جاہلان ست بر زبانش رسید اماحیف کہ مضمون ایں شعر از کسے نہ شنید۔

یا ناطح الجبل الراس لتصدعه
ارحم علی الراس ولا ترحم علی الجبل

اور اصلی زمانہ گذر جانے کے بعد شکر نعمت کی ادائیگی کے لئے شریعت میں کوئی دلیل موجود نہیں۔

امام حافظ ابو الفضل ابن حجر نے اعادۂ شکر نعمت کے استحباب اور زمانہ گذر جانے کے بعد اس دن کی نظیر میں اس کی ادائیگی کو شرع شریف سے اسی لئے ذکر فرمایا تاکہ اس وہم اصلی کا دفاع ہو جائے۔

اب صاحب رسالہ کے خرافات کو دیکھنا چاہئے کہ کس قدر سر گرداں ہوا اور ایک لفظ بھی سمجھ نہ کہ اس کے باوجود جاہلوں کی روش کے مطابق اپنے پیشواؤں اور مستندین ائمہ دین کے لئے تشنیع کے الفاظ اس کی زبان پر آئے۔ مگر افسوس کہ اس شعر کا مفہوم کسی سے نہیں سنا۔

پہاڑ کو توڑنے کے لئے اس سے اپنا سر ٹکرانے والے! اپنے سر پر رحم کھا۔ پہاڑ پر نہیں۔

Marfat.com

از منسوخیت افراد صوم عاشوراء ومشروعیت ضم تاسع مع العاشر و بودن علتش موافقت جناب موسوی علیه السلام مضرتی باامام عسقلانی نرسیده پس همه تطویل لاطائل صاحب رساله عبث گردیده حضرت موسی علیه السلام که برائے شکر نعمت پروردگار عبادت او تعالی ادا نمودند و جناب حضرت خاتم رسالت بعد مرور دهور از وفات حضرت موسی علیه السلام در نظیر آن یوم اعادۂ شکر نعمت بعبادت بقصد موافقت حضرت موسی علیه السلام فرمودند اصلے اصیل برائے استحباب اعادۂ شکر نعمت بعد زمان طویل در نظیر آن زمان بثبوت رسیده وقول مبطلین ومنکرین مردود گردیده دانا نیک میداند که اعتراض فاسد مبطلین معاذ الله

صرف یوم عاشوراء کے روزہ کی منسوخیت اور دسویں تاریخ کے روزہ کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ ملا دینے کی مشروعیت اور اس کی علت جناب موسوی سے موافقت کی بناء پر امام عسقلانی کو کوئی ضرر نہ پہونچا۔ اسلئے صاحب رسالہ کی تمام تطویل لا طائل بے کار ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے پروردگار کی نعمت کے شکریہ میں اس کی عبادت ادا کی اور جناب خاتم رسالت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے موافقت کی نیت سے عبادت کر کے اعادہ شکر نعمت فرمایا ایک لمبے زمانے کے بعد اس کی نظیر میں اعادۂ شکر نعمت کے استحباب کے لئے اس عمل کا ایک مستحکم اصل ہونا پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا اور مُبطلین و منکرین کا قول مردود ٹھہرا۔

عاقل بخوبی جانتا ہے کہ مبطلین کا فاسد اعتراض معاذ اللہ

Marfat.com

برحدیث جناب خاتم رسالت ہم وارد می توان شد کہ آن عاشوراء کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دران نعمت نجات یافتند و ادائے شکر آن نعمت دران عاشوراء نمودند صدہا سال قبل گذشتہ پس این عاشوراء را بآن عاشوراء چہ مناسبت وایں شکر را کہ بعد مرور دہور از ظہور نعمت بود بہ شکر موسیٰ علیہ السلام چہ موافقت الیٰ غیر ذلک من الخرافات والوساوس عصمنا اللہ تعالیٰ من تلک الاوہام والہواجس۔

باقیماند احتمال اینکہ صاحب رسالہ قدم برجعت قہقری انداز دو متنبہ گردیدہ از ثبوت بودن صوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقصد ادائے شکر نعمت و اعادۂ آں

جناب خاتم رسالت کی حدیث پر بھی وارد ہوسکتا ہے کہ وہ عاشورہ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نجات پائی اور اس نعمت کا شکریہ جس عاشوراء میں ادا کیا گیا۔ سیکڑوں سال پہلے گذرا ہے۔ پس اس عاشوراء کو اُس عاشوراء سے کیا مناسبت اور اس شکر کو جو نعمت کے ظہور کے طویل زمانہ کے بعد ہوا موسیٰ علیہ السلام کے شکر سے کیا موافقت الیٰ غیر ذلک من الخرافات والوساوس۔ اللہ رب العزت ہمیں ان اوہام و خیالات سے محفوظ رکھے۔

رہ گیا اس کا احتمال کہ صاحب رسالہ الٹے پاؤں واپس ہوتا ہے جناب موسیٰ علیہ السلام کی موافقت ادائے شکر نعمت واعادۂ شکر نعمت کی نیت سے آنحضرت ﷺ کے روزہ کے ثبوت پر آگاہ ہوتے ہوئے بھی

Marfat.com

وموافقت جناب موسوی علیہ السلام نیز انکار سازد چنانکہ چندے از سفہاء بدان تفوہ می نمایند گویم ایں احتمال مخالف روایت کثیرہ از احادیث صحیحہ و تحقیقات ائمہ دین از شراح حدیث ست علامہ عینی در شرح صحیح بخاری آوردہ۔

اس کا انکار کرتا ہے جیسا کہ چند احمقوں نے ایسا کہنے کی جرأت بھی کی ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ احتمال احادیث صحیحہ کی کثیر روایتوں اور حدیث کے شارحین ائمہ دین کی تحقیقات کے خلاف ہے۔ علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں نقل کیا ہے۔

قال الامام الطحاوی بعد ان روی الحدیث ففی هذا الحدیث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم انما صامه شکر اَلله عزو جل فی اظهار ه موسیٰ علیه السلام علی فرعون فذلك علی الاختیار لا علیٰ الفرض و فیه بحث لانه لقائل ان یقول لانسلم ان ذلك علیٰ الاختیار دون الفرض لانه علیه السلام امر بصومه والامر المجرد عن القرائن یدل علی الوجوب وکونه ﷺ

"امام طحاوی نے حدیث کی روایت کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ عز و جل کا اس بناء پر شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا کہ اس نے فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غلبہ عطا فرمایا۔ تو یہ روزہ مستحب ہے فرض نہیں۔ اور اس میں بحث ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمیں تسلیم نہیں کہ وہ مستحب ہے فرض نہیں۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے اس روزہ کا امر فرمایا اور قرائن سے مجرد امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور حضور ﷺ کا

Marfat.com

صامہ شکراً للہ لا ینافی
کونہ للوجوب کما فی سجدۃ صٓ
فلن اصلہا للشکر مع انہا واجبۃ الخ۔

ایں ست حال جواب تخریج
حافظ ابن حجر کہ صاحب رسالہ بکمال
جاں فشانی باظہار تبحر خود واشعار
غفلت علامہ ممدوح دراں پرداختہ و
بیباکانہ کلمات طعن و تشنیع تحریر ساختہ و
ہمبریں قیاس حال رد تخریج حافظ
سیوطی باید فہمید کہ صاحب رسالہ
باوجود تطویل کلام باصل مرام نرسید۔

قولہ - تخفیف عذاب ابولہب
برتقدیر صحت فعل حضرت الٰہی ست بندہ
را اقتداء بافعال حق جل وعلا وقیاس
نمودن براں مشروع نیست الخ۔

بطور شکر روزہ رکھنا اس کے وجوب
کے منافی نہیں ویسے ہی جیسے سجدۂ
''صٓ'' میں کہ اصلاً وہ شکر کیلئے ہے
اس کے ساتھ ساتھ واجب بھی۔ الخ

یہ رہا حال حافظ ابن حجر کی
تخریج کے جواب کا جس میں
صاحب رسالہ اپنی قابلیت کے
اظہار کے لئے کمال جانفشانی سے
علامہ موصوف کی غفلت بتانے میں
مشغول ہوا ہے اور بے باکی سے
طعن و تشنیع کے کلمات بولے ہیں اور
اسی قیاس پر حافظ سیوطی کی تخریج کی
تردید کا حال سمجھنا چاہئے کہ تطویل
کلام کے باوجود اصل مقصود تک صاحب
رسالہ کی رسائی نہیں ہوسکی ہے۔

قولہ - صحت کی تقدیر پر،
ابو لہب کے عذاب کی تخفیف
حضرت الٰہی کا فعل ہے بندہ کو اللہ
تعالیٰ کے فعل کی اقتداء اور اُس پر
قیاس کرنا مشروع نہیں ہے۔ الخ

Marfat.com

اقول- بر تقدیر تسلیم صحت روایت تخفیف عذاب ایں مقال فاسد ست چہ ازاں روایت کہ ظہور اثر نعمت بابرکت در ہر یوم الاثنین و پسندیدگی حق تعالیٰ اظہار فرحت ولادت را ظاہر ست پس البتہ برائے دفع قول منکرین واثبات برکت ایام ولادت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و بقاء آن برکت در نظایر یوم ولادت اصلے بثبوت رسیدہ وجواب صاحب رسالہ کئے متوجہ گردیدہ کجا ثبوت بقائے شرف ولادت در نظائر ایام ولادت وبرکت فرحت وجود آں نعمت وکجا اقتداء بندہ بافعال خاصہ الٰہیہ۔

قولہٗ- ادعائے توارث غلطیٔ فاحش است الخ۔

اقول- روایت تخفیف عذاب کی صحت مان لینے کی تقدیر پر یہ گفتگو فاسد ہے۔ اسلئے کہ ہر دوشنبہ کو نعمت بابرکت کے اثر کا ظہور، اور اللہ تعالیٰ کا اظہارِ شادمانیٔ ولادت کو پسند کرنا، جس روایت سے ثابت ہے، اُس سے، منکرین کے قول کا دفاع اور حضرت سید المرسلین ﷺ کے ایام ولادت کی برکت اور یومِ ولادت کے نظائر میں اس برکت کی بقاء ثابت کرنے کے لئے ایک اصل کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور صاحب رسالہ کا جواب کب متوجہ ہے ایام ولادت کے نظائر میں شرف ولادت اور اس نعمت کے وجود پر برکتِ فرحت کی بقاء کہاں اور کہاں بندہ کا اللہ کے خاص افعال کی اقتداء کرنا۔

قولہٗ- توارث کا دعویٰ کھلی غلطی ہے۔ الخ

Marfat.com

اقول- ایں جواب متوجہ نیست کہ استدلال بہ توارث علمائے اعلام و اعاظم دین و اکابر مسلمین و جم غفیر از اعاظم عرب و عجم بودہ پس گو معنیٔ اصطلاحیٔ اصولیٔ اجماع براں صادق نیاید اما انکار از ثبوت توارث از جم غفیر و جماعت کثیر علماء اعلام و قضاۃ و مفتیان اسلام و اعاظم دین و اکابر مسلمین نتوان نمود۔

مگر آنکہ صاحب رسالہ و طائفہ او آنہمہ حضرات کرام را جہال و ضلال گویند و بحسب ظاہر تصریح ایں کلمہ از صاحب رسالہ مستبعد ست کہ خود ہم آنحضرات را داخل فقہاء و محدثین میدارد و سندی می آرد پس بر تقدیر تسلیم اختلاف ہم حکم ضلالت در مسئلۂ فرعیہ باطل خواہد بود۔

اقول- یہ جواب متوجہ نہیں اسلئے کہ علماء اعلام، اعاظم دین، اکابر مسلمین اور عرب و عجم کے اعاظم کی بھاری جماعت کے توارث سے استدلال پر بھلے اجماع کا اصولی اور اصطلاحی معنی صادق نہ آئے لیکن علماء اعلام، قضاۃ و مفتیانِ اسلام، اعاظم دین اور اکابر مسلمین کی کثیر جماعت کے توارث سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مگر چونکہ صاحب رسالہ اور اس کی جماعت کے لوگ، اُن تمام حضرات کو جاہل و گمراہ کہتے ہیں اور باعتبار ظاہر اس بات کی صراحت صاحب رسالہ سے بعید ہے کیونکہ خود بھی ان حضرات کو فقہاء اور محدثین میں شامل مان کر ان سے استناد کرتا ہے پس اختلاف مان لینے کی تقدیر پر بھی ایک فرعی مسئلہ میں گمراہی کا حکم لگانا باطل ہوگا۔

Marfat.com

وثانیاً صاحب رسالہ بنام جواب
تطویل می سازد و بر کتب مستندین
خویش نظر نمی اندازد محققین مستندین
صاحب رسالہ کہ در مسائل مختارۂ خود
بادلیل توارث حسن آں ثابت می نمایند
و ماخوذ مفتیٌ بہ حسن آں قرار مید ہند کجا
اجماع تمام امت از صدر اول وغیرہم
ثابت نمودہ اندو کئے بریں شرط عمل
فرمودہ اند در درمختار در بحث تکبیر
بعد نماز عید آوردہ۔

لا بأس به عقب العيد
لان المسلمين توارثوه
فوجب اتباعهم وعليه
البلخيون ولا يمنع العامة من
التكبير فى الاسواق فى
الايام العشر وبه ناخذ بحر و
و مجتبى وغيره۔

ثانیاً صاحبِ رسالہ جواب کے
نام پر تطویل تو کرتا ہے مگر اپنے مستندین
کی کتابوں پر نظر نہیں ڈالتا۔ صاحب
رسالہ کے وہ مستندین محققین جنہوں
نے اپنے مختار مسائل کا حسن،
توارث کی دلیل سے ثابت کیا ہے
اور حسن کے سبب سے ہی ان کے
ماخوذ اور مفتیٰ بہ ہونے کا قول کیا ہے
انہوں نے صدر اول وغیرہ سے تمام
امت کا اجماع کہاں ثابت کیا ہے؟
اور کب اس شرط پر عمل پیرا ہوئے ہیں۔
بعد نماز عید تکبیر کی بحث میں درمختار
میں منقول ہے۔

" عید کے بعد تکبیر میں کوئی
حرج نہیں اسلئے کہ مسلمانوں کا اس
پر توارث ہے اور ان کی اتباع
واجب ہے، بلخیوں کا یہی مسلک
ہے اور عام لوگوں کو ذوالحجہ کے دس
دنوں میں، بازاروں میں تکبیر سے
منع نہیں کیا جائے گا۔ ہم اسی سے
اخذ کرتے ہیں۔ بحر مجتبیٰ وغیرہ۔"

Marfat.com

وہم در بحر در بیان خطبہ آوردہ

"وفی التجنیس و ذکر الخلفاء الراشدین مستحسن بذلك جری التوارث و بذکر العمین" الخ

قولہ- باید کہ اہل اجماع کسانے باشند کہ مجتہد بوند الخ۔

اقول ایں قول ہم متوجہ نیست اگر چہ اجتہاد شرط اجماع اصطلاحی اہل اصول ست اما در مسائل فرعیہ اتفاق محققین ہم باوجود مر اعصار برائے حجیت مثل اجماع مصطلح کفایت میکند۔

در مسلم در بحث اجتہاد فی المذاہب آوردہ۔

علی ان اتفاق العلماء المحققین علی مر الاعصار حجة کالاجماع الخ۔

قولہ- نیت آں بزرگواران کہ باستحسان و استحباب ایں عمل قائل اند

نیز بحر کے بیان خطبہ میں منقول ہے۔

"تجنیس میں ہے۔ خلفاء راشدین اور عمین کریمین کا خطبہ میں ذکر مستحسن ہے توارث اسی پر رہا ہے۔"

قولہ- اہل اجماع مجتہدین کو ہونا چاہیے الخ

اقول- یہ قول بھی متوجہ نہیں۔ اگر چہ اجتہاد اہل اصول کے اجماع اصطلاحی کی شرط ہے، لیکن فرعی مسائل میں محققین کا اتفاق بھی مرور ازمنہ کے باوجود حجت کیلئے اصطلاحی اجماع کی طرح کافی ہے۔

مسلّم میں اجتہاد فی المذاہب کی بحث میں منقول ہے۔

"مرورِ زمانہ کے باوجود محققین علماء کا اتفاق اجماع کی طرح حجت ہے۔"

قولہ- اس عمل کے استحباب و استحسان کا قول کرنے والے بزرگوں

Marfat.com

بخیر است و در تورع و طہارت ایں
کرام شک نیست لیکن ایں قول مردود
ست باینکہ کلام عباد و زہاد بے اجتہاد و
استنباط شرعی ہرگز صالح عمل نیست الخ۔

اقول۔ چنانکہ در تورع و
طہارت ایں کرام شکی نیست در بودن
ایں حضرات از ائمۂ اعلام و محققین
دین اسلام و ارکان شرع مبین حضرت
سید الانام ﷺ ہم ہیچگونہ شکی
نیست و گو اجتہاد مطلق استقلالی ایشا
نرا حاصل نیست اما تبحر علوم دینیہ و
جامعیت اصول و فروع مذاہب
خود ہا و بلکہ تحقیق و تدقیق بر طبق
اصول مجتہدین حاصل بالیقین ست
پس استحسان ایں ائمہ کرام کہ
موافق بکتاب و سنت و مندرج
در عمومات مندوبات شریعت

کی نیت بہ خیر ہے۔ اور ان کی
طہارت و تقویٰ میں شک نہیں لیکن
یہ قول مردود ہے کیونکہ شرعی اجتہاد و
استنباط کے بغیر، عابدوں اور
زاہدوں کا کلام ہرگز قابل عمل نہیں۔
الخ

اقول۔ جسطرح ان حضرات
کی طہارت وورع میں کوئی شک
نہیں ہے یونہی ان کے ائمۂ اعلام،
محققین دین اسلام اور حضرت سید
المرسلین ﷺ کے شرع مبین کے
ارکان ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔
گو مطلق اور مستقل اجتہاد انہیں
حاصل نہیں لیکن علوم دینیہ میں
مہارت، اپنے مذاہب کے اصول و
فروع کی جامعیت اور مجتہدین کے
اصول کے مطابق تحقیق و تدقیق کا
ملکہ یقیناً حاصل ہے پس اپنے ائمۂ
کرام کا وہ استحسان جو کتاب و سنت
کے موافق، مستحباتِ شریعت کے

Marfat.com

وغیر مزاحم ومخالف بکدامی سنت ست البتہ صالح عمل ست ونسبت ضلالت و تہمت معارضۂ کتاب وسنت براں ائمۂ امت محض بیجا ومہمل ست۔

قولہ۔ ومن ثم قال فی مجالس الابرار ومن لیس من اهل الاجتهاد من الزهاد و العباد فهو فی حکم العوام لا یعتد بکلامه انتهیٰ۔

اقول۔ استناد بکلام مجالس الابرار ہمان مثل ست کہ جہلہ لا تقربوا الصلوٰۃ را پیش نظر دارند وکریمہ و انتم سکاریٰ را پس پشت انداختہ کان لم یکن انگارند ایں قدر خیال نکردہ کہ صاحب مجالس دریں قول استثناء ہم نمودہ ومتصل ہمیں قول نوشتہ الا ان یکون موافقا للاصول والکتاب المعتبر الخ۔

عموم میں مندرج اور کسی بھی سنت کے غیر مزاحم وغیر مخالف۔ ہے یقیناً عمل کے قابل ہے اوران ائمۂ دین کی طرف گمراہی کی نسبت ، اور کتاب وسنت سے معارضہ کی تہمت محض بے جا اور مہمل ہے۔

قولہ۔ اور اسی بناء پر مجالس ابرار میں کہا ہے کہ جو عابدین و زاہدین اہل اجتہاد نہ ہوں وہ حکم عوام میں ہیں ان کا کلام معتد بہ نہیں ہے۔

اقول۔ مجالس ابرار کے کلام سے استناد کی مثال ویسی ہی ہے جیسا کہ جاہل لا تقربوا الصلوٰۃ تو دیکھتے ہیں اور ”وانتم سکاریٰ“ کو پس پشت ڈال کر یوں سمجھتے ہیں کہ وہ ہے ہی نہیں اتنا بھی خیال نہیں کیا کہ صاحب مجالس نے اس قول میں استثناء بھی کیا ہے ، اور اسی قول سے متصل تحریر کیا ہے کہ مگر یہ کہ اصول اور کتاب معتبر کے موافق ہو۔ الخ

Marfat.com

پس ایں عمل کہ اولیاء کرام التزام و اہتمام آں فرمودہ اند موافق کتب معتبرہ مشہورۂ ائمہ اعلام ست کہ حاوی فروع و اصول و محقق معقول و منقول بودہ اند۔

قولہ- استدلال بایں حدیث دریں محل بے محل ست الخ۔

اقول- حال کمال حضرات نجدیہ قابل تماشا ہست امرے را کہ برائے اثبات مدعیات خود بجوش و خروش دلیل میگردانند ہمان دلیل را وقت ذکر مخالف ذلیل میگردانند بر اہل دانش مخفی مباد کہ وہابیۂ دہلی و قنوج در رسالہ تفہیم المسائل کہ بکمال جدو جہد برائے حفظ آبروئے مقتدایان خود در سالہا سال بتالیف آں پرداختہ اند در مسئلۂ استمداد

پس یہ عملِ میلاد جس کا اہتمام والتزام اولیاء کرام نے کیا ہے اُن ائمہ اعلام کی مشہور و معتبر کتابوں کے موافق ہے جو حاوی فروع و اصول اور محقق معقول و منقول رہے ہیں۔

قولہ- اس حدیث یعنی اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم سے یہاں استدلال بے محل ہے الخ

اقول- نجدی حضرات کے کمال کی حالت قابل تماشہ ہے۔ جس امر کو اپنے دعووں کے اثبات کے لئے جوش و خروش کے ساتھ دلیل بناتے ہیں اسی دلیل کو مخالف کے ذکر کے وقت ذلیل گردانتے ہیں۔ اہل علم پر مخفی نہ رہے کہ دہلی اور قنوج کے علماء نے، رسالہ تفہیم المسائل میں، جس کی تالیف اپنے پیشواؤں کی آبرو بچانے کے لئے سالہا سال میں پوری جدوجہد کے ساتھ کی ہے استمداد کے مسئلہ میں

Marfat.com

باوجود اقرار اختلاف صرف لفظ بسیاری از فقہاء را کہ دریک کلام محدث دہلوی واقع گردیدہ سند خود فہمیدہ و از دیگر تصریحات وی علیہ الرحمہ کہ در ہماں مقام و در کتاب الجہاد از اں کتاب۔ وکتاب جامع البرکات و جذب القلوب و تکمیل الایمان وغیر ہا برائے ارغام منکرین بہ تفصیل تمام نوشتہ اند چشم پوشیدہ چہ قدر بلند آہنگی ساختہ اند۔

حیث قالو اتباع عامۃ فقہاء و جماعت ایشان واجب ست زیرا کہ امام احمد در مسند خود از معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آوردہ۔

قال رسول اللہ ﷺ ان الشیطان ذیب الانسان کذیب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ وایاکم والشعاب

اقرار اختلاف کے باوجود، محدث دہلوی کے صرف ایک کلام میں واقع لفظ ''بسیاری از فقہاء'' کو اپنی سند سمجھ کر اور انہیں کی دوسری اُن صراحتوں سے، جواسی مقام میں اور اس کتاب کے کتاب الجہاد میں، کتاب جامع البرکات میں، جذب القلوب اور تکمیل الایمان وغیرھا میں، منکرین کودھول چٹانے کی خاطر کی ہیں۔ آنکھ بند کر کے کیسا شور مچار کھا ہے؟

انہوں نے کہا ہے کہ عام فقہاء اوران کی جماعت کی پیروی واجب ہے اسلئے کہ امام احمد اپنی مسند میں معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کا بھیڑیا ریوڑ سے دور رہنے والی بکری کو پکڑتا ہے، تم بھی گھاٹیوں سے بچو،

Marfat.com

و علیکم بالجماعة والعامة۔

جماعت اور عامۃ المسلمین کو لازم پکڑو۔"

وابن ماجہ در سنن خود از انس رضی اللہ عنہ می آرد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار ۔

ابن ماجہ اپنی سنن میں حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ:

"سواد اعظم کی پیروی کرو۔ جو الگ ہوگا۔ جہنم میں جائے گا۔"

و ابو داود از ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت میکند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه۔

ابوداؤد نے حضرت ابوذر سے روایت کی ہے۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار پھینکا۔"

شیخ عبد الحق در ترجمۂ مشکوٰۃ بذیل حدیث اول می نویسد اشارت ست بآنکہ معتبر اتباع اکثر و جمہور ست چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع بلکہ ممکن نیست۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مشکوٰۃ کے ترجمہ میں پہلی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اکثر اور جمہور کی اتباع معتبر ہے، کیونکہ تمام احکام میں تمام کا اتفاق واقع بلکہ ممکن نہیں ہے۔

و در شرح حدیث ثانی حسین بن عبد اللہ طیبی ناقلا عن المفردات می نویسد۔

دوسری حدیث کی شرح میں حسین ابن عبد اللہ طیبی مفردات سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

والسواد یعبر بہ عن الجماعة الکثیرة – الیٰ ان قال۔ پس ازیں مذکور صاف واضح شد کہ اتباع کثیر و جماعت لازم است الیٰ آخرہ۔

افسوس کہ صاحب رسالہ برسائل مسائل فارسیہ مؤلفہ مقتدایان مذہب خود ہم نرسیدہ بے فائدہ درپے تجہیل وتحقیر بلکہ تضلیل وتکفیر ائمۂ اہل حق گردیدہ اما انچہ نوشتہ آرد حمقاء جہالت کیش وسفہاء ضلالت اندیش فریب میخورند ومیدانند کہ اینقدر انبوہ کثیر از علماء چگونہ بر راہ باطل و ناصواب سلوک خواہند کرد ،الیٰ قولہ حدیث اتبعوا السواد الاعظم از اہل کتاب خود شنیدہ توثیق عقیدۂ خویش می کنند الیٰ آخرہ۔

''سواد کی تعبیر جماعتِ کثیرہ سے کی جاتی ہے۔ الی ان قال- پس اس مذکور سے صاف واضح ہوگیا کہ کثیر لوگوں اور جماعت کی اتباع لازم ہے الخ۔''

افسوس کہ صاحب رسالہ اپنے مذہب کے مقتداؤں کی تالیف کردہ فارسی زبان کے رسائل مسائل تک بھی نہ پہونچا اور بے فائدہ ائمۂ اہل حق کی تذلیل وتجہیل بلکہ تضلیل وتکفیر کے درپئے ہوگیا۔

صاحب رسالہ کی یہ تحریر کہ ''جہالت کیش احمق اور ضلالت اندیش بے وقوف دھوکہ کھاتے ہیں کہ اسقدر کثیر علماء کی جماعت کس طرح باطل اور غلط راہ پر چل سکتی ہے۔ الیٰ قولہ- اپنے اہل کتاب سے ''اتبعوا السواد الاعظم'' کی حدیث سنکر اپنے عقیدہ کی توثیق کرتے ہیں۔ الخ

Marfat.com

جواب ایں امر ہمیں بس ست کہ اہل مذہب صاحب رسالہ ہم بحوالۂ شروح ائمہ دین از احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم لازم بودن اتباع کثیر و عامۂ علماء جمہور محققین ثابت کردہ اند فما ہو جوابکم فھو جوابنا۔

قولہ۔ نمیدانند کہ ارباب حق ازقدیم اندک بودہ اند وخواہند بود کما فی التنزیل الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و قلیل ماھم الخ۔

اقول۔ برائے ابطال استدلال برائے اتباع سواد اعظم بذکر آیات کریمہ بے فہم مطالب آنہا پرداختن وایں امر کہ ارباب حق اندک بودہ اند وخواہند بود از ان ثابت ساختن و خود را از ارباب حق

اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے کہ صاحب رسالہ کے ہم مذہب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور ائمۂ دین کی شروح کے حوالے سے کثیر لوگوں اور عام علماء و جمہور محققین کی اتباع کا لزوم ثابت کرتے ہیں جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا۔

قولہ۔ جانتے نہیں کہ ارباب حق عہد قدیم سے ہی کم رہے ہیں اور رہیں گے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔" سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں"

اقول۔ سواد اعظم سے استدلال باطل کرنے کی خاطر مطلب سمجھے بغیر آیات کریمہ کے تذکرہ میں مشغول ہونا، اُس سے یہ ثابت کرنا کہ ارباب حق تھوڑے رہے ہیں اور رہیں گے۔ اپنے آپ کو اہل حق

Marfat.com

قرار دادن و ائمہ مشہورین و محققین دین متین را کہ اصول ایں مبتدعین ہم باشند در زمرۂ اہل ضلالت نہادن اتباع روافض ست کہ ایں وسوسہ پیش نمودہ واہل حق ابطال ورد آں فرمودہ اند۔

در تحفہ اثنا عشریہ در فصل ثانی از باب مکاید گفتہ۔

کید یازدہم آنکہ گویند مذہب اثنا عشریہ حق است و مذہب اہلسنت باطل زیرا کہ اثنا عشریہ درا کثر اوقات و اکثر بلدان قلیل و ذلیل ماندہ اند واہلسنت کثیر وعزیز و خدا تعالیٰ در حق اہل حق می فرماید وقلیل ماھم ونیز فرماید وقلیل من عبادی الشکور ودریں تقریر تحریف کلام اللہ است و تغلیط مدلول آں زیرا کہ حق تعالیٰ

قرار دینا، اور ان مشہور ائمہ و محققین دین متین کو اہل ضلالت میں رکھنا جو ان مبتدعین کے بھی مستند رہے ہیں۔ روافض کی اتباع ہے۔ جنہوں نے یہ وسوسہ پیش کیا اور اہل حق نے اس کا رد وابطال فرمایا۔

تحفۂ اثنا عشریہ، فصل ثانی، باب مکائد میں ارشاد فرمایا۔

"گیارہواں مکر یہ ہے کہ وہ مذہب اثنا عشریہ کو حق کہتے ہیں اور مذہب اہلسنت کو باطل۔ اسلئے کہ اثناء عشریہ اکثر اوقات اور اکثر شہروں میں ذلیل رہے ہیں اور اہلسنت کثیر غالب اور اللہ تعالیٰ اہل حق کے بارے میں فرماتا ہے "اور وہ بہت تھوڑے ہیں" نیز فرماتا ہے "اور میرے بندوں میں شکر والے کم ہیں" اور اس تقریر میں کلام اللہ کی تحریف اور اس کے مدلول کو غلط قرار دینا ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس

Marfat.com

درحق اصحاب الیمین ایں امت فرمودہ ست ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین وجائے کہ بقلت وصف کردہ است کما قال ولا تجد اکثرھم شاکرین۔

وفی الواقع شکر کہ صرف العبد جمیع ما انعم اللہ علیہ الیٰ ما خلق لاجلہ است مرتبۂ ایست عزیز الوجود درینجا بیان حقیت و بطلان مذاہب نیست بیان قلت شاکرین وکثرت غیر آنہاست وہمچنیں در آیۂ " قلیل ماھم " بیان آنست کہ عامل بجمیع اعمال صالحہ کمیاب ست الا الذین اٰمنوا و عملو الصالحات و قلیل ماھم دریں آیت ہم ذکر عقاید حقہ غیر حقہ نیست و اگر قلت و ذلت موجب حقیت شود باید کہ نواصب وخوارج وزیدیہ وابطحیہ

امت کے اصحابِ یمین کے بارے میں فرمایا ہے " اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ " اور جہاں قلت سے متصف کیا ہے فرمایا " اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائے گا "

در حقیقت شکر کا یہ مرتبہ نادر الوجود ہے کہ بندہ اللہ کی عطا کردہ تمام نعمتوں کا استعمال انہیں مقاصد میں کرے جن کیلیے ان کی تخلیق ہوئی ہے یہاں مذاہب کی حقانیت اور بطلان کا بیان نہیں ہے، شاکرین کی قلت و کثرت کا بیان ہے۔ اسی طرح آیتِ "قلیل ماہم" میں بھی اس بات کا بیان ہے کہ تمام اعمال صالحہ پر عمل کرنے والے کمیاب ہیں عقائد حقہ اور غیر حقہ کا بیان نہیں ہے۔

اگر قلت و ذلت حقانیت کا موجب بن جائے تو نواصب، خوارج" زیدیہ ابطحیہ، اور

و ناؤسیہ احق و اولیٰ بحق باشند از اثناعشریہ کہ بسیار قلیل اند۔

بلکہ حق تعالیٰ در کتاب عزیز خود جا بجا ظہور و غلبہ و تسلط در شان اہل حق وعدہ می فرماید:

ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون۔

وجائے فرمودہ:

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔

وجائے دیگر وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

فاؤسیہ کو بدرجۂ اولیٰ، برحق ہونا چاہئے کیونکہ وہ اثنا عشریہ کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ عزیز میں جا بجا اہل حق کی شان میں ظہور، غلبہ اور تسلط کا وعدہ فرماتا ہے۔

ارشاد ہے:

‘‘اور بے شک ہمارا کلام گذر چکا ہے کہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کی ہی مدد ہوگی اور بلاشبہ ہمارا لشکر ہی غالب آئے گا۔’’

دوسری جگہ فرمایا:

‘‘اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔’’

اور دوسرے مقام پر فرمایا ‘‘جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے انہیں اللہ نے وعدہ دیا کہ وہ انہیں زمین میں ضرور خلافت عطا فرمائے گا ویسی ہی جیسی ان سے پہلے والوں کو دی۔

Marfat.com

ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم۔ الی غیر ذلک من الآیات۔

ودر احادیث جابجا باتباع سواد اعظم امت وموافقت باجماعت تاکید فرمودہ اند الیٰ آخرہٖ انتہی۔

قولہ۔ اگر مفہوم متبادر ایں لفظ مراد باشد کفار نسبت اسلامیان سواد اعظم اند اتباع ایشان واجب ست و اگر مقید ست بامت پس دریں امت مرحومہ نیز اصحاب ملل باطلہ نسبت باہل حق سواد اعظم چہ در حدیث وارد ست ستفترق امتی (الحدیث) وپیداست کہ ہفتاد و دو ملت نسبت بہ یک سواد اعظم است پیروی آنہا نمائیند الخ۔

اقول۔ قطع نظر از انکہ علماء محققین از فقہاء ومحدثین بنابر حکم اتباع

اور اُن کے لئے ان کے اس دین کو جمادے گا جو اسے پسند ہے"

اور احادیث میں جابجا امت کے سواد اعظم کی اتباع اور جماعت سے موافقت کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ الخ انتہی۔

قولہ۔ اگر اس لفظ کا متبادر معنیٰ مراد ہو تو مسلمانوں کی بہ نسبت کفار سواد اعظم ہیں۔ ان کی اتباع واجب ہوگی اور اگر امت سے مقید ہے تو تو اس امت مرحومہ میں بھی، باطل مذہب والے، اہل حق کی بہ نسبت، سواد اعظم ہیں اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا اور ظاہر ہے کہ بہتر فرقہ ایک کی بہ نسبت سواد اعظم ہیں انہی کی پیروی کرنی چاہئے۔

اقول۔ اس سے قطع نظر، کہ علماء محققین فقہاء ومحدثین نے جمہور علماء دین اور ان کی اکثریت کی

Marfat.com

جمہور علماء دین و اکثر ایشان استدلال بایں ارشاد حضرت سید المرسلین ﷺ فرمودہ اند صاحب رسالہ ہمیں قدر فہمد کہ کبراء او ہم استناد بدان نمودہ اند پس بر صاحب رسالہ است دفع ایں تعارض و جواب ازیں تناقض اما احقر را کہ مرام بیان مطلب ست نہ قصد مجادلہ و شغب پس مختصرا میگویم کہ ایجاد احتمال اول در ارشاد آنحضرت بامت اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم محض الحاد است اما انچہ بر احتمال ثانی لازم گردانیدہ وانچہ در دلش آمدہ بے باکانہ بقلم رسانیدہ جوابش آنکہ در مسلم و شرح آں موجود است۔

اقول کثرۃ الفرق لا یستلزم کثرۃ الاشخاص

اتباع کے حکم پر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد سے استدلال کیا ہے صاحب رسالہ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اس کے بزرگوں نے بھی اسی حدیث سے استناد کیا ہے۔ اسلئے اس تعارض اور تناقض کا اٹھانا اور جواب دینا صاحب رسالہ کی ذمہ داری ہے لیکن احقر کا مقصود مطلب کا بیان ہے جھگڑا اور فتنہ نہیں اسلئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ آنحضرت کے امت سے اس ارشاد میں کہ ”جب لوگوں کا اختلاف ہو تو سواد اعظم کو لازم پکڑو“ پہلے احتمال کی ایجاد الحاد ہے اور احتمال ثانی کی تقدیر پر جس چیز کو لازم گردانا ہے اور جو کچھ دل میں آیا ہے بے باکانہ تحریر کیا ہے اس کا جواب وہ ہے جو مسلم اور اس کی شرح میں موجود ہے۔

”میں کہتا ہوں فرقوں کی کثرت، ان کے افراد کی کثرت کو

Marfat.com

بل يجوز ان يكون اشخاص
الفرقة الواحدة اكثر من
اشخاص سائر الفرق
فوحدة الفرقة الناجية لا
يوجب كون الحق مع الاقل
الخ۔

پس اصحاب فرق باطلہ را نسبت
باہل حق سواد اعظم قراردادن باطل ست۔

ودر انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ
کہ در دہلی مطبوع گردیدہ است و
معتمد ایں طائفہ است نقل نمودہ۔

فهذا الحديث معيار عظيم
لاهل السنة والجماعة شكر
الله سعيهم فانهم هم السواد
الاعظم و ذلك لا يحتاج الى
برهان فانك لو نظرت الى
اهل الاهواء باجمعهم لا يبلغ
عددهم عشر اهل السنة
والجماعة اما اختلاف
المجتهدين فيما بينهم و كذلك
اختلاف الصوفية الكرام و
المحدثين العظام والقراء
الاعلام فمع اختلافهم

مستلزم نہیں بلکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک
فرقہ کے افراد باقی تمام فرقوں کے
افراد سے زائد ہوں تو فرقۂ ناجیہ کا
واحد ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے
کہ حق اول کے ساتھ ہو الخ۔

پس فرقۂ باطلہ والوں کو اہل حق کی
بہ نسبت سواد اعظم قرار دینا باطل ہے۔

انجاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ جو
دہلی میں چھپی ہے اور اس گروہ کی
معتمد ہے۔ اس میں منقول ہے۔

یہ حدیث اہلسنت و جماعت
شکر اللہ سعیهم کا عظیم معیار
ہے کیونکہ وہی سواد اعظم ہیں اور یہ
بات محتاج دلیل نہیں اس لئے کہ اگر
تم تمام اہل اھواء کو دیکھو تو ان کی
تعداد اہلسنت و جماعت کے دسویں
حصہ کو بھی نہیں پہونچے گی رہ گیا۔
مجتہدین کا آپسی اختلاف یونہی
صوفیاء کرام، محدثین عظام اور قراء
اعلام کا اختلاف تو اختلاف کے

Marfat.com

لا یضلل احدھم الآخر الیٰ قولہ کذا فی بحر المذاھب انتھی۔

قولہ - چہ قسم ثابت شد کہ مثبتین افضل وسواد اعظم اند نسبت مانعین عمل مولدالخ۔

اقول اولاً کہ افضیلت و اعظمیت واکثریت مجوزین در عامہ امصار علی مر الاعصار از کتب معتمدہ علماء دین ثابت ست واگر کسے راشک وشبہہ افتادہ ست محققین قولش مردود ساختہ اند اگر صاحب رسالہ را رجوع بآن کتب کبیرہ وصغیرہ مثل سیرت شامی وموردروی وماثبت بالسنۃ وغیرہا دشوار باشد تا بر رسالہ استاد خود رجوع نماید ومختصر آں در ماسبق دریں رسالہ ہم منقول ست۔

و ثانیا کبرائے طائفہ ہم

باوجود وہ ایک دوسرے کی تضلیل نہیں کرتے۔

قولہ - ترجمہ۔ کسطرح یہ بات ثابت ہوئی کہ مثبتینِ عمل میلاد مانعین کی بہ نسبت افضل اور سواد اعظم ہیں۔

اقول - اولاً - مرورِ ازمنہ کے باوجود، عام شہروں میں عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں کا اکثر، اعظم اور افضل ہونا علماء دین کی قابل اعتماد کتابوں سے ثابت ہے اگر کسی کو شک وشبہ ہوا تو محققین نے اس کے قول کو مردود کردیا ہے۔ اگر صاحبِ رسالہ کو سیرتِ شامی، موردروی اور ماثبت بالسنۃ وغیرھا جیسی چھوٹی بڑی کتابوں کی طرف رجوع دشوار ہو تو اپنے استاذ (ن) کا رسالہ دیکھ لے، جس کا اختصار اسی رسالہ میں پہلے منقول ہو چکا ہے۔

ثانیاً اس گروہ کے بزرگ بھی

Marfat.com

از ان انکار نمودن نہ توانستند از ہمیں جاست کہ در تفہیم المسائل بمقتضائے آنکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد لاچار گردیدہ واز تناقض وتہافت کلام ہم نانڈیشیدہ دریں مسئلہ نوشتہ کہ مارا نظر برقوت دلیل باید نہ بر کثرت اقوال۔

قولہ - سکوت صدر اول دریں باب اشخاص آں عہد را با مانعین یکذات کردہ است الخ۔

اقول - اولاً ہرگاہ سکوت شارع در بیان احکام مستلزم منع مسکوت عنہ نیست پس تا دیگران چہ رسد۔

و ثانیاً میگویم کہ بدلیل استحسان اجلۂ صدر اول بسیاری از امور خیر را باوجود اطلاق محدث و بدعت و اقرار عدم ثبوت بخصوصہا از سنت گنجائش آنست کہ بجہت

اس سے انکار نہیں کر سکے۔ اور اسی وجہ سے تفہیم المسائل میں بمقتضائے دروغ را حافظہ نہ باشد'' مجبور ہو کر اور اپنے کلام کی تھافت و تناقض کا اندیشہ نہ کر کے اس مسئلہ میں لکھا ہے کہ ''ہمیں دلیل کی قوت پر نظر کرنی چاہیئے نہ کہ کثرتِ اقوال پر''

قولہ - اس باب میں صدر اول کے سکوت نے اُس عہد کے افراد کو مانعین کے ساتھ ایک ذات بنا دیا ہے۔

اقول - اولاً - بیانِ احکام میں جب خود شارع کا سکوت مسکوت عنہ کی ممانعت کو مستلزم نہیں ۔ پھر دوسروں کے سکوت کی کیا حیثیت؟۔

ثانیاً عرض ہے محدَث و بدعت کے اطلاق اور خصوصیت کے ساتھ سنت سے عدم ثبوت کے اقرار کے باوجود ، بہت سارے امور کو صدرِ اول کے جلیل القدر لوگوں کے مستحسن کہنے کی دلیل سے اس بات کی گنجائش ہے کہ صدر اول سے

Marfat.com

ثبوت استحسان بدعت حسنہ از صدر اول صدر اول را با مجوزین دریں باب یکذات گفتہ آید۔

قولہ۔ پس متعین شد کہ نیست مراد از سواد اعظم مگر جماعت اصحاب یا جماعت علماء راسخین الخ۔

اقول۔ بعد از انکہ صاحب رسالہ سرگردانیہا در تعیین مراد نمودہ قرار بدیں قول کرد حالا اگر چیزے انصاف دارد ایں قدر دیگر بخیال آرد کہ بودن امام ابن جزری وقسطلانی وسخاوی و عسقلانی وصاحب مجمع البحار وملا علی قاری وغیرہم در اعصار خود ہا از علماء راسخین دین متین وحامیان شرع مبین وبہترین مردم روشن چوں آفتاب ست پس امریکہ ایں حضرات محققین وامثال اینہا از علماء کبار

بدعتِ حسنہ کے استحسان کے ثبوت کی جہت سے، عملِ میلاد کو جائز قرار دینے والوں کے ساتھ صدرِ اول کو یک ذات کہا جائے۔

قولہ۔ پس متعین ہوگیا کہ سوادِ اعظم سے مراد صرف اصحاب کی جماعت ہے یا علماء راسخین کی الخ۔

اقول۔ اس کے بعد کہ صاحبِ رسالہ نے تعیین مراد میں سر گرداں ہونے کے بعد اس قول کا اقرار کیا ہے۔ اب اگر کچھ بھی انصاف رکھتا ہے تو اتنا دوبارہ خیال کر لے کہ امام ابن جزری امام قسطلانی امام سخاوی امام عسقلانی، صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری وغیرہم کا اپنے اپنے زمانہ میں دین متین کے علماء راسخین، حامیان شرع مبین اور لوگوں میں بہترین ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے پھر مرورِ زمانہ کے باوجود، قرناً بعد قرنٍ یہ محققین حضرات اور ان جیسے بڑے

Marfat.com

علی مرِ الاعصار قرناً فقرناً در کتب مشہورہ معتمدہ استحسان آں فرمایند و حسن آں از مضامین احادیث شریفہ استنباط نمایند و اگر شاذ و نادر بر خلاف آں رفتہ قولش در کتب مشہورہ معتمدہ مردود فرمایند در ثبوت آں از سواد اعظم چہ ارتیاب ست۔

اگر گوئی کہ اینہا مجتہد مطلق نبودہ اند و منصب اجتہاد استقلالی نداشتند گویم بجہت تبحریکہ در جامعیت اصول و فروع مذاہب مجتہدین و ملکہٴ راسخہ در تحقیق احکام دین متین داشتند اگر بالفرض استحسان جمہور ایں حضرات عصراً بعد عصر موجب حسن ایں امر نباشد لا اقل حکم ضلالت بر مجوزین آں چگونہ جائز خواہد بود۔

بڑے علماء، اپنی اپنی قابل اعتماد اور مشہور کتابوں میں جس امر کا استحسان فرمائیں اور جس کا حسن احادیثِ شریفہ کے مضامین سے مستنبط کریں اور اگر شاذ و نادر کوئی اس کے خلاف جائے تو مشہور و معتمد کتابوں میں اس کی تردید فرمائیں، اُس امر کا سوادِ اعظم سے ثابت ہونے میں کیا شبہ ہے۔؟

اگر تم کہو کہ یہ حضرات مجتہد مطلق نہیں رہے اور اجتہاد استقلالی کا منصب ان کے پاس نہیں رہا۔ میں کہوں گا اس جہت سے کہ وہ حضرات مجتہدین مذاہب کے اصول و فروع کی جامعیت میں مہارت تامہ اور دین متین کے احکام کی تحقیق میں ملکہٴ راسخہ رکھتے تھے اگر بالفرض عصراً بعد عصر ان حضرات کے جمہور کا استحسان اس امر کے حسن کا سبب نہ بھی بن سکے تاہم اسے جائز قرار دینے والوں پر ضلالت کا حکم لگانا کیونکر جائز ہوگا۔

Marfat.com

قولہ - وبریں قیاس ست جواب از حدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة الحدیث کہ سن بمعنی احیی است نہ بمعنی ابدع و اوجد الخ۔

اقول - شراح حدیث از محققین تصریح فرمودہ اند کہ "سن" بمعنی مطلق روج واتیٰ بطریقة است کہ شامل ست احیاء طریقہ سابقہ وایجاد طریقہ مبتدہ را و مفہوم سن منافی ابدع نیست علامہ شامی در رد المحتار آوردہ۔

قال العلماء هذه الاحادیث من قواعد الاسلام وهو ان کل من ابتدع شیأ من الشر کان علیه مثل وزر من اقتدیٰ به فی ذلك

قولہ - حدیث "من سن فی الاسلام سنة حسنة" کا جواب اسی قیاس پر ہے کہ "سن" کا معنی "زندہ کرنا" ہے نہ کہ ایجاد اور اختراع کرنا۔

اقول - حدیث کے محقق شارحین نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ "سن" مطلق رواج دینے اور راہ نکالنے کے معنی میں ہے، جو مشتمل ہے طریقہ سابقہ کے احیاء اور طریقہ جدیدہ کی ایجاد پر اور "سن" کا مفہوم "ابدع" کے مفہوم کے منافی نہیں۔

علامہ شامی نے رد المحتار میں نقل کیا ہے

"علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حدیثیں اسلام کے اصول ہیں، اور وہ یہ کہ جو کوئی کسی شر کی ایجاد کریگا تو اس کو ان تمام لوگوں کے برابر گناہ ہوگا جو اس کی اس شر میں اقتدا کریں

Marfat.com

وکل من ابتدع شیئاً من الخیر کان له مثل اجر کل من یعمل الیٰ یوم القیمة و تمامه فی آخر عمدة المرید وہمچناں ست در شرح صحیح مسلم از امام نووی ومجمع البحار وغیرہا۔

طرفہ آنکہ اینجا از بودن ''سن'' بمعنیٰ ''اوجد'' انکار دارد وخود در رسالہ قول الحق نام می نگارد۔

در حدیث شریف آمدہ است من سن سنة سئیة فله وزرها ووزر من عمل بها یعنی ہر کہ طریقۂ بد ایجاد کند بروے گناہ ست الخ۔

قولہ- استدلال بہ تعامل بلاد چہ عرب وچہ عجم محض بیجا و ناصواب است الخ۔

اقول- بسیاری از ائمۂ دین و علماء راسخین تصریح فرمودہ اند کہ البتہ تعامل واعتیاد مسلمین در بلاد خود ہا اگرچہ بعد عصر صدر اول باشد

گے اور ہر وہ آدمی جو کسی خیر کی ایجاد کرے گا تو اسے اس پر قیامت تک عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا۔ پورا حصہ عمدۃ المرید کے اخیر میں ہے۔ شرح صحیح مسلم امام نووی اور مجمع البحار وغیرہ میں اسی طرح ہے۔

طرفہ یہ کہ یہاں ''سن'' کے ''اوجد'' کے معنی میں ہونے کا انکار کرتا ہے اور خود اپنے رسالہ قول الحق میں لکھتا ہے کہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ من سن سنة سیئة فله وزرها ووزر من عمل بها۔ یعنی جو کوئی طریقۂ بد ایجاد کرے گا اس پر گناہ ہے الخ۔

قولہ- عجمی چاہے عربی ممالک کے تعامل سے استدلال محض بے جا اور نادرست ہے الخ

اقول- بہت سارے ائمۂ دین اور علماء راسخین نے صراحت فرمائی ہے کہ اپنے اپنے ممالک میں مسلمانوں کی عادت اور ان کا تعامل اگرچہ صدر اول کے بعد ہو۔

Marfat.com

داخل استحسان واستحباب بلکہ بموجب ارشاد حدیث شریف حکماً داخل سنت ست در عین العلم فرمودہ ۔

والاسرار بالمساعدة فيما لم ينه عنه وصار معتادًا بعد عصرهم حسن وان كان بدعة الخ۔

حجۃ الاسلام در کیمائے سعادت در اعراب وجد فرمودہ وایں ہمہ اگرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نکردہ اند ولیکن نہ ہر چہ بدعت بود نشاید کہ بسیارے بدعت نیکو باشد پس بدعتی کہ مذموم است آں بود کہ مخالف سنتی بود اما حسن خلق ودل مردم شاد کردن در شرع محمودست و ہر قومی را عادتی ست وبا ایشان مخالفت در اخلاق ایشان بدخوئی بود و رسول علیہ السلام فرمود: خالقوا الناس باخلاقهم

نہ صرف یہ کہ استحسان واستحباب میں داخل بلکہ حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق حکماً داخل سنت ہے ۔

عین العلم میں فرمایا کہ —— ''ایسے غیر منہی امور میں لوگوں کی موافقت کر کے انہیں خوش کرنا مستحسن ہے جو عہد صحابہ کے بعد رائج ہوں اگرچہ بدعت ہے الخ

کیمائے سعادت میں حجۃ اسلام اعراب کے وجد کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ یہ سب اگرچہ بدعت ہے، صحابہ وتابعین سے منقول نہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ جو بھی بدعت ہو اسے کرنا نہیں چاہئے کیونکہ بہت ساری بدعتیں نیک ہوتی ہیں پس مذموم بدعت وہ ہوتی ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو لیکن حسن اخلاق اور لوگوں کا دل شاد کرنا شریعت میں محمود ہے۔ اور ہر قوم کی کوئی نہ کوئی عادت ہوتی جس میں اُس کی مخالفت بد اخلاقی ہوگی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اخلاق کے مطابق ان سے برتاؤ کرو

Marfat.com

وچوں این مردم بایں موافقت شاد شوند موافقت ایشان سنت بود الخ۔

وصاحب رسالہ کہ بحوالۂ فتاویٰ غیاثیہ وغیرہا حجت نبودن تعامل خاص وشرط بودن اتفاق جمیع بیان نمودہ و باز علم آنرا محال قرار دادہ قطع نظر از انکہ ایں دعوی اولاً بر تقدیر تسلیمش از حجیت تعامل انکار ساختن ست۔

وثانیاً علماء مذکورین کہ اعتبار اتفاق و بودنش از صدر اول شرط میکنند مراد ایں ست کہ تعاملی کہ صلاحیت وتقیید اطلاق داشتہ باشد ہماں ست کہ از صدر اول بالاتفاق استمرار داشتہ باشد پس اگر در عصری در کدامی بلدہ عرف خاص امریکہ تحریم آں از شرع ثابت باشد مروج گردد البتہ ایں تعامل و عرف موجب صحت تقیید اطلاق نمی تواند شد و

اور جب یہ لوگ اس موافقت سے خوش ہوتے ہیں تو ان کی موافقت سنت ہوگی۔ الخ

صاحب رسالہ نے فتاویٰ غیاثیہ وغیرہ کے حوالے سے، خاص تعامل کا حجت نہ ہونا اور تمام لوگوں کے اتفاق کا شرط ہونا بیان کیا اور پھر اُسے محال قرار دیا ہے قطع نظر اس سے کہ اس دعویٰ کو تسلیم کر لینے کی تقدیر پر اولاً تعامل کے حجت ہونے کا انکار ہے۔

ثانیاً۔ وہ علماء مذکور جنہوں نے صدر اول سے اتفاق کا اعتبار شرط قرار دیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ تعامل جو اطلاق کی تقیید کی صلاحیت رکھے وہ وہی ہے جو صدر اول سے بہ اتفاق مستمر رہا ہو پس اگر کسی عہد میں کسی شہر میں ایسا امر رواج پا جائے جس کی تحریم شریعت سے ثابت ہو تو یقیناً ایسا تعامل اور عرف تقیید اطلاق کی صحت کا موجب نہیں ہو سکتا اور

Marfat.com

اگر علی الاطلاق بے اعتباریٔ عرف خاص وتعامل بعد صدر اول مراد داشتہ شود مخالف تحقیقات محققین است علامہ شامی در حاشیہ۔ در مختار در شرح قول وی کہ از اشباہ نقل نمودہ۔

المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افتىٰ كثيرون باعتباره و عليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال الىٰ آخره می نویسد قال فی المستصفىٰ التعامل العام ای الشائع المستفيض والعرف المشترك لا يصح الرجوع اليه مع التردد و فی محل آخر منه ولا يصلح مقيد الانه لما كان مشتركا كان متعارضا الخ البيری وفی الاشباه عن البزازية

اگر مطلقاً صدر اول کے بعد کے تعامل اور عرف خاص کا غیر معتبر ہونا مراد لیا جائے تو یہ محققین کی تحقیقات کے خلاف ہے۔

در مختار میں اشباہ سے منقول ہے۔ کہ مذہب، عرف خاص کا عدمِ اعتبار ہے لیکن کثیر علماء نے اس کے معتبر ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور اسی بنیاد پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ مال کے عوض میں ملازمت چھوڑنا جائز ہے۔

علامہ شامی حاشیہ میں اس کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں مستصفیٰ میں فرمایا۔ کہ تعامل عام شائع مشہور، اور عرفِ مشترک کی جانب تردد کے ساتھ رجوع صحیح نہیں ہے۔ اور اسی میں دوسری جگہ ہے۔ کہ وہ مقید بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ جب وہ مشترک ہے تو متعارض ہوگا الخ، البیری۔

اور اشباہ میں بزازیہ سے منقول ہے۔

Marfat.com

وکذا ای تفسد الاجارة لودفع الی الحائك غزلا علی ان ینسجه بالثلث و مشائخ بلخ و خوارزم افتوا بجوازا جارة الحائك للعرف و به افتی ابو علی النسفی ایضاً والفتوی علی جواب الکتاب لانه منصوص علیه فیلزم ابطال النص الخ فا فاد ان عدم اعتبار ہ بمعنی انه اذا وجد النص بخلافه لا یصلح نا سخا للنص ولا مقیدا والافقدا عتبروہ فی مواضع کثیرة الیٰ قولهٖ وافاد ما مر ایضاً ان العرف العام یصلح مقیداً الیٰ آخرہ۔

اور یونہی اگر کسی نے بنکر کو سوت دیا کہ وہ اس کے تہائی حصے کے بدلے میں بن دے تو اجارہ جائز ہے ابوعلی نسفی کا فتویٰ بھی یہی ہے اور فتویٰ کتاب کے جواب پر ہے کیونکہ وہی منصوص ہے۔ ورنہ نص کا ابطال لازم آئے گا۔ مفاد یہ ہے کہ عرف خاص اور تعامل کا عدم اعتبار اس معنی کے لحاظ سے ہیکہ جب نص اُن کے خلاف موجود ہو تو نص کا ناسخ یا مقید بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے ورنہ بہت ساری جگہوں پر فقہاء نے اُن کا اعتبار کیا ہے اور مذکورہ بیان نے یہ بھی افادہ کیا کہ عرف عام مقید بننے کی صلاحیت رکھتا ہے الخ۔

قولہٗ - بدعت کجا وحسن بدعت کجا الخ۔

قولہٗ - بدعت کہاں اور حسن بدعت کہاں، الخ

اقول - بداں معنی کہ برمستحسنات مندرجۂ مندوبات شریعت اجلۂ صدر

اقول - صدر اول کے جلیل القدر حضرات اور دیگر متقدمین و

اول و دیگر ائمہ دین از متقدمین و
متاخرین اطلاق بدعت فرمودہ اند
بدان معنی لفظ بدعت ہیچ منافاتی بحسن
ندارد و بمعنی کہ بدعت منافاتی بحسن
دارد بر مستحسنات جمہور ائمہ دین عموماً و
بریں عمل خصوصاً صدقی ندارد۔

قولہ۔ اما تعامل حرمین الخ۔

اقول۔ قطع نظر از آنکہ عرف
مسلمین و تعامل بلاد اسلام را ائمہ
دین و فقہاء محققین عموماً معتبر انگاشتہ
اند تعامل حرمین شریفین زادھما اللہ
تعالیٰ شرفاً خصوصاً موجب حسن
و مندوبیت و مخالفت آنرا مستلزم قبح

متاخرین ائمہ دین نے بدعت کے
جس معنی کے لحاظ سے، مستحباتِ
شریعت میں مندرج مستحسنات پر
بدعت کا اطلاق فرمایا ہے اُس معنی
کے لحاظ سے بدعت اور حسنِ بدعت
میں کوئی منافات نہیں ہے اور جس
معنی کے لحاظ سے بدعت اور حسن
بدعت میں منافات ہے وہ بدعت
جمہور ائمہ دین کے مستحسنات پر عموماً
اور اس عمل میلاد پر خصوصاً صادق
نہیں ہے۔

قولہ۔ رہ گیا حرمین کا تعامل۔

اقول۔ اس سے قطع نظر کہ
مسلمانوں کے عرف اور بلاد اسلام
کے تعامل کو ائمہ دین، فقہاء و
محدثین نے عموماً معتبر لکھا ہے۔
حرمین شریفین (اللہ ان کے شرف
میں اضافہ فرمائے) کے تعامل کو
خصوصاً موجب حسن و استحباب اور
اسکی مخالفت کو مستلزم قباحت و

Marfat.com

وکراہت نگاشتہ اند ومراد ازاں تعامل
واستحسان علماء وائمۂ حرمین طیبین
واعیان آں بلدین شریفین داشتہ اند۔

در ہدایۂ دربیان تراویح فرمودہ

والمستحب الجلوس بین
الترویحتین مقدارا لترویحة
وکذا بین الخامسة و الوتر
لعادة اهل الحرمین الخ۔

اما آنچہ صاحب رسالہ بعض
عبارات متضمنۂ مبتلا بودن بعض
ساکنین حرمین بقلت علم وافعال سیئہ
محرمات وممنوعات پیش نمودہ کلام
رابے فائدہ محض طول دادہ بجز آنکہ از
غیظ وغضب دل خود بدگوئے کسانیکہ
در کتب شرع شریف بکف لسان وغض
بصر از ذکر مساوی آنہا

کراہت تحریر فرمایا ہے۔ اور تعامل
حرمین سے مراد ان دونوں مشرف
شہروں کے نمایاں علماء اور ائمہ کا
تعامل ہے۔ تراویح کے بیان میں
ہدایۂ میں فرمایا۔

''ترویحتین کے درمیان ایک
ترویحہ کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے
یونہی پانچویں ترویحہ اور وتر کے
درمیان بھی کیونکہ اہل حرمین کی یہی
عادت ہے۔ الخ

صاحب رسالہ نے جو کچھ ایسی
عبارتیں پیش کی ہیں جو اس بات پر
مشتمل ہیں کہ حرمین کے بعض
باشندے، ممنوعات، محرمات،
افعالِ بد اور قلت علم میں مبتلا تھے۔
وہ گفتگو کو صرف بے فائدہ دراز کرنا
ہے ان کا اس کے سواء دوسرا کوئی
فائدہ ہے ہی نہیں کہ وہ اپنے دل
کے غیظ وغضب کی بناء پر بیان کے
میدان میں ان لوگوں کی بدگوئی رکھ
رہا ہے جن کے معائب سے چشم

Marfat.com

امر فرموده اند و برائے حسن ادب آنها ارشاد نموده اند بمیدان بیان می نهد فائدۂ دیگر نمی دہد۔

البتہ بے شک و شبہ کسیکہ در حرمین طیبین محرمات شرعیہ بعمل آرد آں افعال او لیاقت اتباع ندارند اما ایں از کجا کہ تعامل ائمۂ محققین حرمین طیبین و علماء راسخین آں بلدین مکرمین قابل استناد نباشد و برائے تضلیل و تکفیر آں محبوبان شارع اعتقاد غلبۂ رواج شرک و کفر و ضلالت در اہالیٔ آں امکنۂ مقدسہ برخلاف مضامین احادیث شریفہ نمودہ شود۔

قولہ ۔ پارۂ است از حدیثی کہ موقوف ست بر ابن مسعود الی قولہ در حکم موقوف نوشتہ هو لیس بحجة علی الاصح الخ۔

پوشی اور زبان روکنے کا حکم شرع شریف کی کتابوں میں دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ حسنِ ادب کی ہدایت کی گئی ہے۔

البتہ جو کوئی حرمین طیبین میں محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب کرتا ہے بلا شک و شبہ اس کا کردار لائقِ اتباع نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ حرمین طیبین کے ائمۂ محققین اور ان مکرم شہروں کے علماء راسخین کا تعامل قابلِ استناد نہ ہو؟ اور احادیث شریفہ کے مضامین کے خلاف شارع کے محبوب حضرات کی تکفیر و تضلیل کے لئے اُن مقامات مقدسہ کے باشندوں میں گمراہی، کفر اور شرک کے غلبۂ رواج کا اعتقاد رکھا جائے؟

قولہ ۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود پر موقوف حدیث کا ایک ٹکڑا ہے الیٰ قولہ ۔ حکم موقوف میں تحریر ہے کہ وہ مذہب اصح پر حجت نہیں۔

Marfat.com

اقول- اولاً کہ فقہاء کرام و محدثین عظام حدیث مار آہ المؤمنون حسناً رامرفوعاً ہم از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت نمودہ اند و بداں جا بجا در کتب مشہورہ معتمدہ برائے استحسان مستحسنات ائمہ امت و تعامل عرف وعادت استدلال فرمودہ اندپس کلام صاحب رسالہ باوجودیکہ دعویٰ پختگی خود دارد محض خیال خام ست در ینجا سندی از مستندین او واز کتب مشہورہ نشان میدہم۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی در ہمعات گفتہ اند مشائخ ذکر قلبی را کہ مناسبتی بہر دو جانب دارد و کالبرزخ ست کمالا یخفیٰ استنباط کردہ اند وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما ر آہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن رواہ محمد فی المؤطا تعلیقا الی آخرہ۔

اقول- اولاً۔ فقہاء کرام اور محدثین عظام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے "مارأۃ المومنون حسنا" کی مرفوعاً بھی روایت کی ہے اور عرف وعادت کے تعامل اور ائمۂ امت کے مستحسنات کے استحسان پر مشہور اور معتمد کتابوں میں جا بجا اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔اسلئے پختگی کے دعویٰ کے باوجود صاحبِ رسالہ کا کلام محض خیالِ خام ہے۔

یہاں کچھ سند صاحب رسالہ کے مستندین اور مشہور کتابوں سے پیش کررہا ہوں۔شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ہمعات میں کہا ہے کہ۔مشائخ نے ذکرِ قلبی کا استنباط کیا ہے جیسا کہ مخفی نہیں کہ وہ بہر دو جانب مناسبت رکھتا ہے اور برزخ کی طرح ہے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان جسے اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔اسکی روایت امام محمد نے موطا میں تعلیقاً فرمائی ہے۔الخ۔

Marfat.com

ودر برجندی شرح مختصر وقایہ
فرمودہ فان العرف ایضاً حجۃ
بالنص فقد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ المسلمون حسنا
فھو عند اللہ حسن الخ۔

وثانیاً اگر بجہت موقوف بودنش بر
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایراد
لیس بحجۃ صحیح خواہد بود تا بسیاری
از احتجاجات کبرائے طائفہ ہم روئے
بطلان خواہد نمود ایں از کجا کہ احتجاج
بموقوف برائے خود صحیح و برائے دیگران
قبیح ست۔

قولہ۔ پس مراد از مومنین
مجتہدین باشند کہ در صفت اسلام کامل
اند صرفاً للمطلق الی الکمال الخ۔

اقول۔ ایں قدر کہ مرد از
جنس مومنین علماء کاملین اند نہ عوام
و جاہلین از مومنین راست و
درست بے قال و قیل ست

برجندی نے شرح مختصر وقایہ
میں فرمایا۔ کیونکہ بدلیل نص عرف
بھی حجت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان جسے
اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی
اچھا ہے۔

ثانیاً۔ اگر حضرت ابن مسعود
پر موقوف ہونے کے سبب حجت نہ
ہونے کا اعتراض صحیح ہو جائے تو
کبرائے گروہ کے بہت سارے
استدلال کا بطلان بھی ظاہر ہو جائے
گا یہ کہاں سے کہ اپنے لئے موقوف
سے استدلال صحیح ہے اور دوسروں
کے لئے قبیح ہے؟

قولہ۔ مطلق کو کمال کیطرف
پھیرتے ہوئے مومنین سے مراد وہ
مجتہدین ہوں گے جو صفتِ اسلام
میں کامل ہیں۔ الخ

اقول۔ اتنا کہ جنسِ مومنین
سے مراد علماء کاملین ہیں نہ کہ عام
جاہل مومن بلا چوں و چرا صحیح اور

Marfat.com

اما تخصیص و حصر بجتہد و آنہم بہ مجتہد مستقل و آنہم در قرون ثلٰثہ یا در قرن صحابہ پس البتہ بجہت مخالفت استدلال فقہاء محققین و مزاحمت شرح محدثین معتمدین نامقبول ست وہم فی نفسہ بے دلیل ملا علی قاری علیہ الرحمہ در مرقاۃ فرمودہ و المراد بالمسلمین زبدتھم وعمدتھم وھم العلماء بالکتاب والسنۃ الابعاد عن الحرام والشبھۃ الخ۔

وسند عبارت ملفوظ سراج الہدایہ بر تقدیر صحت نقل ہم مفید مدعایش نیست کہ در آں عبارت ہمیں قدر مرقوم "از لفظ مومنان در لفظ حدیث خلفاء راشدین و ائمہ مذہب و دین مراد اند نہ عوام انتہی"۔

درست ہے۔ لیکن اس بات کی تخصیص اور حصر کہ وہ مجتہد ہوں وہ بھی مجتہدِ مستقل ہوں۔ وہ بھی قرون ثلٰثہ یا قرنِ صحابہ میں ہوں۔ یقیناً فقہاءِ محققین کے استدلال سے مخالفت اور معتمد محدثین کی شرح سے مزاحمت کی بناء پر نامقبول نیز فی نفسہ بے دلیل ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمہ مرقات میں فرماتے ہیں:

"مسلمین سے مراد ان میں منتخب قابل اعتماد، کتاب وسنت کے عالم اور حرام وشبہات سے دور رہنے والے ہیں۔

اور عبارتِ ملفوظ "سراج الھدایہ" صحتِ نقل کی تقدیر پر بھی اسکے دعویٰ کے لئے مفید نہیں، کیونکہ اس عبارت میں اتنا ہی لکھا ہے کہ "حدیث میں لفظ "مومنون" سے مراد خلفاء راشدین اور ائمہ مذہب و دین ہیں نہ کہ عوام انتہی۔

Marfat.com

پس اگر جماعت ائمۂ دین اثبات شرف ایام ولادت باسعادت و استحباب ادائے شکر آں نعمت بانواع عبادت نمی فرمود و صاحب رسالہ صرف بودن ایں امر از مستحسنات عوام ثابت می نمود صاحب رسالہ را گنجایش ذکر آں بود حالانکہ اکابر ائمۂ دین از علماء محققین مذاہب حقہ اہلسنت و محققان شرع مبین و راسخین دین متین کہ در علوم دینیہ حدیث و اصول و فقہ و لواحق آنہا تجربے عظیم داشتہ اند و عامۂ لاحقین و تمام ایں طائفہ ہم سلسلہ تلمذ و استناد دینیات باآنحضرات دارند ایں عمل را از مستحسنات پنداشتہ اند۔

قولہٗ - تواند شد کہ الف لام برائے استغراق حقیقی باشد یعنی ہر چیز یکہ نزدیک جمیع اسلامیان خوب ست نزد خداوندگار نیز خوب ست الیٰ آخرہ۔

پس اگر ائمہ دین کی جماعت نے، ایام ولادتِ باسعادت کا شرف اور طرح طرح کی عبادت کر کے اُس نعمت کے شکر کی ادائگی کا استحباب ثابت نہ کیا ہوتا، اور صاحبِ رسالہ اس امر کا صرف عوام کے مستحسنات سے ہونا ثابت کرتا تو اُسے اس کا تذکرہ کرنے کی گنجائش تھی حالانکہ مذاہبِ حقہ اہلسنت کے اُن اکابر دین، علماء محققین، محققانِ شرع مبین اور راسخین دین متین نے اس عمل کو مستحسن سمجھا ہے جو حدیث، اصولِ فقہ اور ان سے متعلق علومِ دینیہ میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں اور بعد میں آنے والے عام، لوگ اور اس گروہ کے تمام لوگ انہی حضرات سے سلسلۂ شاگردی رکھتے ہیں اور انہیں سے استناد بھی کرتے ہیں۔

قولہٗ - ایسا ممکن ہے کہ الف لام استغراقِ حقیقی کے لئے ہو۔ یعنی ہر وہ چیز جو تمام مسلمانوں کے نزدیک اچھی ہو وہ خدا کے نزدیک بھی اچھی ہے الخ

Marfat.com

اقول - بر تقدیر الف لام استغراق اثبات اجماع و اتفاق مردم قاطبۃ برائے استحسان چہ ضرورست چہ بودن الف لام استغراق مفید مفاد کل افرادی مذہب منصورست و تحقیق ایں امر از کتب مشہورۂ عربیت و اصول و منطق مثل مطول و اطول ومسلم وشروح آں وغیرہا ظاہرست من شاء فلیراجع الیھا۔

پس بر تقدیر استغراق بموجب تدقیق ایں ارباب تحقیق ایں معنی خواہد شد کہ پسندیدۂ ہر مومن پسندیدۂ پروردگارست حالا صاحب رسالہ فرماید کہ تقدیر استغراق صاحب رسالہ راچہ مفید کارست۔

قولہ - قواعد شرعی و دلائل مذہب حنفی کہ مفید ضلالت ایں عمل اند اینک در فصل بالا اول سبز وسپید شدہ اندالیٰ آخرہٖ۔

اقول - در فصل اول کہ بتطویل

اقول - الف لام کے استغراقی ہونے کی تقدیر پر تمام لوگوں کا اجماع اور اتفاق ثابت کرنا کیا ضروری ہے؟ اسلئے کہ الف لام کا استغراقی ہونا مذہب منصور کے ہر فرد کے اچھا سمجھنے کو مفید ہے۔ جس کی تحقیق، مطول، اطول، مسلم اور اس کی شروح جیسی، عربیت اور اصول اور ان کے علاوہ منطق کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ جو چاہے اس کی طرف رجوع کرے۔

اسلئے تقدیرِ استغراق پر ان اربابِ تدقیق کے مطابق معنی یہ ہوا کہ، ہر مومن کی پسند اللہ کی پسند ہے۔

اب صاحب رسالہ بتائے کہ استغراق کی تقدیر اس کے کس کام کی؟

قولہ - اس عمل کی گمراہی ثابت کرنے والے، حنفی مذہب کے دلائل اور شرعی اصول ابھی فصلِ بالا میں سبز وسفید ہو چکے ہیں الخ۔

اقول - فصلِ اول میں بے

Marfat.com

لا طائل روئے کاغذ بے گناہ سیاہ
گردانیدہ بود بطلان ہمہ تطویلش چو
روزِ روشن رونمود از الفاظ اجمال و
ابہام مطلب نہ تواں کشود و آوردن
عبارات خارج از مقام محض بیکار و
بے سود اما مقدماتیکہ از طرف خود
افزود ہمہ مخدوش و مردود وبا اینہمہ
شرایط صحت قیاسات واستنباط از قواعد
ہمہ مفقود کہ از جواب فصل اول اینہمہ
آشکار و اعادۂ آں دریں مقام متضمن
تطویل و تکرار۔

قولہ۔ پیش شما برائے استحسان
جواز ایں عمل کدام دلیل ست الخ۔

اقول۔ لو فرضنا کہ دلیلی دیگر
نزد علمائے محققین تا استاد مستند صاحب
رسالہ برائے جواز ایں عمل ہمی بود ہمیں

فائدہ گفتگو دراز کر کے اس نے بے
گناہ کاغذ کا چہرہ سیاہ کیا تھا۔ اس کی
ساری تطویل کا بطلان روزِ روشن کی
طرح سامنے آگیا، اجمال و ابہام
کے الفاظ سے مطلب حاصل نہ ہوا،
اور خارج از بحث عبارتیں لانا محض
بے کار و بے سود رہا اور جن مقدمات کا
اضافہ اس نے از خود کیا سب کے
سب مخدوش و مردود ہیں۔ ان تمام
باتوں کے باوجود قواعد سے استنباط
اور قیاس کی صحت کے شرائط بالکلیہ
مفقود ہیں۔ فصل اوّل کے جواب
سے یہ ساری باتیں ظاہر جن کا اعادہ
اس جگہ تطویل و تکرار کو متضمن ہے۔

قولہ۔ تمھارے نزدیک اس
عمل کے جائز اور مستحسن ہونے پر
کون سی دلیل ہے الخ۔

اقول۔ اگر ہم مان بھی لیں
کہ صاحب رسالہ کے مستند استاذ
تک علماء محققین کے نزدیک اس عمل
کے جواز پر دوسری دلیل نہیں پھر بھی

Marfat.com

یک دلیل کہ دلیلی بر حرمت آں قائم نیست برائے جواز کفایت می نمود کاش مدعیان ضلالت وممانعت ایں عمل قدرے انصاف سازند وسر در گریبان اندازند کہ محتاج دلیل کیست ومعنیٰ دلیل چیست ولو سلمنا کہ قواعد آوردۂ شان تام باشند پس ایں استنباطی وقیاسی واجتہادی بیش نیست و ہرگاہ علماء محققین راز مثبتین جواز ایں عمل ایں لیاقت نزد صاحب رسالہ نیست پس مبطلین کئے بایں مرتبہ واصل اند۔

بالجملہ لغویت بیان پریشان صاحب رسالہ ظاہر وعیان ست۔

قولہٗ - از انکار یک امر کہ مستحسن عند البعض باشد نہ جمیع ہرگز انکار جمیع مستحسنات فقہاء لازم نمی آید معلوم نیست کہ منشاء انتزاع ایں استلزام چیست الیٰ آخرہٖ۔

یہی ایک دلیل کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہیں جواز کے لئے کافی تھی - کاش اس عمل کی ممانعت اور ضلالت کے دعویدار کچھ انصاف کرتے اور سوچتے کہ دلیل کی ضرورت کسے ہے اور دلیل کا مطلب کیا ہے؟ اور اگر ان کے پیش کردہ اصول کو ہم تام بھی تسلیم کرلیں تب بھی یہ ایک قیاس، اجتہاد اور استنباط سے بڑھ کر کچھ نہیں اور جب صاحب رسالہ کے نزدیک اس عمل کو جائز قرار دینے والے علماء محققین کو اس بات کی لیاقت نہیں تو عمل میلاد کو باطل قرار دینے والے اس مرتبہ پر کب پہونچ گئے؟

الحاصل صاحب رسالہ کے بیانِ پریشاں کی لغویت ظاہر وباہر ہے۔

قولہٗ - ایسے ایک امر کے استحسان کا انکار، جو بعض کے نزدیک مستحسن ہو نہ کہ سب کے نزدیک، فقہاء کے تمام مستحسنات کے انکار کو مستلزم نہیں ہے - پتہ نہیں کہ اس استلزام کا منشاء انتزاع کیا ہے؟ الخ۔

Marfat.com

اقول-منشاء استلزام اینکہ امور یکہ بنام دلائل بتطویل لا طائل پیش می آرند و آنرا قواعد شرعی می پندارند در جمیع مستحسنات اجرائے آں اجلی ست مثلاً ہمیں صاحب رسالہ کہ ترک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را دلیل ثبوت ضلالت و لزوم ممانعت انگاشتہ و زیادت بر قدر مسنون را موجب تجویز نسخ کتاب و سنت پنداشتہ اگر ایں دلیل مستلزم ضلالت ایں عمل ست البتہ ضلالت جمیع مستحسنات فقہاء کرام ازاں لازم ست بلکہ کبرائے طائفہ اسماعیلیہ را التزام آنست کہ بہ ہمیں جہت امور منقولہ از صحابۂ کرام و مستحسنات ائمہ عظام را داخل بدعت ضلالت مصطلحہ می شمارند

اقول-اس استلزام کا منشأ یہ ہے کہ بے فائدہ تطویل کے ساتھ جن امور کو وہ بنامِ دلیل پیش کرتے ہیں اور انہیں شرعی قواعد سمجھتے ہیں انہیں تمام مستحسنات پر چسپاں کرنا روشن ہے۔

مثلاً یہی صاحبِ رسالہ جس نے آنحضرت ﷺ کے ترک کو ضلالت کے ثبوت اور ممانعت کے لزوم کی دلیل بنایا ہے۔ اور مسنون مقدار پر زیادتی کو کتاب وسنت پر تجویز نسخ کا موجب سمجھا ہے، اگر یہ دلیل اس عمل کی ضلالت کو مستلزم ہے تو یقیناً اس سے فقہاء کرام کے تمام مستحسنات کی ضلالت لازم بلکہ اسماعیلی فرقے کے بڑے بڑوں نے تو اس کا التزام بھی کر لیا ہے جنہوں نے اسی وجہ سے صحابۂ کرام سے منقول امور اور ائمۂ عظام کے مستحسنات کو اصطلاحی بدعت ضلالت میں داخل مانا ہے۔

Marfat.com

وقیاس ایں انکار بر انکار صاحبین کہ از قسم انکار مجتہدین فیما بینھم ست نہ توان نمود کہ اول برائے طرفین در ہر دو جانب دلائل شرعیہ موجود۔

وثانیاً حکم تضلیل وتکفیر بلکہ تفسیق وتحقیر ہم در آنجا مفقود برخلاف انکار وہابیہ کہ نوبت بہ تباین ملت رسانیدہ اند و اموری را کہ تا ہنوز کراہت آنہم بدلائل قویہ ثابت باتفاق محققین نیست باوجود اقرار اختلاف ہم پلۂ شرک و مستلزم خروج از اصل ایمان وخلل آن گردانیدہ اند۔

قولہ- در انکار استحسان علماء و مشائخ ہرگز رفع امان از شرعیات نیست الخ۔

اقول - دریں مقام ہمیں قدر بس ست کہ بر تقدیر صحت بیان صاحب رسالہ ضلالت وفسق اکابر سلسلۂ صاحب رسالہ کہ در سند کتب شرعیہ حدیث و تفسیر و فقہ

اس انکار کا قیاس مجتہدین کے باہمی انکار کی قسم میں داخل، صاحبین کے انکار پر نہیں کیا جاسکتا۔ اسلئے کہ اولاً تو دونوں طرف دلائل شرعیہ موجود اور ثانیاً تضلیل وتکفیر بلکہ تفسیق وتحقیر بھی وہاں مفقود، وہابیہ کے انکار کے برخلاف کہ انہوں نے تو تباین ملت کی نوبت پہونچادی ہے۔ اور باتفاق محققین قوی دلائل سے جن امور کی اب تک کراہت ثابت نہیں۔ اختلاف کا اقرار کرتے ہوئے بھی انہیں شرک کے ہم پلہ اور اصل ایمان میں خلل اور اس سے خروج کو مستلزم سمجھ لیا ہے۔

قولہ- علماء و مشائخ کے استحسان سے انکار شرعیات سے امان اٹھانا نہیں ہے الخ۔

اقول- اس جگہ اتنا ہی کافی ہے کہ صاحب رسالہ کے بیان کی صحت کی تقدیر پر اس کے ان اکابر سلسلہ کی ضلالت اور فسق ظاہر ہے جو اس کی حدیث، تفسیر فقہ کی شرعی

Marfat.com

داخل اند ظاہر و آشکار ست پس بر روایات فساق ضالین چگونہ اش اعتماد و اعتبار ست و ایں امر یعنی لزوم ضلالت و فسق علماء دین نہ ہمیں استاد آں صاحب رسالہ و اکابر سندش را از علماء متاخرین ملوث بایں تہمت می سازد بلکہ بر تقدیر صحت مذہبش در عدالت صدر اول ہم کہ بسیاری از امور زائدہ بر قدر مسنون و ماثور را باوجود ترک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقرار عدم سنیت و اطلاقِ محدث وبدعت داخل مستحسنات و مندوبات ساختہ اند خللی عظیم می اندازد۔

قولہ- منامات معتمد علیہا نیستند الیٰ قولہ ابلیس بر تلبیس دشمن قوی است الیٰ قولہ وہمچنیں ہر چہ از کشف و الہام معلوم شود ضرور نیست کہ صحیح باشد الیٰ آخرہ۔

کتابوں کی سند میں داخل ہیں۔ پھر وہ گمراہوں، فاسقوں کی روایت پر کس طرح اعتماد و اعتبار کرتا ہے؟ اور یہ امر یعنی علماء دین کے فسق و ضلالت کا لزوم صرف اس کی سند کے اکابر علماء متاخرین اور اس کے اساتذہ کو اس تہمت سے آلودہ نہیں کرتا بلکہ اس کے مذہب کی صحت مان لینے پر صدر اول کی عدالت میں عظیم خلل پیدا کر دے گا۔ کیونکہ صدر اول کے لوگوں نے بھی مقدار مسنون پر زائد بہت سارے امور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک، ان کے عدم مسنونیت کے اقرار اور ان پر محدث و بدعت کے اطلاق کے باوجود، مستحسنات و مستحبات میں داخل مانا ہے۔

قولہ- خواب قابل اعتماد نہیں ہوتے۔ الیٰ قولہ- ابلیس اپنے دشمن کو فریب دینے میں زور آور ہے۔ الیٰ قولہ- یونہی کشف والہام سے جو کچھ معلوم ہو اس کا صحیح ہونا ضروری نہیں۔ الخ۔

Marfat.com

اقول - ذکر الہام و منام صلحاء کرام و اولیاء عظام برائے استیناس ست نہ بطور حجت قطعیہ و ہر چند ضرور نیست کہ ہر چہ از کشف والہام و واقعات و منام صلحاء کرام و اولیاء عظام معلوم شود علی الاطلاق حجت باشد اما بموجب قول مستندین صاحب رسالہ و مستندین مستندش آنچہ ازاں مخالفت بحکم حضرت شارع نداشتہ باشد قبول باید کرد۔

قاضی ثناء اللہ در سیف المسلول در بیان الہام فرمودہ کہ آنچہ بدان بدست آید آنرا بر میزان شرع باید سنجید پس اگر شرع آنرا قبول کند آنرا حق باید دانست وقبول باید کرد و آنچہ شرع آنرا رد کند آنرا خطاء و باطل باید دانست

اقول - صالحین کرام اور اولیائے عظام کے خواب اور الہام کا ذکر بطور حجت قطعی نہیں بلکہ اُنسیت پیدا کرنے کی خاطر ہے ۔ جو کچھ صالحین کرام و اولیائے عظام کے خواب ، واقعات ، کشف اور الہام سے معلوم ہو ہر چند کہ اس کا علی الاطلاق حجت ہونا ضروری نہیں تاہم صاحب رسالہ کے مستندین اور اس کے مستند کے مستندین کے قول کے مطابق اُس میں جو کچھ حضرت شارع کے حکم کے مخالف نہ ہو اسے قبول کرنا چاہیئے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب نے سیف المسلولؔ میں الہام کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو چیز الہام سے حاصل ہو۔ اسے شریعت کے ترازو پر تولنا چاہیئے، شریعت جسے قبول کرے اسے حق سمجھنا چاہیئے اور قبول کرنا چاہیئے ۔ اور شریعت جسے رد کردے اسے غلط اور باطل

Marfat.com

ورد باید کردو آنچه شرع از اں ساکت باشد آنرا نیز قبول باید کرد و قسطلانی در مواہب آوردہ ۔

وکذلک یقال فی کلامه علیه السلام فی النوم انه یعرض علی سنته فما وافقها فهو حق وما خالفها فالخلل فی سمع الرائی الخ۔

دریں مقام روایات چند از مستندین صاحب رسالہ آوردن ضرورست تا واضح گردد کہ اوشان ہم ذکر منامات نمودہ اند و احتجاج و عمل بدان ہم فرمودہ اند:

شاہ ولی اللہ دہلوی در قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین آوردہ۔

"نوع چہلم اشارہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مقام منام

سمجھنا چاہئے اور رد کر دینا چاہئے۔اور شریعت جس سے خاموش ہو اسے بھی قبول کرنا چاہئے علامہ قسطلانی نے مواہب میں نقل فرمایا ہے۔

حالت خواب میں سنی ہوئی حضور ﷺ کی گفتگو کے بارے میں یونہی کہا جائے گا کہ وہ گفتگو ان کی سنت پر پیش کی جائے گی۔ جو سنت کے موافق ہوگی وہ حق ہے اور جو مخالف ہوگی وہ خواب دیکھنے والے کی سماعت کا خلل ہے الخ۔

اس مقام پر صاحب رسالہ کے مستندین کی چند روایتوں کا نقل کرنا ضروری ہے تا کہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے بھی خواب کا تذکرہ کیا ہے اس سے احتجاج بھی کیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں نقل کیا ہے "نوع چہلم مالک الدار کی حدیث میں حضور ﷺ کا خواب میں

Marfat.com

کہ استسقاء از عمر طلب کند از حدیث مالک الدار۔

قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الیٰ قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ﷺ استسق لا متك فانهم قد هلكوا قال فاتاه رسول الله ﷺ فی المنام فقال ایت عمر فمره ان یستسقی للناس فانهم سیسقون وقل له علیك الكیس الكیس فاتی الرجل عمر فاخبره قال فبكیٰ عمر وقال یارب ماآلو الا ماعجزت عنه رواه ابو عمر و فی الاستیعاب انتهی۔

ونیز شاہ صاحب موصوف در انتباہ فرمودہ:

اشارہ کرنا کہ استسقاء عمر سے طلب کرو۔

راوی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط کا شکار ہوئے تو ایک صاحب نبی ﷺ کی قبر پر حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ اپنی امت کے لے سیرابی طلب فرمائیے وہ ہلاکت کے قریب پہونچ گئی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ لوگوں کے لئے سیرابی طلب کریں انہیں عنقریب سیراب کیا جائے گا۔ اور ان سے بولو کہ وہ خوب داد ودہش کریں۔ وہ صاحب حضرت عمر کے پاس آئے ان کو صورت حال بتائی تو حضرت عمر رو پڑے اور عرض کیا میرے پروردگار! جس کی مجھ میں سکت نہیں اسی میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابو عمرو نے استیعاب میں کی ہے۔ انتہی۔

نیز شاہ صاحب موصوف نے انتباہ میں فرمایا:

Marfat.com

''اخبرنی سیدی الوالد
انہ اراد فی ابتداء طلبہ ان
یلتزم دوام الصیام ثم تردد
فی ذلک لاختلاف العلماء فیہ
فتوجہ الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فرآہ فی النوم
کانہ اعطاہ رغیفا قال فقال
ابو بکر الھدایا مشترک فقد
متہ الیہ فاخذ منہ کسرۃ ثم
قال عمر رضی اللہ عنہ
الھدایا مشترک فقد متہ فاخذ
منہ کسرۃ ثم قال علی رضی
اللہ عنہ الھدایا مشترک فقد
متہ الیہ فاخذ منہ کسرۃ ثم
قال عثمان رضی اللہ عنہ
الھدایا مشترک فقلت

سیدی ابا حضور نے مجھے بتایا
کہ انہوں نے اپنی طلب کے آغاز
میں دائمی روزہ کے التزام کا ارادہ
فرمایا پھر اس سلسلہ میں علماء کے
اختلاف کی بناء پر متردد ہوئے۔ تب
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
جانب رخ موڑا خواب میں دیکھا
کہ سرکار نے انہیں ایک روٹی عطا
فرمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت
ابو بکر نے فرمایا کہ ہدیہ مشترک ہوتا
ہے۔ میں نے وہ روٹی ان کی
خدمت میں پیش کردی۔ انہوں نے
ایک ٹکڑا لے لیا۔ پھر حضرت عمر نے
فرمایا کہ ہدیہ مشترک ہوتا ہے۔ میں
نے ان کی خدمت میں بھی پیش کر
دی انہوں نے بھی ایک ٹکڑا لے لیا
پھر حضرت علی نے فرمایا کہ ہدیہ
مشترک ہوتا ہے۔ میں نے انہیں
پیش کردی انہوں نے بھی ایک ٹکڑا
لے لیا۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا
کہ ہدیہ مشترک ہوتا ہے۔ تو میں

Marfat.com

ان قسمتم الرغيف فای شئی یبقی لهذا الفقير فامسك الیٰ آخره۔

ونیز دراں ست سألته صلی الله علیه وسلم سو الاَروحانیاً عن سر تفضيل الشيخين علی علی رضی الله تعالیٰ عنهم مع انه اشرفٍ نسبا و اقضاهم حكما و اشجعهم جنانا والصوفية عن آخرهم ينتسبون اليه ففاض علی قلبی منه صلی الله علیه وسلم ان له وجهين وجها ظاهرا ووجها باطنا فالوجه الظاهر الیٰ اقامة العدل فی الناس و ارشادهم الیٰ ظاهر الشريعة وهما بمنزلة الجوارح له فی ذلك والوجه الباطن الیٰ مراتب الفناء والبقاء وعلومه المروية كلها انما تتبع من الوجه الظاهر الخ۔

نے عرض کیا اگر آپ ہی لوگ روٹی بانٹ لیں گے تو اس فقیر کے لئے کیا بچے گا تو وہ رک گئے الخ۔

نیز اسی میں موجود ہے کہ حضور ﷺ سے میں نے ایک روحانی سوال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین کی بہ نسبت نسب میں اشرف، ان سے بڑے فیصل ان سے بڑے بہادر ہیں اور سارے صوفیاء انہیں کیطرف منسوب ہیں اس کے باوجود اُن پر شیخین کی فضیلت کا راز کیا ہے؟ تو سرکار کیطرف سے میرے دل پر یہ فیضان ہوا کہ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک ظاہر دوسری باطن۔ وجہ ظاہر لوگوں میں اقامتِ عدل اور ظاہری شریعت کی طرف ان کی رہنمائی ہے اور شیخین کی حیثیت اس سلسلہ میں اعضاء و جوارح کی ہے۔ اور وجہ باطن فناء اور بقاء کے مراتب ہیں۔ اور سرکار سے مروی سارے علوم کی اتباع باعتبار ظاہر کی جاتی ہے۔ الخ۔

Marfat.com

وامثال ایں حکایات در تالیفات شاہ صاحب بیش از بیش ست بخوف تطویل برہمیں قدر اکتفاء می رود۔

بالاتر از ہمہ این کہ طحطاوی کہ مستند طائفہ است نوشتہ ورد فی بعض الآثار النھی عن قص الاظفار یوم الاربعاء فانہ یورث البرص و عن ابن الحاج صاحب المدخل انہ ھم بقص اظفارہ یوم الاربعاء فتذکر ذلک فترک ثم رأی ان قص الاظفار سنة حاضرة ولم یصح عندہ النھی فقصھا فلحقہ ای اصابہ البرص فرأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال الم تسمع نھیی عن ذلک فقال یا رسول اللہ

شاہ صاحب کی تالیفات میں اس طرح کی حکایتیں بہت زیادہ ہیں، تطویل کے خوف سے اسی مقدار پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اور ان سب سے بالاتر وہ بات ہے جو اس گروہ کے بھی مستند علامہ طحاوی نے تحریر فرمائی ہے۔ ''بعض آثار میں'' بروز بدھ ناخن کاٹنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ اس سے برص ہوتا ہے۔ صاحب مدخل ابن الحاج سے مروی ہے کہ انہوں نے بروز بدھ ناخن کاٹنے کا ارادہ کیا وہی روایت یاد آگئی تو ارادہ ترک کر دیا پھر سوچا کہ ناخن کاٹنا فی الحال مسنون ہے اور نہی کی روایت ان کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہونچی اور کاٹ لیا تو ان کو برص ہوگیا۔ پھر نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ تم نے اس سے ممانعت نہیں سنی تھی؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ روایت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم لم یصح عندی ذلک فقال یکفیک ان تسمع ثم مسح صلی اللہ علیہ وسلم علی بدنہ فزال البرص قال ابن الحاج فجددت مع اللہ توبۃ انی لا اخالف ما سمعت عن رسول اللہ ﷺ ابدا الخ

قولہ - مراد از حب کہ مامور بہ است عقلی ست الیٰ قولہ وآنکہ مولودیان را ادعائے محبت با جناب رسالت ست وایں عمل را اظہار مودت قرار دادہ اند کذب صریح و بہتان عظیم ست الخ

اقول - قطع نظر از حال باکمال ایمۂ سابقین کسانیکہ از لاحقین مجوز ایں عمل وفاعل آں بودہ اند مثل شیخ عبد الرحیم دہلوی و شیخ عبد الحق

میرے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پونچی تو فرمایا کہ تمہارے لئے سننا ہی کافی تھا۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا تو برص ختم ہوگیا۔ ابن الحاج نے کہا کہ میں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی تجدید کی کہ اب میں آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی کسی بات کی مخالفت کبھی نہیں کروں گا۔

قولہ - جس محبت کا حکم ہے وہ عقلی ہے۔ الیٰ قولہ - مولودیوں کو جناب رسالت سے محبت کا جو دعویٰ ہے جس کے اظہار کے لئے اس عمل کو مقرر کر رکھا ہے کھلا جھوٹ اور عظیم بہتان ہے۔ الخ۔

اقول - ائمۂ سابقین کے حالِ باکمال سے قطع نظر وہ لاحقین جو اس عمل کو جائز سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے رہے ہیں۔ جیسے شیخ عبد الرحیم دہلوی، شیخ عبد الحق دہلوی

Marfat.com

وشیخ عبدالوہاب وشیخ ابن حجر مکی کہ
صاحب رسالہ درہمیں جواب باوشان
استناد نمودہ و دیگر علماء اعلام واولیاء
کرام بودن ایشان از محبان درگاہ
جناب محبوب رب العلمین ومحبوبان
بارگاہ حضرت سید المرسلین ﷺ مثل
آفتاب نیمروز درتمام عالم جلوہ افروز
ست وطاعت صادقۂ محبوب والفت
حقیقیہ بامنتسبان مطلوب در ذوات
بابرکات ایں حضرات بوجہ اکمل موجود
بودہ است پس اگر کسی مولودیان محبان
ومحبوبان بارگاہ نبوی رادشمن رسول قرار
دہد یادرشان ایں حضرات کلمۂ شنیعہ
گروہ ضلالت پژوہ درمعرض بیان نہد
ومصداق اولٓئک ھم شر البریۃ
گرداند و اظہار صدق محبت و اعلان
خلوص مودت را سطوت تسویلات
ابلیس گوید وعیوب ایں حضرات خواہ مخواہ

، شیخ عبدالوہاب اور شیخ ابن حجر مکی ،
جن سے صاحب رسالہ نے اسی
جواب میں استناد کیا ہے اور دیگر
سرکردہ علماء اور اولیاء کرام جن کا
محبوب رب العالمین کے دربار کا
محبّ ہونا اور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں محبوب
ہونا آفتاب نیمروز کیطرح تمام دنیا
میں روشن ہے اور جن کی ذات میں
محبوب کی سچی اطاعت ، ان سے
نسبت رکھنے والوں سے حقیقی محبت
بطورکمال موجود رہی ہے۔ اسلئے اگر
کوئی شخص بارگاہ نبوت کے ان محبین
اور محبوبین کو دشمنِ رسول قرار دیتا
ہے یاان حضرات کی شان میں
گمرہی کی متلاشی جماعت جیسی بری
بات بیان کرتا ہے اور انہیں اولٓئِکَ
ھم شرُّ البریۃ " کا مصداق
گردانتا ہے اور سچی محبت اور خالص
الفت کو ابلیس کی گمراہ گری کا غلبہ کہتا
ہے۔ اور ان حضرات کی خواہ مخواہ

Marfat.com

جوید در شانش ہر چہ گفتہ آید کمتر اما بخدائے منتقم حوالہ اش بہتر۔

قولہ - بدعت را محبت دانستن وبہ حسن آں تفوہ نمودن بداں ماند کہ خون حسن وحسین را دم الاخوین نامند الیٰ آخرہ۔

اقول - اولاً استحسان امور خیرے کہ در مندوبات شریعت مندرج اند ومزاحم ومخالف سنت نیستند باوجود اطلاق بدعت ومحدث از عہد صحابہ کرام تا استاذ صاحب رسالہ در اقوال علماء اعلام ثابت وواضح است بلکہ عدم انکار از حسن بدعات حسنہ باتفاق جملہ فرق اسلامیہ از نقل صاحب تنبیہ السفیہہ لائح است۔

پس بجہت اطلاق حسن بر عمل مولد بلزوم حکم مبغوضیت پرداختن و

عیب جوئی کرتا ہے اس کے بارے میں جو کچھ کہا جائے کم ہے لیکن اسے خدائے منتقم کے حوالے کرنا بہتر ہے۔

قولہ - بدعت کو محبت سمجھنا، اور اس کے حسن کا ڈھنڈورہ پیٹنا، ایسا ہی ہے جیسے حسن و حسین کے خون کا نام دم الاخوین رکھیں الخ۔

اقول - اولاً وہ امور خیر، جو شریعت کے مستحبات میں مندرج ہیں اور سنت کے مزاحم ومخالف نہیں ہیں ان پر محدث و بدعت کے اطلاق کے باوجود ان کا استحسان، صحابہ کرام کے عہد سے لیکر صاحب رسالہ کے استاذ تک علماء اعلام کے اقوال میں ثابت وواضح ہے۔ بلکہ صاحب تنبیہ السفیہ کی نقل کے مطابق بدعاتِ حسنہ کے حسن سے عدم انکار تمام اسلامی فرقوں کے اتفاق سے روشن ہے اس لئے عمل میلاد پر حسن کے اطلاق کے سبب مبغوضیت کا حکم لازم قرار دینا اور

Marfat.com

وجود محبت را بہ جہت تلفظ لفظ بدعت حسنہ خارج از دائرہ امکان ساختن صد ہا ائمہ امت را از یندم تا صدر اول از زمرۂ مبغضان و مبغوضان درگاہ نبوی قرار دادن و در تبرا ہمچو روافض کشادن ست۔

وثانیاً قطع نظر از ہمہ ایں وآں بر تقدیر صحت مذہب وہابیہ اسماعیلیہ حضرت امیر المومنین سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام المسلمین حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئے از تہمت ضلالت نجات خواہند یافت کہ صاحب رسالہ باظہار غایت درد محبت بے ضرورت و حاجت ایں کلمہ شنیعہ بے ادبی بر زبان آوردہ ایں تار و پود ابلہانہ بر بافت۔

باید دید کہ باوجود یکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہیئت طواف بیت اللہ شریف کہ عبادت مخصوصہ مثل صلوٰۃ است براستلام رکن یمانی و

لفظِ بدعت حسنہ کے تلفظ کے سبب وجود محبت کو دائرہ امکان سے باہر سمجھنا۔ صدرِ اول سے لیکر ابتک کے ائمۂ امت کو دربار نبوی کے مبغوضین اور مبغضین کی جماعت میں رکھنا روافض کی طرح تبراء کا دروازہ کھولنا ہے۔

ثانیاً اِس کو اور اُس کو تو جانے دیجئے مذہب وہابیہ اسماعیلیہ کی صحت مان لینے پر خود حضرت امیر المؤمنین سیدنا حسن وامام المسلمین سیدنا حسین رضی اللہ عنہما گمرہی کی تہمت سے کب بچ پائیں گے کہ صاحب رسالہ نے محبت کا درد بے نہایت ظاہر کرنے کے لئے بے ادبی کی یہ بری بولی زبان پر لاکر احمقانہ تار و پود بنا ہے۔

دیکھنا چاہئے کہ نماز ہی کی طرح مخصوص عبادت طواف بیت اللہ شریف کی ہیئت میں آنحضرت ﷺ نے رکن یمانی اور

Marfat.com

رکن اسود اقتصار فرموده اند و استلام
رکن عراقی وشامی ترک نموده اند معہذا
محققین در شروح صحاح احادیث مثل
عینی شرح صحیح بخاری وغیره روایت می
فرمایند که مذہب حضرت امام حسن
وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وسلام
اللہ علی جدہما وعلیہما استحباب وجواز استلام
رکن عراقی و شامی بوده است
حالا در خرافات صاحب رساله که بنام
دلائل وقواعد بار بار برزبان می آرد باید
اندیشید که اکثر ہمان دلائل دریں مقام
جاری تو ان گردید و از تصور احکام
ضلالت التیام طائفه لیام که در ہر
مقام بر مستحسنات ائمۂ عظام از اں
اوہام لازم میگرد انند برایمان خود
باید لرزید اما چون کار بجہال سفاہت
شعار است. اعراض از بیانش

رکن اسود کے استلام پر اکتفاء فرمایا
ہے اور رکنِ عراقی ورکن شامی کا
استلام ترک کیا ہے اس کے باوجود
عینی شرح بخاری وغیرہ جیسی صحاح
احادیث کی شرحوں میں محققین روایت
کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن وامام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وسلام اللہ
علیٰ جدھما وعلیھما کا مذہب رکن عراقی
ورکن شامی کے استلام کا جواز و
استحباب رہا ہے۔ اب صاحب رسالہ
کے اُن خرافات میں غور کرنا چاہیۓ
جنھیں وہ دلائل وقواعد کے نام سے
بار بار زبان پر لاتا ہے۔ کہ اکثر وہی
دلائل یہاں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔
اور اس ذلیل گروہ کے پُر از ضلالت
اُن احکام کے تصوّر سے ایمان لرزنا
چاہیۓ جو احکام انہی اوہام کے سبب
ائمۂ عظام کے مستحسنات پر ہر جگہ
لازم گردانتے ہیں ۔ لیکن معاملہ
چونکہ نا سمجھ جاہلوں کے ساتھ ہے
اسلیۓ اس کے بیان سے اعراض بھی

Marfat.com

دشوار نا چار بہزاراں توبہ و استغفار قدرے از خرافاتش در ینجا بیاد میدہم و دشنۂ خونخوار بکنار اشراری نہم۔

پس حسب اقوالش میتوان گفت کے باری تعالیٰ از عبادات و اعتقادات آنچہ برائے عباد خود کافی دانست مشروع نمود ودین کامل کرد و نعمت خود بر عباد خود بر زبان رسول خود ختم کرد پس بریں تقدیر اگر استلام رکن عراقی و شامی از امور دین یا عبادات ونوافل دینیہ می بود البتہ حق تعالیٰ آنرا مشروع میفرمود وچون شارع ازاں بحث نکرد معلوم شد کہ احداث آں زیادت برنص ست وزیادت برنص نسخ است الیٰ آخر الخرافات۔

ونیز می تواں گفت کہ ایں فعل از حضرت شارع ماثور نیست لا قولاً ولا فعلاً وکفیٰ بھذا منعاً الخ۔

دشوار ہے۔ مجبوراً ہزار بار توبہ واستغفار کے ساتھ اس کے کچھ خرافات یاد دلا دوں اور خنجر خونخوار پہلوئے اشرار میں رکھوں۔

پس اسکے اقوال کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ باری تعالیٰ کی دانست میں بندوں کے لئے جو عبادتیں اور عقائد کافی تھے مشروع فرمادئے۔ اور دین کو کامل کردیا اور اپنے بندوں کیلئے اپنی نعمتیں اپنے رسول کی زبان پر ختم فرمادیں۔ پس اس تقدیر پر اگر رکن عراقی وشامی کا استلام دینی امور سے یا دینی نوافل و عبادات سے ہوتا تو حق تعالیٰ یقیناً اسے مشروع کرتا اور جب شارع نے اس سے بحث نہیں کی تو پتہ چلا کہ اس کی ایجاد نص پر زیادتی ہے اور یہ نسخ ہے الیٰ آخر الخرافات۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ فعل حضرت شارع سے منقول نہیں ہے نہ قولاً نہ فعلاً اور ممانعت کیلئے اتنا ہی کافی ہے الخ۔

Marfat.com

ونیز می توان گفت کہ اتباع ہم چنانکہ در فعل باید در ترک نیز شاید پس عملے گوفی نفسہ مستحسن باشد اما فعلش ازاں سرور ماثور نباشد ترک آں در حق امت عین اتباع ست و فعل آں موجب مؤاخذۂ خدا۔

ونیز می توان گفت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں فعل را ترک فرمودند و بعمل نیاوردند پس در ینجا چند احتمال ست یا کعبۂ معظمہ یا ایں رکنین آں در زمان نبوت اقتران موجود نبود یا محبت کعبۂ شریفہ علی وجہ الکمال نبود یا علم بمشروعیت آں حاصل نبود یا احتیاج بایں عبادات نبود یا مانع یافتہ شد یا در اتیان آں تقاعد رفت یا مکروہ و نامشروع پنداشتند الیٰ آخر الخرافات۔

بالجملہ از ہمچو دلائل کہ اسماعیلیہ حکم ضلالت برائمہ دین

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اتباع جس طرح فعل میں ہونی چاہیے یونہی ترک میں بھی ہونی چاہیے۔ پس کوئی عمل بھلے فی نفسہ مستحسن ہو لیکن اسکا کرنا، اس سرور سے ماثور نہ ہو تو اس کا ترک امت کے حق میں عین اتباع ہے۔ اور اس کا کرنا سبب مؤاخذۂ خدا۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس فعل کو ترک فرمایا اس پر عمل نہیں کیا پس یہاں چند احتمالات ہیں یا کعبۂ معظمہ یا یہ دونوں رکن زمانۂ نبوت میں نہیں تھے یا کعبہ شریف کی محبت بہ طورِ کمال نہیں تھی یا اس کی مشروعیت کا علم حاصل نہ تھا۔ یا اس عبادت کی ضرورت نہیں تھی یا کوئی مانع موجود تھا، یا اسکی ادائیگی میں سستی ہوئی، یا اسے مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھا۔ الیٰ آخر الخرافات۔

الحاصل اسی طرح کے دلائل سے، جو اسماعیلی فرقہ ائمۂ دین پر

Marfat.com

لازم میکنند ازیشان عجبے نیست کہ دریں مادہ ہم بجہت عمل بہ متروک آنحضرت وزیادت بر سنت در ہیئت کذائیہ طواف الزام تہمت ضلالت و تجویز نسخ شریعت آنحضرت بر ریحانتین رسول الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم نمودہ خون ہر دو سرداران جوانان اہل جنان رادم الاخوین نامند۔

قولہ۔ درجائے دیگر ازہمیں کتاب یعنی اخبار الاخیار در حالات شیخ احمد مجد دشیبانی نوشتہ کہ کوزہائے نواز شربت پر کردی و بر سر خود نہادی و بر درخانہ سادات رفتی و یتیماں و فقیران ایشان رابخورانیدی واگر شخصی رابسیدے دعویٰ وخصومت شرعی بودی بمنت و شفاعت چنان کردی کہ سخن سید بالا آمدی و گفتی با سادات

گمراہی کا لازماً حکم لگاتا ہے اس سے کوئی تعجب نہیں کہ اس مادہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے متروک پر عمل کرنے اور طواف کی ہیئت کذائی میں سنت پر زیادتی کرنے کی وجہ سے رسول انس و جاں ﷺ کے پھولوں پر بھی ان کی شریعت کے نسخ کی تجویز اور گمرہی کی تہمت کا الزام رکھ کے، جوانان جنت کے ہر دو سرداروں کے خون کو دم الاخوین کا نام دیدے۔

قولہ۔ اسی کتاب یعنی اخبار الاخیار میں دوسری جگہ شیخ احمد مجدد شیبانی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نئے پیالے شربت سے بھر کر اپنے سر پر رکھتے اور سادات کے گھروں کے دروازوں پر جاتے اور ان کے محتاجوں اور یتیموں کو پلاتے اور اگر کسی شخص کا کسی سید پر کوئی دعویٰ یا شرعی نزاع ہوتا تو ایسی منت و سماجت کرتے کہ سیّد کی بات کو بالا دستی حاصل ہو جاتی اور کہتے کہ سادات

Marfat.com

سخن شریعت نباید کرد ایشان سخن بمروت باید کرد انتہی۔

اقول- حال دیانت ایں حضرات دیدنی ست کہ عبارتے از کتابے ذکر میکند و برائے تغلیط عوام آنچہ مخالف ہوائے خودمی باشد از اول و درمیان و آخر بہ تحریف حذف میکند عبارت محدث دہلوی از حال شیخ احمد شیبانی نقل نمودہ و در آخر آں انتہی ہم نوشتہ حالانکہ عبارتش چنیں ست۔

"وی بغایت محبت خاندان نبوت علیہ التحیت موصوف بود بر طریقہء پیر خود گویند کہ در عشرہء عاشوراء و دوازدہ روز از اول ربیع الاول جامہء نو و جامہء شستہ نہ پوشیدے و در لیالیء ایں ایام جز بر خاک نخفتے و در مقابر سادات

کے ساتھ شریعت کی نہیں مروت کی بات کرنی چاہئے۔انتہی۔

اقول- ان حضرات کی دیانتداری کا حال قابلِ دید ہے، کوئی عبارت کسی کتاب کی ذکر کر دیتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے نفس کے مخالف جو بات ہوتی ہے اسے ابتداء یا درمیان یا آخر سے تحریف کرتے ہوئے حذف کر دیتے ہیں حضرت محدث دہلوی کی عبارت شیخ احمد شیبانی کے حالات سے متعلق نقل کیا اور اس کے اخیر میں انتہیٰ بھی لکھ دیا حالانکہ ان کی عبارت اس طرح ہے:

اپنے پیر کی روش کے مطابق وہ خاندانِ نبوت علیہ التحیۃ کی غایتِ محبت سے متصف تھے۔ کہتے ہیں کہ عشرہء عاشوراء اور شروع ربیع الاول سے بارہ دنوں میں نئے اور دھلے کپڑے نہ پہنتے۔اور ان دنوں رات میں زمین ہی پر سوتے اور سادات

Marfat.com

معتکف شدی و ہر روز بقدر امکان
بروح حضرت خاتم رسالت ﷺ و
بارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکرد
و چوں روز عاشوراء شدے کوزہائے
نواز شربت پر کردی و بر سر خود نہادے
و بدر خانہ سادات رفتے و یتیماں و
فقیراں ایشان را نجورانیدے و دران
ایام چندان گریستے کہ گویا آں واقعہ
درحضور او شدہ است و چون آواز نالہ و
فریاد نساء و دختران کہ در ایام عاشوراء
متعارف ایں دیارست بگوش او
رسیدے حالت کردے و خون از چشم
باریدے اعراس صحابہ و سایر مشائخ
رضوان اللہ علیہم اجمعین آنچہ بایشان
رسیدہ بود مہما امکن ترک ندادی و
سرود را بسیار دوست داشتی و طالب
آن نبودی و رقص و تواجد نکردی و
مجلس نیز نکردی و در عموم

کے مزارات پر معتکف رہتے اور
وسعت بھر ہر دن خاتم رسالت ﷺ
اور ان کے خانوادۂ مطہرہ کے ارواح
کیلئے خوب کھانے کھلاتے اور جب
عاشوراء کا دن آتا تو نئے پیالے
شربت سے بھر کر اپنے سر پر رکھتے
اور مکاناتِ سادات کے دروازوں
پر جا کر ان کے محتاجوں اور یتیموں کو
پلاتے اور اُن ایام میں اتنا روتے
گویا وہ واقعہ انہی کی موجودگی میں
ہوا ہے۔ اس دیار میں معروف ایام
عاشوراء میں بچیوں اور عورتوں کی
نالہ و فریاد ان کے کانوں تک
پہونچتی تو انہیں حال آجاتا اور آنکھ
سے خون کی برسات ہو جاتی۔ صحابۂ
کرام و باقی مشائخ رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے وہ اعراس جو ان تک
پہونچے تھے حتی الامکان انہیں ترک
نہ کرتے۔ اور نغمہ کو بہت پسند کرتے
اس کے طالب نہ ہوتے اور رقص
و وجد نہ کرتے مجلس بھی نہ کرتے عام

Marfat.com

احوال جامۂ خسیس وکم کہ بغایت سفید
نباشد پوشیدے و اغلب اوقات کلاہ
فقط بر سر او بودے و جز در وقت نماز
دستار بر سر کمتر نہادی از جہت غلبۂ
حرارت۔

امامی گویند کہ یک دستار بزرگ
اعلیٰ ویک پیراہن نفیس مہیا داشتی و
برائے نماز جمعہ و اعیاد پوشیدی و اگر
یکی از ابنائے دنیا آمدی نیز پوشیدے
وشیر وار در مجلس نشستی و ما قال
اللہ و قال الرسول بہ ہیبت
وعظمت تمام گفتی چنانچہ زہرۂ ملوک
آب شدی بمریدان خود فرمودی کہ
اہل دین را باہل دنیا خوار نباید نمود کہ
اینہا مردم ظاہر بینند وفقیراں را وبعضے
مجانین کہ دراں دیار بودند بسیار
دوست داشتی ودر راہی کہ سوار
میرفت چون مجاذیب را بدیدی از
اسپ فرو آمدی ودست بستہ ایستادی
و ہر چہ ایشان فرمودندی آں کردی

حالات میں معمولی کپڑا جو زیادہ
سفید نہ ہوتا پہنتے اور بیشتر اوقات
میں ان کے سر پر صرف ٹوپی ہوتی۔
اور نماز کا وقت چھوڑ کر سر پر دستار کم
ہی رکھتے کیونکہ حرارت غالب تھی۔
لیکن لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک اعلیٰ
بزرگ دستار اور ایک عمدہ پیراہن مہیا
رکھتے جسے نماز جمعہ اور عیدین میں
استعمال کرتے۔ اور اگر کوئی دنیادار
آجاتا تب پہن لیتے اور شیر کی طرح
مجلس میں بیٹھتے اور اللہ، رسول کی
باتیں پوری ہیبت اور عظمت کے
ساتھ یوں بیان کرتے کہ بادشاہوں
کا پتہ پانی ہو جاتا اور اپنے مریدوں
سے کہتے کہ اہل دین کو دنیا داروں
کے آگے کمتر نہیں دکھانا چاہیے
دیوانوں کو بہت محبوب رکھتے۔ سواری
پر چلتے ہوئے راہ میں جب مجذوبوں
سے ملاقات ہو جاتی تو گھوڑے سے
اتر کر دست بستہ کھڑے ہو جاتے اور
جس چیز کا یہ لوگ حکم کرتے بجالاتے

Marfat.com

واگر کسی پیش او ذکر غائبے باسخن لایعنی
کردی گفتی بابو خاموش باش و اگر
کسے نام او بتعظیم گرفتی چنانچہ رسم
مریدان باشد چشم پر آب کردی و گفتی
احمد نمودی زیانکار و ہمچنیں نقلست کہ
خواجہ حسین را قدس سرہٗ نیز خوش
نیامدی کہ کسی تعظیم او کردی و گفتی بلا
حسین رانگ و رانگ کمینہ کسی را گویند
کہ کمترین کسان باشد رحمۃ اللہ علیہم۔

واگر کسی پیش او آمدہ گفتی کہ من
حضرت ﷺ در خواب دیدہ ام
باادب نشستی و تمام قصہٴ رؤیا را
بشنودی ودست و پائے او را بوسیدی
و دامان و آستین او را بروئے خود فرو
مالیدے برجائے کہ آں شخص میگفت
کہ در فلان جا دیدہ ام آنجا

اور اگر کوئی ان کے روبرو کسی غائب
کا لایعنی باتوں کے ساتھ تذکرہ کرتا
تو کہتے بابو! خاموش رہو۔ اور
اگر کوئی ان کا نام مریدوں کے دستور
کے مطابق تعظیم سے لیتا تو ان کی
آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور بولتے کہ
احمد کو تم نے برباد کردیا۔

یونہی منقول ہے کہ خواجہ حسین
قدس سرہٗ کو بھی یہ اچھا نہیں لگتا تھا کہ
کوئی ان کی تعظیم کرے وہ کہتے تھے
"بلا حسین رانگ رانگ کمینہ اسے
کہتے ہیں جو لوگوں میں سب سے کم
درجہ کا ہو رحمۃ اللہ علیہم۔

اور اگر کوئی ان کے سامنے آکر
کہتا کہ میں نے حضرت رسالت
ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے تو باادب
بیٹھ جاتے اور خواب کا پورا ماجرا سنتے
اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتے
اور اس کے دامن اور آستین کو چہرے
پر خوب ملتے وہ شخص جب بتاتا کہ
میں نے فلاں جگہ دیکھا ہے تو وہاں

Marfat.com

رفتی و بوسہ وادی و گرد آں جائے را
برروئے وموئے خود مالیدہ واگر سنگ
بودی آں سنگ را بشستی وآں آب را
بخوردی و برتن و بر جامہ چون گلاب
پاشیدی واگر شخصی را با سیدے دعویٰ و
خصومت شرعی بودی منت وشفاعت
چناں کردی کہ سخن سید بالا آمدی و گفتی
کہ باسادات سخن شریعت نباید کرد با
ایشان سخن بمروّت باید کرد الیٰ آخرہٖ۔

حالا از صاحب رسالہ استفسار دو
امر می رود یکی آنکہ برائے تائید کلام
خود حوالہ کتابی درامرے نمودن واز ما
سبق و مالحق بہ تصرف وتحریف چشم
پوشیدن داخل خیانت ست یانہ۔

دیگر آنکہ قطع نظر از آنکہ دراخبار
الاخیار مناقب حضرت شیخ احمد شیبانی
ذکر فرمودہ است صاحب رسالہ

جاتے اور اس جگہ کو چومتے وہاں کی
گرد چہرے اور بالوں پر ملتے اور اگر
وہاں پتھر ہوتا تو اسے دھو کر اس کا
پانی پی جاتے اور بدن اور کپڑوں پر
گلاب کی طرح چھڑکتے اور اگر کسی
شخص کا کسی سید پر کوئی دعویٰ ہوتا یا
شرعی خصومت ہوتی تو ایسی منت
سماجت کرتے کہ سید کی بات اوپر ہو
جاتی اور کہتے کہ سیدوں کے ساتھ
شریعت کی نہیں مروت کی بات کرنی
چاہئے الخ۔

اب صاحب رسالہ سے
دو باتیں دریافت طلب ہیں۔ نمبر
ایک یہ کہ اپنے کلام کی تائید کیلئے کسی
معاملہ میں کسی کتاب کا حوالہ دینا اور
سیاق وسباق سے بطور تصرف وتحریف
آنکھیں بند کر لینا خیانت میں داخل
ہے یا نہیں؟

نمبر دو اس سے قطع نظر کہ اخبار الاخیار
میں حضرت شیخ احمد شیبانی کے
مناقب مذکور ہیں۔ صاحب رسالہ کا

Marfat.com

خود ادعاء حصر استناد خود بعلماء ومشائخ
معتمدین امت نمودہ است بریں
تقدیر تشنیعات وتعریضات او درحق
مجوزین وعاملین مولد ہمہ برباد شدند
کہ حال مستندین ومعتمدین او ایں
چناں ست فافہم ولا تتکلم۔

قولہ۔ نفس قیام برائے تعظیم
مطابق بیان شرعی علی الاطلاق مکروہ
است الخ۔

اقول۔ ایں ادعائے ست
مخالف تحقیق ائمہ محققین وتصریح
جمہور علماء دین اگر تحقیقات آنحضرات
را دریں جا بالاستیعاب قصد نمودہ آید
کتابی ضخیم گردد لہذا نظر بر اختصار
چیزے از علماء مشہورین معتمدین
صاحب رسالہ وامثالش ذکر می کنم
در درمختار گفتہ وفی الوھبانیۃ
یجوز بل یندب القیام
تعظیما للقادم

خود یہ دعویٰ ہے کہ اس نے امت
کے قابل اعتماد علماء مشائخ ہی سے
استناد کیا ہے اس تقدیر، عمل میلاد کو
جائز قرار دینے والوں، اسے کرنے
والوں کے حق میں اسکی ساری
تعریضات وتشنیعات برباد ہو گئیں
کیوں کہ اسکے معتمدین ومستندین کا
حال ایسا ہے، بس سمجھو بولو مت۔

قولہ۔ شرعی بیان کے مطابق
نفس قیام تعظیمی علی الاطلاق مکروہ۔

اقول۔ آئمہ محققین کی تحقیق
اور جمہور علماء دین کی تصریح کے
خلاف یہ محض ایک دعویٰ ہے۔ اگر ان
حضرات کی تمام تحقیقات کا قصد کیا
جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائیگی۔
اس لئے اختصار کے مدنظر صاحب
رسالہ کے معتمد کچھ مشہور علماء اور
ان کے امثال کا تذکرہ کر رہا ہوں
۔ درمختار میں کہا ہے۔ وہبانیہ میں
ہے آنے والے کیلئے قیام تعظیمی نہ
صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ ویسے

Marfat.com

كما يجوز القيام ولو للقاری بین یدی العالم الخ۔

شامی درحاشیه نوشته ای انکان ممن یستحق التعظیم وقال فی الغنیة قیام الجالس فی المسجد لمن دخل علیه تعظیما وقیام قاری القرآن لمن یجئی تعظیما لا یکره اذا کان لمن یستحق التعظیم وفی مشکل الآثار القیام لغیره لیس بمکروه بعینه انما المکروه محبة القیام لمن قام له الخ۔

درشرح منیه گفته لا یکره قیام القاری للقادم تعظیما اذا کان مستحقا للتعظیم الخ وهمچنان است در قاضی خان و عالمگیری وغیره۔

ودر لمعات بعد ذکر اقوال گفته والصحیح ان احترام اهل الفضل من اهل العلم و الصلاح و الشرف بالقیام

ہی جیسے عالم کے روبرو کھڑا ہو جائز ہے چاہے قیام کرنے والا قرأت ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔

شامی نے حاشیہ میں لکھا ہے ۔یعنی اگر آنے والا تعظیم کا مستحق ہو اور غنیۃ میں کہا ہے کہ مسجد میں بیٹھے شخص کا اور قرآن کی تلاوت کرنے والے کا، اپنے اپنے پاس آنے والے کیلئے تعظیماً قیام کرنا مکروہ نہیں تب جب آنے والا تعظیم کا حقدار ہو۔

مشکل الآثار میں ہے غیر کے لئے قیام مکروہ لذاتہ نہیں ہے مکروہ اُس شخص کا قیام پسند کرنا ہے جس کے لئے قیام کیا گیا ہے۔

شرح منیہ میں کہا ہے قاری کا آنے والے کی خاطر قیام تعظیمی مکروہ نہیں جبکہ آنے والا تعظیم کا حقدار ہو الخ۔ قاضی خان۔ عالمگیری وغیرہ میں یونہی ہے۔

لمعات میں اقوال کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ فضل، علم صلاح اور شرف والوں کے

Marfat.com

جائز الخ۔

واگر بریںہمہ تسلی نیاید تا بہ بیند کہ قطب اسماعیلیہ در مظاہر حق نوشتہ "وقت تلاوت کے تعظیم کسی کی نکرے مگر عالم باعمل اور استاد ووالدین کے لئے قیام وتعظیم جائز ہے" الخ۔

قولہ۔ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم الخ۔

اقول۔ اولاً ارباب تحقیق درمیان احادیث شریفہ تطبیق فرمودہ تصریح نمودہ اند کہ ازیں احادیث نہی عام علی الاطلاق از قیام اکرام ثابت نمی تواند شد واگر صاحب رسالہ را بران اعتماد نیاید تا بہ بیند کہ شاہ ولی اللہ دہلوی در حجت بالغہ بعد ذکر ورود احادیث مختلفہ نوشتہ وعندی لا اختلاف فیہا فی الحقیقۃ فان المعانی التی یدور علیہا الامر و النہی مختلفۃ فان

لئے تعظیم بہ ذریعۂ قیام جائز ہے الخ۔

اور اگر ان تمام باتوں سے تسلی نہ ہو تو دیکھے کہ مظاہر حق میں قطب اسماعیلیہ نے کیا لکھا ہے "وقت تلاوت کے تعظیم کسی کی نہ کرے مگر عالم باعمل اور استاد و والدین کے لئے قیام وتعظیم جائز ہے"

قولہ۔ فرمایا عجمیوں کی طرح قیام نہ کرو۔ الخ

اقول۔ اولاً ارباب تحقیق نے احادیث شریفہ میں تطبیق دیکر صراحت کی ہے کہ ان احادیث سے علی الاطلاق قیام تعظیمی سے نہی ثابت نہیں ہوسکتی اگر صاحبِ رسالہ کو بھروسہ نہ ہو تو دیکھ لے، شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجت بالغہ میں باہم مختلف احادیث کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے۔

میرے نزدیک درحقیقت کوئی اختلاف نہیں کیونکہ جن معانی پر امر و نہی دائر ہیں وہ مختلف ہیں۔ کیونکہ

Marfat.com

العجم كان من امر هم ان يقوم الخدم بين ايدى سادتهم وهو من افراطهم فى التعظيم حتىٰ كاد يتحاتم الشرك فنهىٰ عنه والىٰ هذا وقعت الاشارة فى قوله عليه الصلوٰة و السلام كما يقوم الا عاجم۔ الخ۔

وثانیا عامۂ طائفہ کہ تحسین وتصحیح ائمہ فن را بادنی کلام کسی معتبر نمی دارند پس احتجاج باین چگونہ جائز صحیح می شمارند۔

برحاشیہ نسخہ سنن ابو داؤد مطبوعہ دہلی کہ باہتمام کبراء اسماعیلیہ مطبوع گردیدہ است از مرقاۃ الصعود آوردہ قال الطبرانی هذا الحديث ضعيف مضطرب السند فيه من لا يعرف۔

قولہ-عن انس لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم

عجمیوں کا دستور یہ تھا کہ خدام اپنے مالکوں کے سامنے کھڑے رہا کرتے تھے، تعظیم میں ان کا یہ افراط تھا قریب تھا کہ شرک کو مضبوطی ملتی تو اس سے نہی فرمادی اور اسی کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کما یقوم الاعاجم میں اشارہ ہے۔

ثانیاً جب اس گروہ کے عام لوگ ائمۂ دین کی تحسین و تصحیح کو کسی کے معمولی کلام سے معتبر نہیں سمجھتے پھر اسطرح کی روایت سے کس طرح وہ استدلال درست سمجھتے ہیں۔ کبراء اسماعیلیہ کے زیر اہتمام دہلی میں مطبوعہ نسخۂ سنن ابوداؤد کے حاشیہ پر مرقاۃ الصعود سے منقول ہے "طبرانی نے کہاہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ مضطرب السند ہے اسکی سند میں کچھ مجہول روای ہیں"

قولہ-حضرت انس سے مروی ہے کہ صحابہ کی نظر میں رسول اللہ ﷺ سے محبوب کوئی شخص نہیں تھا

Marfat.com

وکانو اذا رأوه لم یقوموا لما
یعلمون من کراهته الخ ۔

اقول - اولاً کہ دریں روایت
نفی قیام مقید بوقت رویت ست پس
ثبت ادعاء اطلاق نیست دوم ایں
قضیہ مہملہ ست و مہملہ در قوت جزئیہ
پس ادعاء کلیت و عموم ازاں کے
ثابت خواہد بود ازہمیں جاست کہ حجۃ
الاسلام مستند صاحب رسالہ گفتہ۔

بل کان الصحابة لا
یقومون لرسول الله ﷺ فی
بعض الاحوال کما رواه انس
رضی اللّٰه عنه ولکن اذا لم
یثبت فیه نهی عام فلا نری
به بأسا فی البلاد التی
جرت به العادة فیها باکرام
الداخل بالقیام الیٰ آخره۔

اما لفظ کراہت پس در لمعات گفتہ

اور وہ لوگ جب انہیں دیکھتے تو
کھڑے نہیں ہوتے کیونکہ انہیں
معلوم تھا کہ سرکار کو یہ پسند نہیں۔

اقول - اولاً اس روایت میں
مقید بقیدِ وقت دیدار قیام کی نفی ہے
اسلئے اطلاق کا دعویٰ اس سے ثابت
نہ ہوگا۔ ثانیاً یہ قضیہ مہملہ ہے اور مہملہ
جزئیہ کی قوت میں ہوتا ہے پس اس
سے کلیت اور عموم کا دعویٰ کب
ثابت ہوگا؟ اسی بنا پر صاحب رسالہ
کے مستند حجۃ الاسلام نے فرمایا ہے:

بلکہ صحابہ بعض حالات میں
رسول اکرم ﷺ کیلئے کھڑے نہیں
ہوتے تھے جیسا کہ حضرت انس
رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ لیکن اس
سلسلہ میں جب عام نہی ثابت نہیں
ہے۔ اسلئے آنے والے کے لئے
بذریعۂ قیام اکرام کا جن ممالک
میں رواج ہے اس میں ہم کوئی حرج
نہیں سمجھتے۔ الخ۔

رہ گئی بات لفظِ کراہت کی پس
لمعات میں کہا ہے کہ

Marfat.com

والکراهة انما کانت للتکلف ولم یکن معتاداً الخ۔

قولہ- من گفتم کہ احادیث جواز قیام خود ثابت نیست الخ۔

اقول - کسیکہ مطالعہ کتب ائمۂ دین نمودہ است کذب ایں قول بروے اظہر من الشمس بودہ است دریں جا عبار اتے چند باید شنید۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ در شفا آوردہ و عن عمر وبن السائب ان رسول اللہ ﷺ کان جالسا یوما فاقبل ابوہ من الرضاعة فوضع لہ بعض ثوبه فقعد علیه ثم اقبلت امه فوضع لها ثوبه من جانبه الآخر فجلست علیه ثم اقبل اخوه من الرضاعة فقام رسول اللہ ﷺ فاجلسه بین یدیه الحدیث۔

کراہت تکلف کی بنا پر تھا۔اور قیام کا رواج نہیں تھا۔

قولہ- میں نے کہا کہ جواز قیام کی حدیثیں خود ثابت نہیں ہیں الخ۔

اقول -جس نے بھی ائمۂ دین کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اس پر اس بات کا جھوٹ اظہر من الشمس ہے۔ یہاں چند عبارتیں سننی چاہئے قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفاء میں نقل فرمایا ہے عمر و ابن سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بیٹھے تھے کہ ان کے پدرِ رضاعی کی آمد ہوئی سرکار نے اپنے کپڑے کا ایک حصہ ان کے لئے بچھا دیا جس پر وہ بیٹھے پھر ان کی رضاعی ماں تشریف لائیں تو دوسرا حصہ بھی بچھا دیا جس پر وہ بیٹھیں پھر ان کے رضاعی بھائی آئے تو سرکار ان کی خاطر کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے روبرو بٹھایا۔الحدیث۔

Marfat.com

علامہ خفاجی در شرح گفتہ و فیہ دلیل علی انہ یجوز القیام تعظیما لمن یستحق التعظیم خلافا لمن قال انہ مکروہ الخ۔

ونیز علامہ خفاجی در شرح شفا فرمودہ وکان صلی اللہ یکرم من یدخل علیہ بالقیام ویلاطفہ الخ۔

امام نووی در اذکار بعد بیان استحباب قیام برائے اکرام نوشتہ و علیٰ ھذا الذی اخترناہ استمر السلف والخلف وقد جمعت فی ذلک جزءً و ذکرت فیہ الاحادیث والآثار و اقوال السلف وافعالھم الدالۃ علی ما ذکرتہ الخ۔

حالا میگویم کہ ائمۂ محققین مستندین صاحب رسالہ تصریح فرمودہ اند کہ احادیث در نہی صریح قیام ثابت وصحیح نیست۔

در لمعات فرمودہ قال الشیخ محی الدین النووی القیام

علامہ خفاجی نے شرح میں تحریر فرمایا: ''اور اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ مستحق تعظیم کے لئے قیام تعظیمی جائز ہے اس کے خلاف جس نے اسے مکروہ کہا۔ الخ۔

امام نووی نے اذکار میں قیام تعظیمی کا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''ہمارے اسی مسلک مختار پر سلف وخلف کا عمل رہا ہے اور اس سلسلہ میں میں نے ایک جزء جمع کیا ہے جس میں میں نے اُن احادیث وآثار، اور سلف کے اقوال وافعال کا تذکرہ کیا ہے جو ہماری ذکر کردہ باتوں پر دلالت کرتی ہیں۔ الخ

اب میں کہتا ہوں کہ صاحبِ رسالہ کے مستند محققین نے صراحت کی ہے کہ قیام کی صریح نہی کی حدیثیں ثابت اور صحیح نہیں۔ لمعات میں فرمایا ہے۔

شیخ محی الدین نووی نے کہا ہے کہ اہل فضل کی آمد پر قیام مستحب

Marfat.com

للقادم من اهل الفضل مستحب و قد جاءت فیه احادیث ولم یصح فی النهی عنه شیئ صریح الیٰ آخره۔

قولہ- در عہد حیات وحضور آں علیہ السلام از اصحاب قیام برائے تعظیم ثابت نیست الخ۔

اقول- ایں ادعاء صحیح نیست اینک محققین قیام در عہد حیات وحضور آن سرور علیہ السلام ثابت فرمودہ اند علامہ خفاجی در شرح شفا فرمودہ اما القیام للعلماء و الصلحاء فیستحب وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا جاء قام له الصحابة الخ وحق ہمیں ست کہ قیام در عہد وزمان نبوت اقتران بود اما تکلف واعتیاد بداں مروج نہ بود۔

در لمعات گفتہ والحق ان القیام عند الدخول کان واقعا فی زمنه صلی اللہ علیہ وسلم والکراهة انما کانت للتکلف ولم یکن معتاداً۔ الخ۔

ہے اس سلسلہ میں احادیث وارد ہیں۔ اور نہی کے بارے میں کوئی حدیث صریح صحیح نہیں الخ

قولہ- سرکار کی حیات اور موجودگی میں اصحاب سے قیام تعظیمی ثابت نہیں الخ۔

اقول- یہ دعویٰ صحیح نہیں محققین نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ان کے سامنے قیام ثابت فرمایا ہے۔ علامہ خفاجی نے شرح شفا میں فرمایا ہے۔ علماء اور صالحین کے لئے قیام مستحب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آتے تو صحابۂ کرام ان کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور حق یہی ہے کہ قیام عہد نبوت میں تھا، لیکن تکلف اور عام رواج نہ تھا الخ۔

لمعات میں کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ بوقت آمد قیام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا کراہت بوجہ تکلف تھی اور اس کا رواج نہیں تھا۔ الخ۔

Marfat.com

قولہ۔ تعظیم کسی بدون مشاہدۂ او دیوانگی بحت ست الخ۔

اقول۔ ائمۂ دین تصریح فرمودہ اند کہ تعظیم آنحضرت ﷺ وقت حکایت ذکر شریف مانند تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است در حالت حضور پرنور پس برائے ابطال تعظیم جناب رسول کریم ﷺ مشاہدہ را شرط تعظیم قرار دادن و تعظیم بے مشاہدہ را دیوانگی بحت نام نہادن الحاد محض ست۔

امام ابوالفضل قاضی عیاض علیہ الرحمہ در شفا فرمودہ و اعلم ان حرمتہ ﷺ بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ لازم کما کان حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ وذکر حدیثہ الیٰ آخرہ۔

ونیز در شفا فرمودہ قال مطرف کان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیھم الجاریۃ فتقول لھم یقول لکم الشیخ

قولہ۔ کسی کی تعظیم بغیر اسے دیکھے نرا پاگلپن ہے۔ الخ۔

اقول۔ ائمۂ دین نے صراحت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ذکر شریف کی حکایت کے وقت ان کی تعظیم ویسی ہی ہے جیسے ان کی پرنور موجودگی میں۔ اسلئے جناب رسول کریم ﷺ کی تعظیم باطل قرار دینے کے لئے مشاہدہ کو شرطِ تعظیم قرار دینا اور بے مشاہدہ تعظیم کا نام خالص دیوانگی رکھنا نرا الحاد ہے۔

امام ابو الفضل قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفاء شریف میں فرمایا ہے کہ تم جان لو کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اُن کے اور ان کی حدیث کے تذکرہ کے وقت ان کا احترام ان کی تعظیم وتوقیر ویسی ہی ضروری ہے جیسی ان کی حیات میں۔

مطرف نے کہا کہ جب لوگ امام مالک کے پاس علم حاصل کرنے آتے تو ایک کنیز آکر پوچھتی

Marfat.com

تريدون الحديث او المسائل فان قالوا المسائل خرج عليهم بسرعة وان قالوا الحديث دخل مغتسله و اغتسل وتطيب ولبس ثيابا جُدُداً او لبس ساجه وتعمم ووضع على رأسه رداءه وتلقى له منصة فيخرج للناس ويجلس عليها و عليه الخشوع ولا يزال يتبخر بالعود حتىٰ يفرغ من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الىٰ آخره۔

علامہ خفاجی در شرح فرمودہ "فجعل مجلس حديثه كمجلسه حيا" الىٰ آخره۔

ونیز درشفا آوردہ "ولما كثر علىٰ مالك الناس

کہ شیخ تم سے دریافت کر رہے ہیں کہ تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا مسائل اگر وہ لوگ جواب دیتے کہ مسائل تو آپ علی الفور تشریف لے آتے اور اگر کہتے کہ حدیث تو غسل خانہ جا کر غسل کرتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے طیلسان اوڑھتے، عمامہ باندھتے چادر سر مبارک پر رکھتے اور ان کے لئے تخت عروس کیطرح ایک تخت بچھایا جاتا تب باہر لوگوں کے پاس آتے اور انتہائی خشوع کے ساتھ اس پر تشریف رکھتے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے فارغ ہونے تک اگر بتی سلگائے رکھتے۔ الخ

علامہ خفاجی نے شرح میں فرمایا۔ کہ انہوں نے مجلس حدیث کو سرکار کی حیات ظاہری والی مجلس جیسا قرار دیا ہے۔ الخ۔

نیز شفاء میں منقول ہے۔ اور جب امام مالک کے پاس لوگوں کی کثرت ہوئی تو ان کو مشورہ دیا گیا

Marfat.com

قیل لو جعلت مستملیا یسمعهم فقال قال الله تعالیٰ یایها الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم الآیة ۔ وحرمته حیاً و میتاً سواء الخ ۔ علامہ خفاجی در شرح فرمودہ "فقاس منع رفع الصوت فی مجلس قرأة الحدیث علی منعه فی مجلسه حال حیاته الخ ۔

کہ کاش آپ کوئی املا کرانے والا مقرر کردیتے جو ان کو سنا دیتا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو اپنی آواز بلند نہ کرو۔ الآیۃ ۔ حالت حیات وموت میں ان کا احترام یکساں ہے۔ الخ علامہ خفاجی نے شرح میں فرمایا ہے کہ انہوں نے قرأۃ حدیث کی مجلس میں آواز بلند کرنے کی ممانعت کا قیاس سرکار کی حالت حیات والی مجلس میں آواز بلند کرنے کی ممانعت پر کیا، الخ۔

ونیز در شفا آوردہ "قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علیٰ کل مؤمن متیٰ ذکره صلی الله علیه وسلم وسلم او ذکر عنده ان یخضع و یخشع و یسکن من حرکته و یا خذ فی هیبته و اجلاله لما کان یا خذبه نفسه لوکان بین یدیه صلی الله علیه وسلم الخ۔

اور نیز شفا میں میں منقول ہے:
"حضرت ابو ابراہیم تجیبی نے فرمایا کہ جب مومن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود تذکرہ کرے یا اس کے پاس اُن کا تذکرہ ہو تو اس پر فرض ہے کہ وہ خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرے، پرسکون ہو جائے، اور اپنے اوپر ہیبت و اجلال یوں طاری کرے گویا وہ ان کے روبرو ہے۔ الخ

علامہ خفاجی در شرح گفتہ

علامہ خفاجی نے شرح میں فرمایا:

Marfat.com

"فیفرض ذٰلك و یلاحظه و یتمثله فکانه عنده" الخ۔

بالجملة تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بخیال وتصور حاضریٔ خود در حضور وقت حکایت ذکر شریف در مجلس منیف بے مشاہدہ دیوانگی گفتن و مشاہدہ را شرط تعظیم گردانیدن ضلالت است۔

قولہ- از خصائص حضرت رسول و جناب بتول ست الیٰ قولہٖ اظہار محبت نمودن بود الخ۔

اقول- ادعائے جزم تخصیص بے نقل از ائمۂ دین و بے اقامت دلیل قابل ذکر نیست و مراد نبودن اجلال در قیام جناب سیدہ محل کلام ست در مظاہر حق بذیل ایں قیام آوردہ۔

"اور اسمیں یہ تاویل کرنی کہ وہ قیام محبت و اقبال کا تھا نہ قیام تعظیم و اجلال یہ خالی بعد سے نہیں اور طیبی نے بھی محی السنۃ سے نقل کیا ہی کہ

یہ مان لے کہ وہ ان کے سامنے ہے، انھیں ملاحظہ کر رہا ہے اور یوں تصور کرے کہ وہ ان کی بارگاہ میں ہے۔

الحاصل، باعظمت محفل میں، ذکر شریف کی حکایت کے وقت، بارگاہ میں حاضری کا خیال اور تصور کر کے بلا دیکھے آنحضرت ﷺ کی تعظیم کو دیوانگی کہنا اور مشاہدہ کو شرط تعظیم قرار دینا گمراہی ہے۔

قولہ-سیدہ فاطمہ کے لئے حضور کا قیام یہ حضرت رسول و جناب فاطمہ بتول کی خصوصیت اور اظہار محبت کی خاطر ہے۔

اقول-ائمۂ دین سے نقل اور اقامتِ دلیل کے بغیر تخصیص کا یقینی دعویٰ نا قابلِ ذکر ہے۔ اور جناب سیدہ کے قیام میں تعظیم کی نفی محل کلام ہے ۔مظاہر حق میں اس قیام کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

"اور اس میں یہ تاویل کرنی کہ وہ قیام محبت و اقبال کا تھا، نہ قیام تعظیم و اجلال یہ خالیِ بُعد سے نہیں اور طیبی نے بھی محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ:

Marfat.com

اجماع کیا ہے جمہور علماء نے ساتھ
اس حدیث کے اوپر اکرام اہل فضل
کے یعنی علماء وصلحاء کے اور امام
محی الدین نووی نے کہا کہ یہ قیام اہل
فضل کے لئے بیچ وقت آنے کی
مستحب ہی اور حدیثین اس باب میں
وارد ہوئی ہے اور بیچ نہی اس کی صریحا
کچھ صحیح نہیں ہوئی الخ۔

قولہ ۔ مقصود آنحضرت اعانت
سعد بود درنزول حمار بسبب مجروح
بودن الخ۔

اقول ۔ اگرچہ بعض علماء حمل
حدیث بریں احتمال ابعد نمودہ اند اما
مخالف جماہیر محققین ومخالف ظاہر
احادیث است کہ بریں تقدیر حکم بہ
یک دوکس کفایت می فرمود کہ "انزل
سعداً" حالانکہ خطاب عام بلفظ جمع
فرمودند" قوموا الی سیدکم ۔از
ہمیں جا است کہ اجلۂ محققین از فقہاء
ومحدثین احتجاج بایں حدیث برائے
استحباب ومشروعیت قیام اکرام برائے

"اجماع کیا ہے جمہور علماء نے
ساتھ اس حدیث کے اوپر اکرام
اہل فضل کے یعنی علماء وصلحاء کے اور
امام محی الدین نووی نے کہا ہیکہ
یہ قیام اہل فضل کیلئے بیچ وقت آنے
کے مستحب ہے اور حدیثیں اس باب
میں وارد ہوئی ہیں اور بیچ نہیں اس
کی صریحاً کچھ صحیح نہیں ہوا۔ الخ"

قولہ ۔ حضرت سعد کے زخمی
ہونے کے سبب آنحضرت کا مقصد
انہیں دراز گوش سے اتارنے میں
مدد کرنا تھا۔ الخ۔

اقول ۔ اگرچہ بعض علماء نے
اسی بعید ترین احتمال پر حدیث کو
محمول کیا ہے لیکن یہ ظاہر احادیث
اور جمہور محققین کے خلاف ہے۔ کہ
اس تقدیر پر ایک دوافراد کو یہ حکم دنیا
کافی تھا۔ کہ حضرت سعد کو اتارلو۔
حالانکہ لفظ جمع کے ساتھ عام خطاب
فرمایا کہ "قوموا الی سیدکم
"اسی وجہ سے اہل فضل کے لئے
قیام تعظیمی کے جواز واستحباب پر

Marfat.com

اہل فضل فرمودہ اند مانند امام نووی و امام بخاری وامام مسلم وغیرہم۔

پس نزاع یک دو کس از علماء دراں قابل التفات نیست۔

علامہ خفاجی درشرح شفافرمودہ

"وحمل حدیث سعد علیٰ انہ کان مریضا وقدم راکبا فامرھم صلی اللہ علیہ وسلم بالقیام لیعینوہ فی النزول عن دابتہ خلاف الظاھر الیٰ آخرہٖ"۔

درحاشیہ صحیح بخاری کہ باہتمام مولوی احمد علی در دہلی مطبوع شدہ بذیل حدیث مذکور آوردہ۔

"فیہ استحباب القیام للسادات کذا فی الکرمانی قال فی المجمع احتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا اقبلوا

اسی حدیث سے جلیل الشان محققین فقہاء ومحدثین نے استدلال کیا ہے۔ جیسے امام نووی، امام بخاری امام مسلم وغیرہم۔ اس لئے ایک دو عالم کا اس بارے میں اختلاف ناقابل التفات ہے۔

علامہ خفاجی نے شرح شفاء میں فرمایا ہے۔"حضرت سعد کی حدیث کو اس بات پر محمول کرنا کہ وہ بیمار تھے، سوار ہو کر آئے تھے اور سرکار نے صحابہ کو قیام کا حکم اسلئے دیا تھا کہ سواری سے اتارنے میں وہ ان کی مدد کریں خلافِ ظاہر ہے الخ۔

مولوی احمد علی کے زیر اہتمام، دہلی میں چھپی صحیح بخاری کے حاشیہ میں مذکور ہے کہ

"اس میں بزرگوں کے لئے قیام کا استحباب ہے۔ کرمانی میں ایسا ہی ہے مجمع میں کہا کہ اہل فضل کی آمد پر بذریعۂ قیام ان کی تعظیم کیلئے اسی حدیث سے جمہور نے استدلال کیا

Marfat.com

و اما القيام المنهى عنه فانما هو فيمن يقومون عليه وهو جالس طول جلوسه انتهى مختصرا "الخ -

و در حاشیہ نسخہ سنن ابو داؤد کہ باہتمام مولوی نوازش علی اسماعیلی مطبوع شدہ از فتح الودود آوردہ قولہ قوموا الیٰ سیدکم احتج به المصنف والبخاری ومسلم علی مشروعیة القیام قال مسلم لا اعلم فی قیام الرجل للرجل حدیثا اصح من هذا ونازعه فیه طائفة منهم ابن الحاج الیٰ آخره۔

قولہ۔ طرفہ آنست جماعتی از مجوزین عمل مولد بہ منع قائل اند الیٰ قولہ ایں مقابلہ خانہ جنگی ست کہ کفی الله المؤمنين القتال الخ۔

ہے ممنوع قیام یہ ہے کہ لوگ کسی کے لئے کھڑے رہیں اور وہ طویل وقفہ تک بیٹھا رہے۔ انتہیٰ مختصراً۔

سنن ابوداؤد کے اُس نسخہ کے حاشیہ پر فتح الودود سے منقول ہے جو نسخہ مولوی نوازش علی اسماعیلی کے اہتمام میں چھپا ہے۔ ''رسول اللہ ﷺ کے قول ''قوموا الیٰ سیدکم'' سے مصنف، امام بخاری اور امام مسلم نے قیام کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے لئے قیام کے بارے میں اس سے صحیح ترین حدیث میرے علم میں نہیں۔ اس سلسلہ میں ایک گروہ کا اختلاف ہے جس میں ابن الحاج بھی ہیں۔ الخ۔

قولہ۔ طرفہ یہ کہ عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں کی ایک جماعت نے بھی قیام کی ممانعت کا قول کیا ہے۔ الیٰ قولہ۔ یہ مقابلہ خانہ جنگی ہے کہ کفی اللہ المؤمنین القتال الخ۔

Marfat.com

اقول - ایں چہ اظہار سفاہت ست کہ از غیظ و غضب مغلوب شیطان گردیدہ بار بار بضلالت و تکفیر اکابر دین کہ مجوزین ایں عمل اند اشعار می نماید و از خدائے تعالیٰ خوفش نمے آید وقطع نظر ازاں میگویم کہ منع قیام از ائمہ و علماء مشہورین بہ نقل صحیح باثبات نر سانیدہ ناحق روئے کاغذ سیاہ گردانیدہ اما آنچہ نوشتہ کہ در کتاب باران رحمت ست کہ ابن حجر مکی در فتاویٰ و شیخ نور الدین در حاشیۂ مواہیب بدعت ولا اصل'' نوشتہ اند پس اول تصحیح نقل ضرور ست و ثانیاً بر تقدیر صحت نقل از قول ابن حجر مکی و شیخ نور الدین وہمچناں از قول صاحب سیرت شامی حکم ضلالت مجوزین آں

اقول - کیسا اظہار ہے حماقت کا؟ کہ غیظ و غضب میں شیطان کا مغلوب ہو کر اس عمل کو جائز قرار دینے والے اکابر دین کی تکفیر و ضلالت کی جانب بار بار اشارہ کرتا ہے اور خدائے تعالیٰ کا اسے خوف نہیں ہوتا۔

اس سے قطع نظر میرا کہنا ہے کہ قیام کی ممانعت، مشہور علماء اور ائمہ سے نقل صحیح ثابت نہ کر کے اس نے ناحق کاغذ کا چہرہ سیاہ کیا ہے۔

رہ گئی وہ بات جو اس نے لکھی کہ ''باران رحمت میں ہے کہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں اور شیخ نور الدین نے مواہب کے حاشیہ میں' لکھا ہے کہ ''وہ بدعت ہے اور اس کی اصل نہیں''، پس اولاً تصحیح نقل ضروری ہے۔ ثانیاً صحت نقل کی تقدیر پر ابن حجر مکی، شیخ نور الدین اور یونہی صاحب سیرت شامی کے قول سے عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں پر گمرہی کا

Marfat.com

کجا لازم ست آیا نمی داند کہ آخر جمہور ائمۂ دین بلکہ خود حضرات مذکورین ہم قائل تقسیم بدعت بودہ اند و بسیاری از امور را باوجود اطلاق بدعت ہمچو صحابۂ کرام جائز و مستحسن فرمودہ اند و ہمچناں اطلاق لفظ ''لا اصل'' حسب قول علماء باایقان کے مستلزم ضلالت وخروج از اصل ایمان ست پس استدلال صاحب رسالہ بآں محض باطل وخواندۂ کفی اللہ المؤمنین القتال درین مقام از حلیۂ علم دین عاطل است از ہمیں جاست کہ شیخ الاسلام برہان الدین حلبی در انسان العیون فی سیرۃ الامین الماموں قول صاحب سیرت شامیہ را تفسیر بہ بدعت حسنہ مستحبہ فرمودہ اند و تقسیم آنرا ثابت نمودہ اند دریں مقام برائے تفہیم مرام مثالے دیگر از کلام علماء کرام باید شنید۔

حکم کہاں سے لازم ہے۔ اسے پتہ نہیں کہ آخر جمہور ائمۂ دین بلکہ خود مذکورہ حضرات بھی تقسیم بدعت کے قائل رہے ہیں۔ اور صحابۂ کرام کی طرح ہی بہت سارے امور پر بدعت کے اطلاق کے باوجود جائز اور مستحسن ہونے کا حکم لگایا ہے۔ یونہی علماء کے فرمان کے مطابق لفظ ''لا اصل'' کا اطلاق یقینی طور پر گمراہی اور اصل ایمان سے خروج کو کب مستلزم ہے؟۔ اس لئے صاحب رسالہ کا اُس لفظ سے استدلال کرنا محض باطل ہے۔ اور کفی اللہ المؤمنین القتال '' پڑھنے والا علم اور دین کے زیور سے عاری ہے، اسی وجہ سے شیخ الاسلام برہان الدین حلبی نے ''انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ''میں صاحب سیرت شامیہ کے قول ''بدعت'' کی تفسیر بدعت حسنہ مستحبہ سے فرمائی ہے اور اس کی تقسیم ثابت کی ہے۔ یہاں مقصود کی تفہیم کے لئے علماء کرام کے کلام سے دوسری مثال سننی چاہئے۔

Marfat.com

در مجمع البحار فرموده قد کتبت فی شان الصلوٰة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند الطیب لشیخنا الشیخ علی المتقی قدس سرہٗ ھل لہ اصل فکتب الجواب عن الشیخ ابن حجر او غیرہ بمانصہ سئل نفع اللہ بہ بما صورتہ جرت عادۃ الناس انھم اذا اعطوا طیباً او ریاحین او غیرھا او شموہ ان یصلوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل لذلک اصل وما حکمہ فاجاب بقولہ اما الصلوٰة عند ذلک ونحوہ فلا اصل لھا ومع ذلک فلا کراھۃ فی ذلک عندنا الخ ملخصاً۔

قولہ - اگر نفس قیام را از بعض کتب ضعیفہ فقہ ثابت خواہند کرد بریں قیام خاص حجت از کجا خواہند آورد الیٰ آخرہ۔

مجمع البحار میں فرمایا ہے۔ میں نے خوشبو لگاتے وقت نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں اپنے شیخ، شیخ علی متقی قدس سرہٗ کو لکھا کہ کیا اس کی کوئی اصل ہے؟ تو انہوں نے شیخ ابن حجر وغیرہ کے حوالہ سے اسطرح جواب لکھا۔ ”شیخ سے سوال کیا گیا۔ اللہ ان سے لوگوں کو نفع پہونچائے، سوال کی عبارت یوں ہے۔ ”جب لوگوں کو خوشبو یا کوئی خوشبودار چیز وغیرہ دیجاتی ہے یا کوئی اچھی بو وہ سونگھتے ہیں تو ان اوقات میں انہیں نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنے کی عادت ہوگئی ہے کیا اس کی کوئی اصل ہے؟ اور اس کا کیا حکم ہے تو انہوں نے اپنے اس قول سے جواب دیا۔ کہ ان اوقات میں درود کی کوئی اصل تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود میرے نزدیک اس میں کوئی کراہت نہیں“، الخ ملخصاً“۔

قولہ - اگر نفس قیام فقہ کی بعض ضعیف کتابوں سے ثابت بھی کرلیں تو اس خاص قیام پر دلیل کہاں سے لائینگے الخ۔

Marfat.com

اقول-ظاہراً قوت وضعف و اعتماد و بے اعتمادیٔ کتب فقہ و حدیث وابستہ بہواء نفس خود میداند ورنہ مستندات خود را جائے در کتب قویہ وجائے در ضعیفہ داخل کردن وبنائے آں بر موافقت و مخالفت غرض خود نہادن جائز نبود و ہرگاہ کہ در ما سبق از محققین مشروعیت و ندب ایں نوع اکرام ثابت گردیدہ پس برائے بجا آوردن آں بقصد اعلان تکریم آنحضرت ﷺ چہ حاجت بحجت دیگر ست ہیچ مسلمانے جواز تکریم آنحضرت ﷺ را با مور جائزہ حرام نہ تواند گفت و اگر بر خلاف تحقیق جمہور محققین کراہت خصوص قیام برائے اکرام داخل وقت قدوم تسلیم ہم کردہ آید تاہم بر تحریم و منع ایں تکریم خاص حجت از کجا خواہند آورد۔

اقول- بہ ظاہر فقہ و حدیث کی کتابوں کا قوی ہونا یا قابل اعتماد ہونا یونہی ضعیف ہونا یا نا قابل اعتماد ہونا۔ اپنی نفسانی خواہشات سے وابستہ سمجھتا ہے ورنہ اپنی مستند کتابوں کو کبھی قوی کتابوں میں اور کبھی ضعیف کتابوں میں داخل کرنا اور اس کی بنیاد اپنی غرض سے موافقت اور مخالفت پر رکھنا ممکن نہ ہوتا۔ جب پہلے اکرام کی اس نوع کا جواز و استحباب محققین سے ثابت ہو چکا تو اسے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم ظاہر کرنے کی غرض سے بجا لانے پر دوسری دلیل کی کیا ضرورت ہے؟۔ کوئی بھی مسلمان جائز امور سے آنحضرت ﷺ کی تعظیم کو حرام نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر جمہور کی تحقیق کے خلاف بوقت قدوم اکرام کے لئے خاص قیام کی کراہت تسلیم بھی کر لی جائے تاہم اس خاص تکریم کی ممانعت اور حرمت پر دلیل کہاں سے لائیں گے؟۔

Marfat.com

قولہ - فہم شما کہ عالم برخلاف خیر البشر فتویٰ ندہد الیٰ قولہ دشمنان دین ہمیشہ باکتساب فنون و تحصیل علم کمال پیدا کردہ الیٰ قولہ استیصال دین نمایند ۔

لوکان فی العلم من دون التقی شرف لکان اشرف خلق اللّٰہ ابلیس الخ ۔

اقول - ایں تطویل کلام دریں مقام تلبیس بیجاست و مغالطہ نازیبا سلمنا کہ اہل علم دیندار و دنیادار و اتقیاو اشرار ہر دو قسم باشند اما جماعت بسیار از مجوزین عمل مولد خصوصاً و مقسمین معنی بدعت بسوی حسنہ و سیئہ عموماً کہ معروف و مشہور و استناد باقوالِ شان در کتب دینیہ مذکور و مسطورست بودن شان از علمائے

قولہ - آپ کا یہ سمجھنا کہ عالم خیر البشر کے خلاف فتویٰ نہیں دے گا الیٰ قولہ - دین کے دشمنوں نے ہمیشہ فنون کے اکتساب اور علوم کی تحصیل میں کمال پیدا کیا ہے ۔ اور دین کی جڑیں اکھاڑی ہیں ۔ اگر بلا تقویٰ علم میں کوئی شرف ہوتا تو ابلیس اللہ کی مخلوق میں سب سے اشرف ہوتا الخ ۔

اقول - یہ طولِ کلام بے جا تلبیس اور نازیبا مغالطہ ہے ۔ ہمیں بھی تسلیم ہے کہ اہل علم دونوں قسم کے ہوتے ہیں ۔ دیندار بھی، دنیادار بھی، اشرار بھی اور متقی و پرہیزگار بھی ۔ لیکن عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں کی کثیر جماعت خصوصاً اور سیئہ اور حسنہ کی جانب بدعت کے معنی کی تقسیم کرنے والے عموماً ۔ معروف و مشہور لوگ رہے ہیں جن کے اقوال سے استناد دینی کتابوں میں مذکور و مسطور ہے ۔ اور جن کا علماء

Marfat.com

راسخین وائمہ ٔ شرع مبین وارکان دین متین ومتصف باتباع شریعت ومعرض از دنیا و راغب آخرت ثابت ست باخبار متواترہ ویقینی ست کالشمس فی الہاجرہ و خود صاحب رسالہ و مقتدایانش بآنحضرات استنادمی آرند و در شیوخ دین خود می شمارند اگر حالا اسماعیلیہ بجہت استحسان مجلس شریف ودیگر مستحسنات بریشان ضلالت و بے دینی لازم کنند وسلوک را بر طریقہ ٔ ایشان گمراہی قرار دہند وآنحضرات را از دشمنان ومخالفان دین رسول کریم ومتبعان ابلیس رجیم شمارند وسلسلہ ٔ دین خود را ہم بر زنند وہمچو صاحب رسالہ ایں الفاظ تشنیع برزبان آرند اگر درین سواد تیرہ ہند ایں حرکات شنیعہ راطلاقت لسانی ٔ خود دانند اما برائے روز محشر چہ جواب دارند۔

راسخین ، ائمہ ٔ شرع مبین اور دین متین کے ارکان سے ہونا ، اتباع شریعت سے متصف ہونا دنیا سے بے رغبت اور آخرت کیطرف راغب ہونا ، متواتر اخبار کی بناء پر آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ویقینی ہے ۔ خود صاحبِ رسالہ اور اس کے پیشوا حضرات ان سے استناد کرتے ہیں اور اپنے دینی شیوخ میں ان کا شمار کرتے ہیں۔

اب اگر اسماعیلی لوگ مجلس شریف اور دیگر مستحسنات کے استحسان کیوجہ سے ان پر گمراہی اور بے دینی لازم گردانیں ان کی راہ پر چلنے کو ضلالت قرار دیں ، ان حضرات کو رسول کریم کے دین کا دشمن اور ابلیس رجیم کا پیروکار سمجھیں اور اپنے دین کے سلسلہ کو بھی توڑ ڈالیں اور صاحب رسالہ کی طرح ایسے برے الفاظ زبان پر لائیں ۔ اگر ان قبیح حرکتوں کو ہندوستان کی اس تاریک دھرتی پر اپنی زور بیانی سمجھ بھی لیں تو بروز محشر کیا جواب دیں گے ؟

Marfat.com

قولہ- عقل بالبداہت میداند کہ موخراز مقدم ہمیشہ اکمل می باشد الخ۔

اقول- اگر مراد ازیں کلیہ ست دعویٰ بداہت عقل باطل ست والا قطع نظر از انکہ مثبت مرام نیست در خصوص ایں مادہ صادق ہم نیست کہ صاحب رسالہ وکافۂ اسماعیلیہ حاشا کہ در کمال بحصۂ صدم وہزارم ہم از آنحضرات رسیدہ باشند چہ جائے آنکہ اکمل گردیدہ باشند۔

قولہ- فضیلت تقدم زمانی مرقد ماء راست وآں مستلزم عدم اعتبار متأخرین وسقوط ایشان از پایۂ استناد نیست الیٰ قولہ۔

فیض روح القدس از باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد الخ۔

اقول- ازیں قول خود برپائے خود تیشہ می زند و بیخ

قولہ- عقل بداہۃً جانتی ہے کہ موٴخر مقدم سے ہمیشہ کامل ترین ہوتا ہے الخ۔

اقول- اگر اس سے مراد کلیہ ہے تو یہ دعویٰ بداہت عقل سے باطل ہے۔ ورنہ اس سے قطع نظر کہ مقصود کا مثبت نہیں ہے اس خاص مادہ میں صادق بھی نہیں کہ صاحب رسالہ سمیت پورا اسماعیلی گروپ کمال میں اُن حضرات کے سویں ہزارویں حصہ تک بھی نہیں پہونچ سکتا چہ جائے کہ ان سے کامل ترین ہو۔

قولہ- متقدمین کو تقدم زمانی کی فضیلت حاصل ہے لیکن یہ بات متأخرین کے غیر معتبر ہونے اور ان کے درجۂ استناد سے ساقط ہو جانے کو مستلزم نہیں، الیٰ قولہ- روح القدس کے فیض کی اگر دوبارہ مدد ہو جائے تو دوسرے بھی وہ کرلیں گے جو مسیحا نے کیا ہے۔ الخ۔

اقول- اس قول سے خود اپنے پیر کلہاڑی مارتا ہے اور اپنے

Marfat.com

بسیارے از دعاویٔ خود را میکند اما مخالف را از موافق وضار را از نافع نمی شناسد چنانچہ از سراپائے مناقشات ایں اسماعیلی وسائر اسماعیلیہ ظاہرست۔

قولہ - پس سعادت مند از ما آنکس ست کہ در ہر کہ صفات عالم دیندار دریابد بقول وفعل او تمسک نماید الخ۔

اقول - پس نہایت شقاوت آنست کہ باوجود موجود بودن صفات علمائے دیندار در ائمۂ دین کہ مجوزین عمل مولد اند بر تحقیقات و مستحسنات ایشان اطلاق ضلالت و بے دینی نمودہ آید بارے چہ میگوید در حق شاہ ولی اللہ دہلوی جد امجد ومنتہی السند مقتداء خود واستاذ ووالد ومرشد شاہ عبد الرحیم صاحب و شیوخ سند دین شاہ ولی اللہ صاحب مثل صاحب حصن حصین و حافظ سخاوی

بہت سارے دعووں کی جڑ کھودتا ہے، جانتا ہی نہیں کہ موافق کیا ہے؟ مخالف کیا ہے؟ مفید کیا ہے اور مضر کیا ہے؟ جیسا کہ اس اسماعیلی اور باقی اسماعیلی حضرات کی بحثوں سے ظاہر ہے۔

قولہ - پس ہم میں سعادت مندہ وہ ہے جو ہر اس شخص کے قول و فعل پر عمل پیرا ہو جس کے اندر عالم دیندار کی صفات پالے۔

اقول - پس بڑی بدبختی کی بات ہے کہ اس عمل میلاد کو جائز قرار دینے والے ائمۂ دین کے اندر علماء دیندار کی صفات موجود ہونے کے باوجود ان کی تحقیقات اور استحسانات پر گمراہی اور بے دینی کا اطلاق کیا جائے اپنے پیشوا کی سند کے منتہیٰ اور اس کے دادا شاہ ولی اللہ دہلوی اُن کے والد استاذ اور مرشد شاہ عبد الرحیم صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب کے دینی سند کے شیوخ مثلاً صاحب حصن حصین، حافظ سخاوی

Marfat.com

وابن حجر عسقلانی وجلال سیوطی وغیرہم ایں حضرات راموصوف بصفات عالم دیندار میداند یا از متصفین بصفات اہل دنیاواز اشرار۔

قولہ- خاتمہ دانستنی ست کہ نام ماسنی ست الخ۔

اقول-اگرسنی در اصطلاح جدید صاحب رسالہ ہمان را گویند کہ بحسب ظاہر بادعاء اتباع سنت عقائد فاسدہ ایجاد ساختہ و باتباع وموافقت اہل اہواء فاسدہ، سابقہ پرداختہ درحق ائمہ اہلسنت از صحابۂ کرام ودیگر علماء اعلام در فروع احکام بے فہم مرام حکم تحمیق وتجہیل وتحقیر بلکہ تفسیق وتضلیل و تکفیر لازم نماید تاالبتہ ایں ادّعاء طائفہ اسماعیلیہ می شاید ورنہ فی الحقیقت ایں ادّعاء ہماں مثل ست کہ اہل اعتزال خود را خالق افعال دانند اما معہذا

ابن حجر عسقلانی ، اور جلال الدین سیوطی وغیرہم کے بارے میں کیا کہتا ہے ان حضرات کو عالم دیندار کے صفات سے متصف جانتا ہے یا اہل دنیااوراشرار کی صفات سے۔

قولہ- خاتمہ- ’’جاننا چاہئے کہ ہمارانام سنی ہے‘‘

اقول- صاحب رسالہ کی نئی اصطلاح میں اگرسنی اسی کو کہتے ہیں کہ جس نے باعتبار ظاہر اتباع سنت کادعویٰ کر کے عقائد فاسدہ کی ایجاد کرلی ہو، اور جو زمانۂ گذشتہ کے فاسد خواہشات والوں کی موافقت اور تقلید میں، پڑ کر صحابۂ کرام اور دیگر سرکردہ علماء اہلسنت کے لئے، مقصد سمجھے بغیر فروعی احکام کے تعلق سے تحمیق وتجہیل اور تکفیر بلکہ تفسیق، تضلیل اور تکفیر تک لازم جانتا ہو۔تو یقیناً یہ دعویٰ اسماعیلی گروہ کے شایان شان ہے ورنہ درحقیقت یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ معتزلہ اپنے آپ کو خالق افعال سمجھتے ہیں اوراس کے

Marfat.com

خود را موحد و اہل توحید نامند و بر اہل سنت بسبب اثبات صفات شرک لازم گردانند۔

اما کلماتیکہ صاحب رسالہ متضمن ذم وطعن بر ائمہ دین و مدح و منقبت خود بار بار برائے اظہار تبحر خویش درمیان می نہد غیر از طول کلام خارج از مرام فائدہ نمی دہد و جواب جملہ خرافات از ماسبق آشکار پس حاجت اعادۂ و تکرار نیست۔

قولہ۔ ہر صاحب ہمت کہ درعزیمت تحریر جواب ایں کتاب شوند توقع ست کہ ایں دو سہ امر را پیش نہاد خاطر مبارک نمایند اول آنکہ آنچہ درینجا ایراد یافتہ است مؤید ست بنصوص کتاب وسنت و آثار اصحاب وعلماء و مشائخ معتمدین امت پس

باوجود اپنا نام موحد اور اہل توحید رکھتے ہیں اور اہل سنت پر خدا کے لئے صفات کے اثبات کے سبب شرک لازم قرار دیتے ہیں۔

رہ گئے وہ کلمات جو ائمۂ دین پر طعنہ اور ان کی مذمت پر اور خود کی مدح ومنقبت پر مشتمل ہیں جنھیں بار بار اپنی قابلیت کے اظہار کے لئے درمیان میں رکھتا ہے سوائے مقصود سے خارج کلام کو طول دینے کے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان سارے خرافات کا جواب ماسبق سے ظاہر ہے اسلئے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

قولہ۔ جو صاحب بھی اس کتاب کا جواب لکھنے کی ہمت کریں ان سے دو تین باتوں کو خاطر مبارک کے سامنے رکھنے کی توقع ہے۔ اول یہ کہ جو بھی یہاں مذکور ہوا ہے، وہ کتاب وسنت کے نصوص اصحاب اور امت کے قابل اعتماد وعلماء ومشائخ کے آثار سے تائید یافتہ ہے اس لئے

Marfat.com

در حقیقت تردید و تنقیص متوجہ بحال ایں حضرات باشد نہ بمؤلف کہ ناقل و مبلغ ست و بس الخ۔

اقول۔ کسیکہ چشم بصیرتش بنور انصاف مکحل ست نیک میداند کہ صاحب رسالہ برائے مغالطہ در میدان کذب مرکب خود میدواند چہ در بیان مراد آیات و معانی احادیث کہ برخلاف جمہور مفسرین و شراح محدثین محققین جابجا قدم انداختہ و در بعض مقامات گویا کہ بہ تحریف پرداختہ و ہمچنان در آثار اصحاب و علماء و مشائخ خرافات خود خلط نمودہ و مقدمات خبط و بے ربط افزودہ پس دعوئے اینکہ آنچہ ایراد یافتہ است مؤید است بہ نصوص الی قولہ مبلغ و ناقل ست ایں ادعاء کذب باطل ست۔

در حقیقت اُس کی تردید و تنقیص ان حضرات کی طرف متوجہ ہوگی نہ کہ اس مؤلف کی طرف جو صرف ناقل اور مبلغ ہے الخ۔

اقول۔ جس کی بصیرت کی آنکھوں میں نور انصاف کا سرمہ لگا ہو وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ صاحب رسالہ مغالطہ دینے کے لئے جھوٹ کے میدان میں اپنا گھوڑا دوڑا رہا ہے اس لئے کہ آیتوں کی مراد اور احادیث کے معانی کے بیان میں اس نے جمہور مفسرین اور محقق شارحین حدیث کے برخلاف قدم رکھا ہے اور بعض مقامات میں تو گویا اس نے تحریف کر ڈالی ہے۔ یونہی اصحاب علماء اور مشائخ کے آثار میں اپنے خرافات کی آمیزش کر ڈالی ہے اور بے ربط اور خبطی مقدمات کا اضافہ کر دیا ہے پس یہ دعوی" کہ جو کچھ یہاں مذکور ہوا ہے وہ نصوص سے تائید یافتہ ہے۔ الیٰ قولہ۔ مؤلف صرف مبلغ و ناقل ہے" جھوٹا اور باطل ہے۔

Marfat.com

قولہ - دوم آنکہ در برابر ہر حجت و برہان ایں رسالہ احتجاج باقوال و روایات اہل حق نماید و استناد براسخین علماء و مشائخ فرماید الخ۔

اقول - ہر چند نجدیہ را قرارے نیست گاہی کسی را وقت تو ہم موافقت بمدح می ستایند و وقتی دیگر بادنیٰ مخالفت ہوائے خود داخل اہل ضلالت می نمایند فقیر برائے تکمیل الزام احتجاج بہمان اہل حق از مشہورین کہ مستندین صاحب رسالہ اند التزام کردہ ام و اگر یک دو جا از دیگر علماء دین آوردم آنہم بعد ازاں ست کہ در دیگر رسائل ایں طائفہ و کبرائے شان استناد و ذکر آنہا دیدم و نیز استناد بدان کتب کردہ ام کہ وجود و اعتبار آنہا در عامۂ امصار نزد علماء بدرجہ کثرت

قولہ - دوم یہ کہ اس رسالہ کہ ہر حجت و برہان کے بالمقابل، مؤلف نے اہل حق کی روایتوں اور اقوال سے احتجاج کیا ہے اور راسخین علماء و مشائخ سے استناد کیا ہے ۔

اقول - ہر چند کہ نجدی گروہ کو قرار نہیں کبھی کسی کی، موافقت کے توہم کے وقت مدح وستائش کرتے ہیں اور دوسرے وقت اپنی خواہش نفسانی سے معمولی مخالفت کی بناء پر اسی کو داخل ضلالت کر دیتے ہیں ۔ الزام کی تکمیل کیلئے فقیر نے انہیں مشہور اہل حق سے احتجاج کا التزام کیا ہے جو صاحب رسالہ کے نزدیک مستند ہیں ۔ اگر ایک دو مقام پر دوسرے علماء سے استدلال بھی کیا ہے تو اس کے بعد ہی کہ اس گروہ کے دیگر رسائل میں ان کے بڑوں کا ان سے استناد اور ان کا ذکر دیکھ لیا۔ نیز میں نے انہیں کتابوں سے استناد کیا ہے جن کا وجود و اعتبار عام شہروں میں علماء کے نزدیک کثرت

Marfat.com

واشتہارست نہ از رسائل مجہولہ وغیر معتمدہ مانند رسالۂ مصری ونور الیقین و باران رحمت وغیرہا مایۂ افتخار صاحب رسالہ کہ تاہنوز وجود آنہا در اختطار و اختفاء ست فضلاً عن الشہرۃ والاعتبار۔

قولہ - چنان نہ کنند کہ جواب بعض مقدمات رسالہ نویسند واز پاسخ دیگر مطالب قطع نظر نمایند والا ایں جواب ناقص شمردہ شود وقابل رد وطرد نہ باشد الخ۔

اقول - اولاً ایں کلامے ست عجب خارج از قانون عقل وادب و ثانیاً ایں آرزوئ صاحب رسالہ ہم حق تعالیٰ بر دست بندۂ ضعیف بظہور رسانید کہ از جمیع استدلالات واقوال صاحب رسالہ کہ متعلق بحث ومقام ومدار اصل مرام بودہ اندا جوبۂ شافیہ دادہ بطلان ہمہ خرافات ظاہر گردانید۔

قولہ - سیویم آنکہ پیش از

واشتہار کے درجہ میں ہے نہ کہ رسالۂ مصری، ونور الیقین و بارانِ رحمت وغیرہ جیسی ناقابل اعتماد اور گمنام رسائل سے جو صاحب رسالہ کے سر مایۂ افتخار ہیں لیکن ابتک ان کا وجود مخفی اور مستتر ہے۔ چہ جائے کہ وہ مشہور و معتبر ہوں۔

قولہ - ایسا نہ کریں کہ رسالہ کے بعض مقدمات کا جواب لکھیں اور دیگر مطالب کے جواب سے صرف نظر کریں۔ ورنہ یہ جواب ناقص سمجھا جائے گا اور لائق رد وطرد نہ ہوگا الخ۔

اقول - اولاً عقل وادب کے قانون کے برخلاف یہ عجیب بات ہے۔ ثانیاً صاحب رسالہ کی یہ آرزو بھی حق تعالیٰ نے اس بندۂ ضعیف کے ہاتھوں پوری کروادی کہ بحث و مقام سے متعلق اور مدار مقصود صاحب رسالہ کے تمام استدلالات اور اقوال کا شافی جواب دے کر تمام خرافات کا بطلان ظاہر کردیا۔

قولہ - سوم یہ کہ تحریر جواب

Marfat.com

تحریر پاسخ ہمگی رسالہ را از بدایت تا نہایت لفظ بہ لفظ مطالعہ فرمایند الخ۔

اقول - بریں ایمائے صاحب رسالہ ہم عمل نمودم و بعد مطالعہ اش بتمامہا از حضرت رب کریم دعائے توفیق خیر طلب داشتہ و حمیت نفس و حمایت کسی در خیال نگزاشتہ لب بہ جواب کشودم و ہر مطلب را مستند بہ تحقیقات ائمۂ دین نمودم اگر صاحب رسالہ نفسانیت و اعتساف بگزارد و رو براہ تحقیق حق و انصاف آرد امید قوی ست کہ بعد مطالعۂ جواب از تضلیل مجوزین مولد و عاملین آں باز آید و از خرافات خود توبہ نماید۔

قولہ - چہارم آنکہ ہنگام مخاطبت و مناظرہ بہ سب و شتم پیش نیایند بلکہ سر رشتۂ پاس و ادب و حفظ مراتب مخاطب از دست نگذارند الخ۔

سے پہلے پورے رسالہ کا از ابتداء تا انتہاء لفظ بہ لفظ مطالعہ فرمائیں الخ۔

اقول - صاحب رسالہ کے اس مشورہ پر بھی میں نے عمل کیا اور اس کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد رب کریم کی بارگاہ سے توفیق خیر کی دعاء مانگ کر اور نفس کی حمیت اور کسی کی حمایت کا خیال نہ لا کر جواب کے لئے لب کھولا۔ اور ہر مقصود کو ائمۂ دین کی تحقیقات سے مستند کیا اگر صاحب رسالہ نفسانیت اور انکار براہ شرارت، ترک کر دے اور انصاف و تحقیق حق کیطرف رخ پھیر دے تو پوری توقع ہے کہ جواب کے مطالعہ کے بعد عمل میلاد کو جائز قرار دینے والوں، اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو گمراہ قرار دینے سے باز آ جائے گا۔ اور اپنی خرافات سے توبہ کر لے گا۔

قولہ - چہارم یہ کہ خطاب اور مناظرہ کے وقت گالی گلوج سے پیش نہ آئیں بلکہ ادب و لحاظ کا رشتہ اور مخاطب کے درجات کی نگہداشت ہاتھ سے نہ جانے دیں الخ۔

Marfat.com

اقول - اگر صاحب رسالہ را
حفظ مرتبت خود محبوب بود از اول شیمہٴ
کریمہٴ ارباب شرافت و کرامت چرا
از دست داد و ہمچو اسافل در پے تحقیر
و تجہیل اکابر دین چرا افتاد و در سب و
شتم و تفسیق و تضلیل چرا کشاد و اگر خار
شبہٴ در کلام اکابر دین بخاطرش خلیدہ
بود چرا بطور طلبہٴ حق از اساتذہٴ خویش
و دیگر علمائے حق اندیش طلب تحقیق
حق نہ نمود از طرف خود کف لسان در
شان ائمہٴ دین نہ ساختن و بے باکانہ
علم طعن و تجہیل و تفسیق افراختن و از
دیگران حفظ مرتبت خود طلب نمودن و
برائے تعظیم و تکریم خویش و طائفہ
خویش فرمودن نہات عجیب و بغایت
غریب ست ع
دہن خویش بدشنام میالا صائب۔
اما معہذا وقت مطالعہٴ این

اقول - اگر صاحب رسالہ کو
اپنے رتبہ کی نگہداشت پیاری تھی تو
اس نے شروع ہی سے ارباب
شرافت و کرامت کی عادت کریمہ
کیوں چھوڑی؟ اور نیچ لوگوں کی
طرح اکابر دین کی تجہیل اور تحقیر کے
درپے کیوں ہوا؟۔ اور گالی گلوج،
تفسیق و تضلیل کا دروازہ کیوں
کھولا؟۔ اگر اکابر دین کے کلام کے
درمیان اس کے دل میں شبہات کا
کانٹا چبھ گیا تھا تو اس نے طالبان
حق کی طرح اپنے اساتذہ اور دیگر
حق اندیش علماء سے طلب تحقیق حق
کیوں نہیں کی؟ اپنی طرف سے ائمہٴ
دین کی شان میں کفِ لسان نہ کرنا،
اور بے باکانہ طعن، تجہیل اور تفسیق کا
پرچم بلند کرنا اور دوسروں سے اپنے
مرتبہ کی نگہ داشت طلب کرنا اور اپنی
اور اپنے گروہ کی تعظیم و تکریم کی فرمائش
کرنا انتہائی عجیب و غریب۔ ع
اے صائب، اپنا منہ گالی سے آلودہ نہ کرو۔
لیکن اس کے باوجود اس جواب

Marfat.com

جواب خواہند دید کہ احقر العبید ہرگز مثل صاحب رسالہ ملتزم طعن و تشنیع نگردید واگر جائے یکدو حرف مذکور ست ابتداء از صاحب رسالہ واحقر معذور ع

کلوخ انداز راپاداش سنگ ست

وایں مصرعہ ہم ع

آخرای بادصبا ایں ہمہ آوردۂ تست

معروف ومشہور۔

قولہ۔ پنجم آنکہ یا قوم انکان کبُر علیکم مقامی و تذکیری بایآت الله فعلی الله توکلت فاجمعوا امرکم و شرکاء کم الخ۔

اقول۔ ایں آیات کریمہ کہ در قول جناب حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در مقابلۂ کفار منکرین توحید ونبوت وارد گردیدہ ایراد آن دریں مقام چہ مناسبت دارد مگر آنکہ حسب عقیدۂ طائفہ اسماعیلیہ

کے مطالعہ کے وقت آپ دیکھیں گے کہ احقر العباد نے صاحب رسالہ کی طرح ہرگز طعن و تشنیع کا التزام نہیں کیا ہے اور اگر کہیں ایک دو باتوں کا تذکرہ ہے تو اس کی ابتداء صاب رسالہ نے کی ہے احقر معذور ہے۔ اینٹ کا جواب پتھر اور یہ مصرعہ بھی کہ اے بادصبا یہ سب تیرا ہی لایا ہوا ہے۔ مشہور ومعروف ہے۔

قولہ۔ پنجم یہ کہ اے میری قوم اگر تم پر میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی نشانیاں یاد دلانا شاق گذرا ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو مل کر کام کرو اور اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کرلو الآیۃ

اقول۔ یہ آیت کریمہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول میں منکرین توحید و نبوت، کفار کے مقابلہ میں وارد ہوئی۔ اس کا اس مقام میں ذکر کرنا کیا مناسبت رکھتا ہے؟ مگر یہ کہ اسماعیلی

Marfat.com

در ینجا ہم اشعار ست بآنکہ علمائے اعلام و اولیائے کرام را کہ قابل استحسان عمل مولد اند گواز شیوخ دین ایں طائفہ باشند از اہل ضلالت مے شمارد و خارج از مسلمین مے انگارد پس بطلان ایں خیال از ما سبق روشن و فساد جملہ اوہامش در ما تقدم مبین و ھا انا اختم الكلام و اسأل الله تعالىٰ حسن الاختتام لی ولجميع اهل الاسلام ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم و صلى الله تعالىٰ علىٰ نبيهٖ الكريم وحبيبه الرحيم سيدنا و مولانا محمد صاحب الخلق العظيم و علىٰ اٰلهٖ و اصحابهٖ اولى القدر الفخيم والفيض العميم فقط۔

عقیدہ کے مطابق یہاں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سرکردہ علماء و اولیاء کرام جو عمل میلاد کے استحسان کے قائل ہیں خواہ وہ اس گروہ کے مشائخ دین ہی کیوں نہ ہوں وہ انہیں گمراہ سمجھتا ہے اور جماعت مسلمین سے خارج جانتا ہے پس اس خیال کا بطلان ماسبق سے روشن اور اس کے تمام اوہام کا فساد ماضی میں خوب ظاہر ہے۔

اور اب میں گفتگو ختم کر رہا ہوں۔ اور اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعاء کرتا ہوں۔ اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما دے جو ایمان کے ساتھ رخصت ہو چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے چھل کپٹ نہ رکھ، اے ہمارے پروردگار بے شک تو رحمت و رافت والا ہے اور اللہ درود نازل فرمائے اپنے مکرم نبی اور صاحب رحمت محبوب ہمارے سردار ہمارے آقا محمد صاحبِ خلق عظیم پر، اور ان کے اُن آل و اصحاب پر جو عظیم رتبہ اور عام فیض والے ہیں۔ فقط

Marfat.com

گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت عالم

(تحقیقی مقالہ)

حضرت داتا گنج بخشؒ کے مقاماتِ علوم و معارف کا تعارف

پروفیسر عبد المجید یزدانی

الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com

تحقیقاتِ علمی، احوالِ صوفیہ، شخصیات و تاریخ پر مشتمل ایک گراں مایہ کتاب

عظمتوں کے سفیر

مولف:
محققِ عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ

ترتیب و تہذیب:
محمد کاشف رضا

الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com

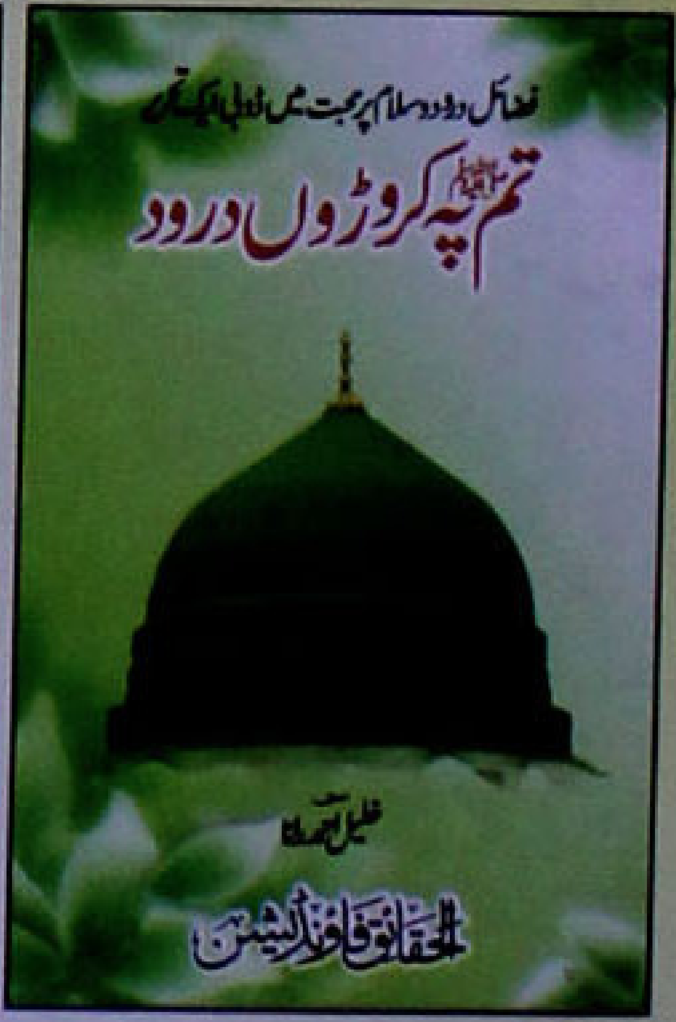

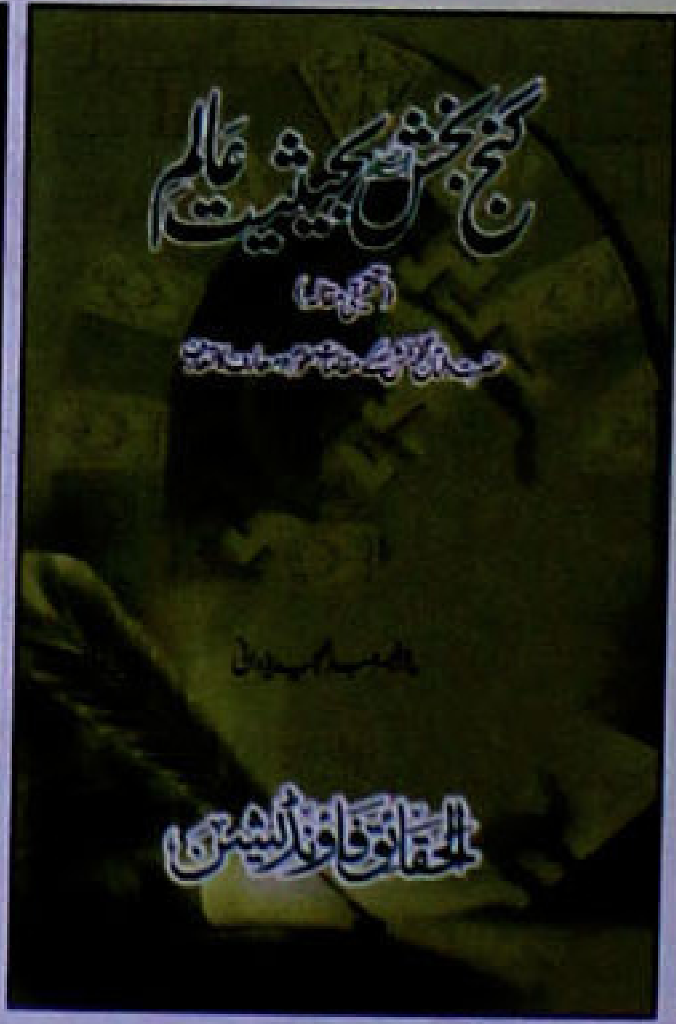

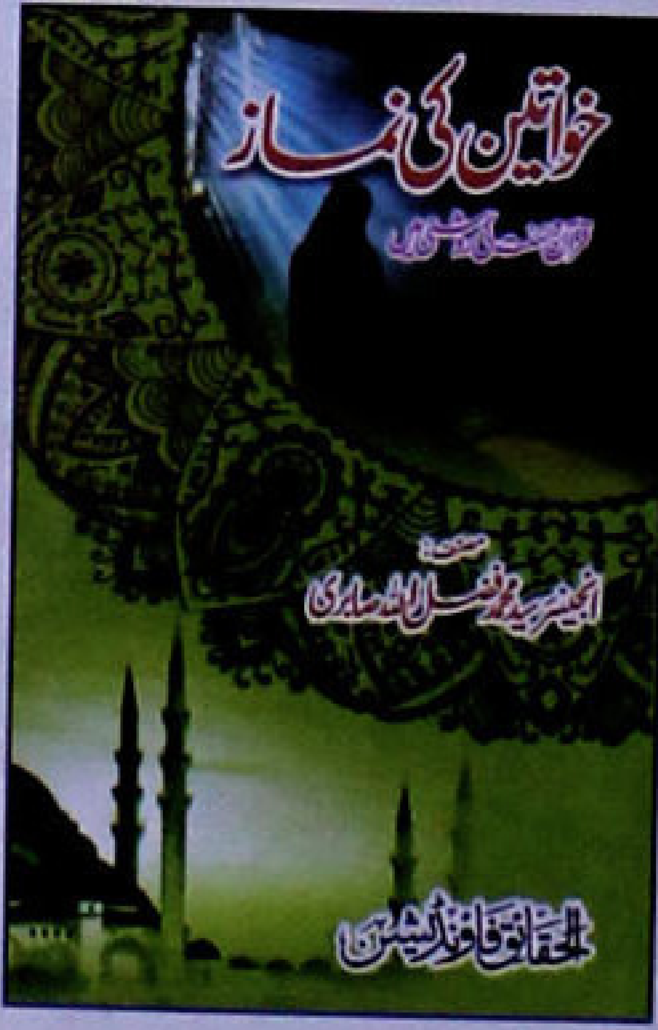

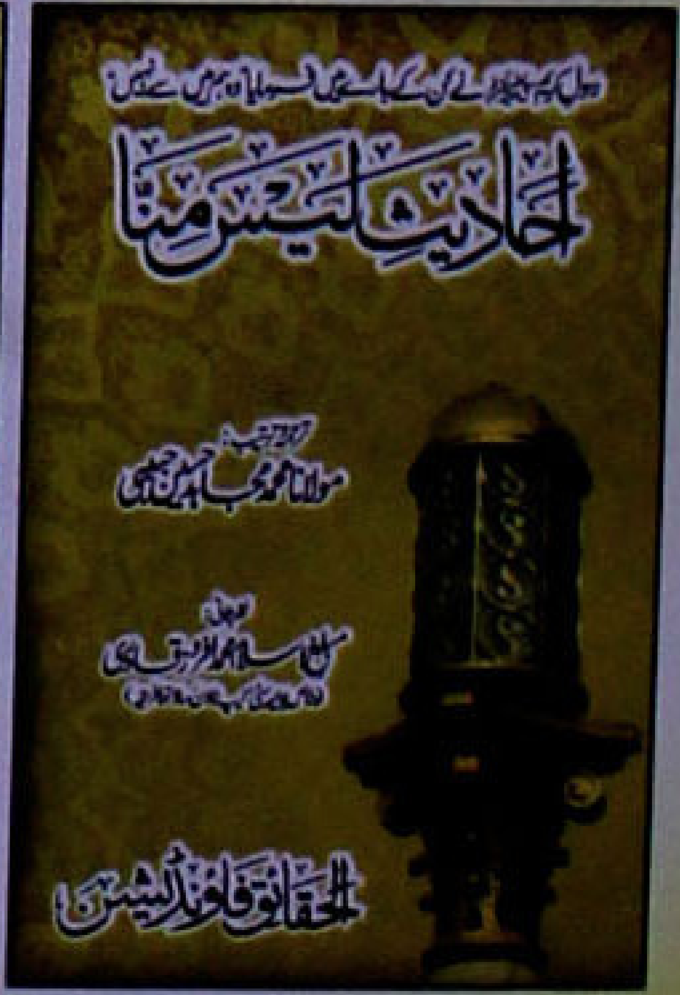

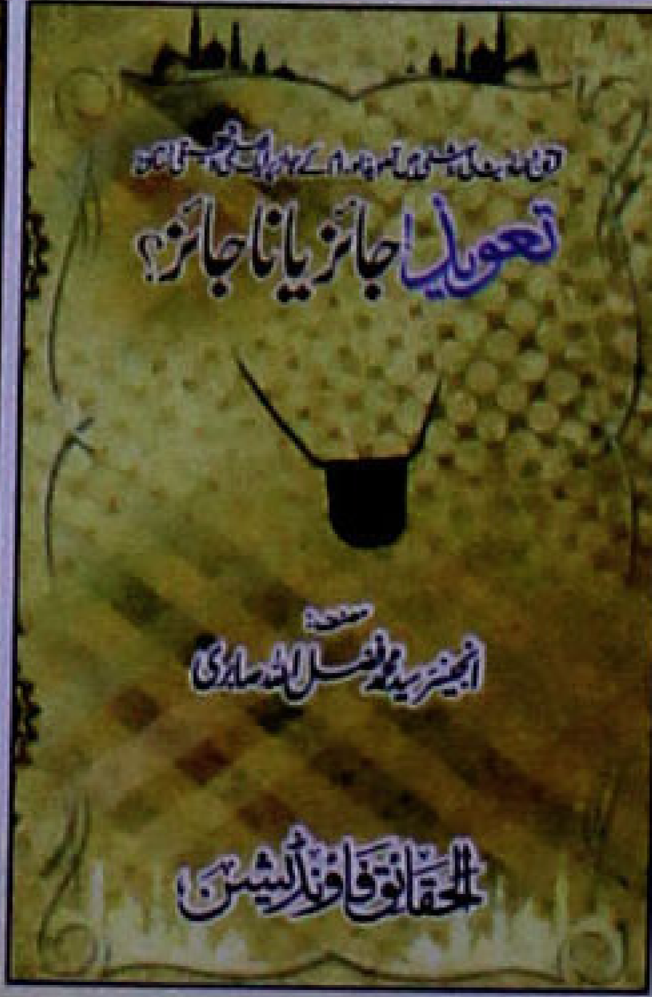

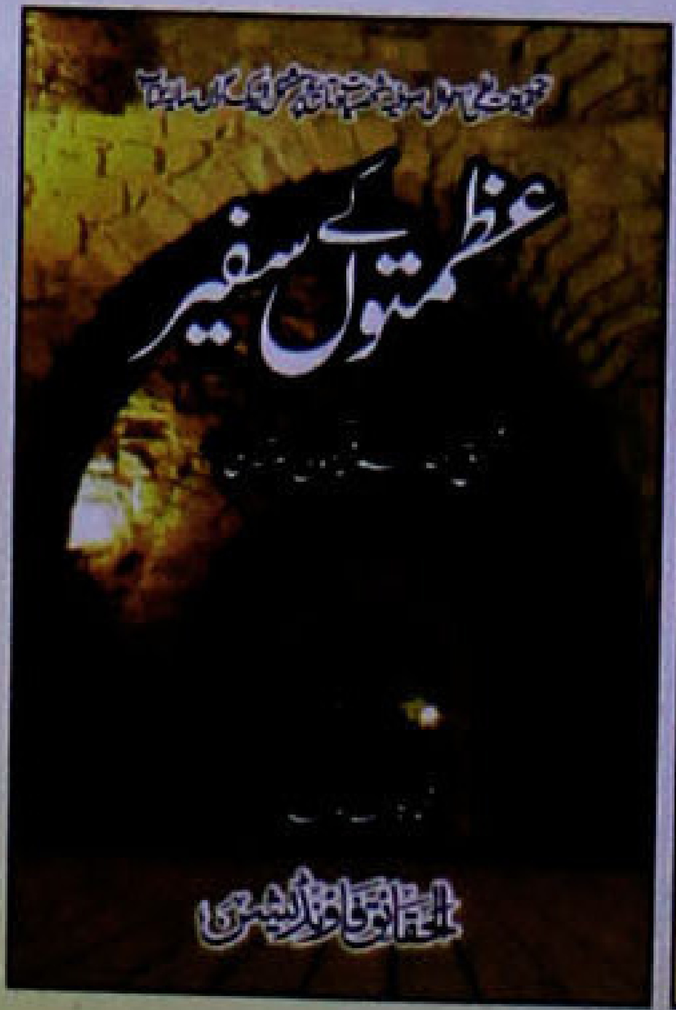

الحقائق فاؤنڈیشن

Marfat.com